خزانہ خیال

۱۳۰۴ھ

نتیجہ افکار گہربار جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی فرنگی محلی

حسب فرمایش

یگانۂ زمن جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

باہتمام

محمد نثار حسین نثار مالک کارخانۂ عطر و قومی پریس و پیام یار

جولائی ۱۸۸۷ء

قومی پریس لکھنؤ میں چھپا

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ و المنة کہ این مجموعہ بے ہمتا خزینۂ کمال گنجینۂ مقال موسوم باسم تاریخی

خزانۂ خیال

۱۳۰۸ھ

…شعرایان سخنور فصیح اللسان جامع کمالات…

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

قومی پریس واقع چوک لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا کسی سے پوچھتے مسالک فنا فی اللہ کا
ملگیا وارفتگی ہی سے پتا اس راہ کا

دستِ ایمان سے بُتِ پندار تو توڑی کہین
ہر مسامِ تن سے ہوگا شور الا اللہ کا

صدمۂ حیرت کر رہا ہون اپنی ہستی اسلیے
محویت بھی ایک جادہ ہے فنا فی اللہ کا

ہے رگِ جان مین نہان ابتک تو وہ پردہ نشین
ہوگیا عالم مین شہرہ میری اوسکی چاہ کا

کیا پیالہ فقر کا تو نے پیا ہے الفلک
ہاتھ مین کیون کشتی و کاسہ ہے مہر و ماہ کا

لاکھ سینچا عاشقون نے اسکو سیل اشک سے
پھولتے پھلتے نہ دیکھا مین نے گلشن آہ کا

واہ کیا جھلکی دکھائی عاشقِ بیتاب کو
دلمین عالم ہوگیا طور کلیم اللہ کا

ہے بھروسا مجھے غرقِ معصیت کو آہ پر
ڈوبتے کو ہو سہارا جیسے برگِ کاہ کا

اپنے دروازے سے عاشق کو نکلواتا ہی کیون
رہ نہین سکتا کہین راندہ تری درگاہ کا

جلوہ حق جا تو جو تمکو بتائے راستا
درحقیقت ہے وہی ہادی ہر اک گمراہ کا

کفر کو چورنگ ہوتے تمنے دیکھا ہی نہین
کافرون سے کاٹ پوچھو ضربِ الا اللہ کا

تیرہ گون حرفون مین کیا کیا نور کے مضمون ہین
کیون نہ ہر بیتِ غزل دے لطف بیت اللہ کا

قبر پر کیون کرتے ہین تعمیر گنبد بوالہوس
مرنے پر بھی شوق ہے کیا خیمۂ خرگاہ کا

ذات مطلق مین کیا ہے اسطرح اپنے کو گم
کہتے ہین شمشاد کو ثانی الف اللہ کا

کیون نہوتا مجھسے طے جادہ فنا فی اللہ کا
کسنے دیکھا پاؤن ڈگتے مردِ حق آگاہ کا

ایک ہی مقصود ہے ہر غافل و آگاہ کا
فرق ظاہر مین جو کچھ ہو پھیر سمجھو راہ کا

اپنے جوشِ ذکر سے معمور کر دے اسقدر
ہر زبانِ موے تن سے غل ہو الا اللہ کا

منعمو تم صورتِ قارون اوٹہاؤگے زیان
سمجھے ہو بے سود سودا ہے خدا کی راہ کا

طور آسا جلکے ہوگا صورتِ سرمہ سیاہ
رشک اگر دلکو رہا تیری تجلی گاہ کا

میرے عطارِ ازل نے جا بجا قرآن مین
عطر کینچا ہے گلِ خُلقِ رسول اللہ کا

تھی امامِ ہادیان روزِ ازل حضرت کی ذات
کام ہی رتبہ بتا دیتا ہے کار آگاہ کا

اسلیے مین کر رہا ہون صاف دلکا آئنہ
تاکہ عکس اسمین پڑے اک صورتِ دلخواہ کا

کفر کی بنیاد اوڑا دیتی ہے یہ شمشیر تیز
روکین کافر وار کیونکر ضربِ الا اللہ کا

ایسے پر عاشق ہوے ہم کیون نہون لاکھون قیب
جسکے آگے ایک رتبہ ہے گدا و شاہ کا

نفسِ امارہ بسانِ مار کیون ایذا دے
پہلے ہی سر توڑنا تھا مجکو اس بدخواہ کا

تیرگی جہل سے اکدم مین ہو جائے نجات
رہنما نورِ ہدایت ہو جو مجھ بے راہ کا

بیشتر راہِ طلب مین کرتے ہین یہ رہزنی
دور ہی رہنا بہلا ہے مجھسے عز و جاہ کا

میرے دل پر جو گزرنا تھا وہ گزرا ہمنفس
تو نے پوچھا بھی کبھی کچہ درد دُکہ ہمراہ کا

ہو نہو شمشاد ہے دلدادۂ حسنِ نبی
حمد مین کیون رنگ ہے نعتِ رسول اللہ کا

بسان ذرہ سرگردان ہون اوس مہر سیادت کا
کہ جو خورشید عالمتاب ہے برج رسالت کا

مین ہون مشتاق اوس یکتای عالم کی زیارت کا
کہنچا ہے نوگہرون سے جسکے نقشا ہشت جنت کا

شہادت اسقدر کافی ہے اونکے سوز الفت کی
مراد اغ جگر طغرا بنا مُہر نبوّت کا

کہانکا خوف صرصر کیا خزان پژمردگی کیسی
گُل داغ جنون بہی پہول ہے گلزار جنت کا

شب معراج نعلین اونکی تاج عرش اعظم تہی
یہ اونے مرتبہ تہا سرور عالم کی عظمت کا

اگر چاہو تصور مین کہنچے تصویر احمد کی
جمال ماہ کنعان سمجہو خاکا اونکی صورت کا

پُہکا جاتا ہون سوز آتش غمہای فرقت مین
کوئی چہینٹا ادہر بہی یا محمد ابر رحمت کا

بسان برق پہنچون منزل مقصود تک دم مین
نہ چہوٹے ہاتھ سے دامن اگر اونکی شفاعت کا

تمہارے ملنے کی ہی آرزو یا حق کی رویت کی
نہ جنت کی ہوس سودا انکچہ نعمای جنت کا

گزرنا وصل کی شب کا وصال جان روشن تہا
چراغ مردہ ہون مین ہی مگر صبح قیامت کا

وصال عاشق و معشوق مین سب ہے بل جاتا ہے
شب معراج حضرت کو مگر تہا دہیان امت کا

لگائی ہے وہ دلمین آگ سوز عشق احمد نے
کہ ہے خورشید تابان عکس جسکے داغ حسرت کا

رخ پرنور محبوب خدا سے لو لگا بیٹہے
کیا جیتے ہی جی سامان ہمنے شمع تربت کا

دبستان ازل مین ابجد آموزی تہی جن روز
ہوا ہے تب سے کندہ لوح دل پر نام حضرت کا

نکل آیا در یکتا سے نور مصطفےٰ باہر
ازل مین جوش پر آیا جو دریا حق کی رحمت کا

بسان کاہ نازک بہ گیا جو کوہ عصیان تہا
ہوا یہ موج زن دریا مرے اشک ندامت کا

بظاہر گو خلاف راہ سنت ہے روش میری
مگر دل سے مین دم بہرتا ہون حضرت کی محبت کا

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کی امارت تک
دکہاتا تہا نبوت کا اثر منصب خلافت کا

درود اونپر پڑہو جو آل و یاران محمد ہون

عقیدہ ہے یہی شمشاد سب اصحاب سنت کا

ارادہ جی مین رکہتے ہو اگر ترکِ محبت کا
کوئی عاشق ہی پہلے ڈہونڈہ لو تم میری صحبت کا

بنا یاد لکو خوگر محنت و رنج و مصیبت کا
نکالا ڈہونڈہ کر مین نے یہ سامان اپنی راحت کا

تصور مین ہی اوسکے جا نہین سکتا کسیصورت
اب اس سے بڑہ کے درجہ کبہی کیا ہوگا فصاحت کا

خیالِ این و آن تہا مانعِ نظارۂ عاشق
تمہین کو ہر طرف دیکہا اوٹہا پردہ جو کثرت کا

بدن سے روح تک باہر نکلجاتی ہی صدمی سے
کوئی ساتہی نہ دیکہا ہمنے دنیا مین بُری گت کا

بصد منت جو آتے ہی ہین آغوشِ تصور مین
تو اوڑ جاتا ہے رنگِ رُخ بُرا ہو اس نزاکت کا

نگاہین عاشقونکی چبہ گئی ہین جلدِ نازک مین
مُہاسون کے نہین سوراخ جوہر ہی نزاکت کا

فرشتو بحث کیون کرتے ہو مجہسے آج محشر مین
جہان ہو جوشِ رحمت کا وہان کیا ذکر طاعت کا

ہماری بات جہوٹی قول جہوٹا اور ہم جہوٹے
تصور سے تم اپنے پوچہو غم شبہائے فرقت کا

دلِ بیتاب نے مجکو کیا مجبور بوسے پیر
مری تقصیر کیا ہے مجہے کیا موقع ہی نفرت کا

ادہر پہلے ہی قالب سے ہماری روح رخصت تہی
اودہر منہ سے نکلنے ہی نپایا نام رخصت کا

ہلا ہم اور ایسے سنگ دلکو مفت دل دیدین
کہین اب کیا سوا اسکے کہ اوجڑی گہر مروت کا

نہین ممکن مرقع مین بنے بہزاد و مانی سے
کہنچا ہے صفحۂ دل پر جو نقشا تیری صورت کا

بڑہاتا پاؤن کیون آگے جو تم بوسہ نہ دیدیتے
تمہین نے حوصلہ مجکو دیا ہے ایسی جرأت کا

تمہین ہر بار جو ہم روکتے ہین کچہہ سمجہتے ہو
مزا دیتا ہے جانے مین طلب کرنا اجازت کا

جہان بیٹہے ہو تم بیٹہے رہو بکنے دو غیرونکو
اوٹہے تم میرے پہلو سے کہ بدلا رنگ صحبت کا

اگر زندہ ہون مین تو انقلابِ دورِ الفت سے
مزا چکہوگے تم بہی ایکدن اس میری حسرت کا

بناوٹ کی تو لاکہون باتون سے دل خوش نہین ہوتا
ہزارون رنج کہو دیتا ہی اک فقرہ محبت کا

نسکیونکر حشر بپا ہو پری وان اداؤن پر ۔ بگڑکر مسکرا دینا یہ غمزہ ہے قیامت کا

کسی رشک گلِ رعنا سے کیا پہر لڑا ۔ کہتے ہو
کہو شمشاد آخر رنگ کیون بدلا طبیعت کا

اے گل تر وہ چمن پیرا ہے مجہ شمشاد کا ۔ تو ہی الب بوٹا ہے جسکے گلشن ایجاد کا

ہیچے نے کاٹ سیکہا ابروِ جلاد کا ۔ صنعت خالق سے جوہر کہل گیا حداد کا

گل جو بدمستون مین تہا مین بادل عرفان طلب ۔ قلقلِ مینا مین عالم تہا خدا کی یاد کا

دام صیاد ازل رکہا ہے گل سے دیکہکر ۔ کیا نکلتا ہے طائر نکہت بر باد کا

پہول کہلاتے مین تب شاخون مین آتی ہین ثمر ۔ کوئی یہ سمجہا دے جنکو شوق ہو اولاد کا

اوس ستمگر کو سنا دے مرگِ عاشق کی خبر ۔ جسکو ہو انعام لینا اس مبارکباد کا

کہہ رہا ہون اپنی سیل اشک مین عالم کو غرق ۔ جی مین ہے پہر رنگ بدلے عالم ایجاد کا

مین وہ بلبل ہون کہ میرے نغمۂ پرسوز سے ۔ پانی پانی ہو کے بہ جاے قفس فولاد کا

عمر بہر تو اپنے کوچے مین مجہے دیکہا کیئے ۔ پوچہتے ہین پہر بہی گہر مجہ خانمان برباد کا

اپنی حالت پر اوسے چہوڑا تو آیا راہ پر ۔ خوب ہم سوچے علاج اپنے دل ناشاد کا

مثل گردون سوچتا ہے میری بربادی کی شکل ۔ سر جہکانا بے سبب کب ہے ستم ایجاد کا

فصد سے زائل اگر ہو عشق مژگان کا جنون ۔ چوم لون نشتر دہان زخم سے فصاد کا

تہی رسا اوسکی کمندِ طرۂ عنبر فشان ۔ ہے دلِ رم کردہ میرا صید جس صیاد کا

دل کہنے دے آئے اتنا بہی نہین آتا خیال ۔ ہو گیا ہے بیخودی مین اب یہ عالم یاد کا

ساتہ اوسکے یون رقیب روسیہ بد زیب ہے ۔ ناسخ و آتش مین جیسے جوڑ ہے آباد کا

آگیا ہے اپنے لب تک نالۂ حشر آفرین ۔ اب خدا حافظ ہے ان افلاک کے بنیاد کا

ہے دل روشن ہمارا رشکِ ارژنگِ چین
کیون نہ دعوے اب غلط ہو مانی و بہزاد کا

عشق مین کرلیتے ہین میرا نام قیس و کوہکن
کیون نہو شاگرد سب بہر لیتے ہین دم اُستاد کا

ہر مصیبت مین مجھے ملتا ہے راحت کا مزا
اب دل ناشاد خوگر ہوگیا بیداد کا

وصل جانان مین جو پوری ہون مری سب منتین
آب شیرین پر دلاد ون فاتحہ فرہاد کا

دیکھین اس عالم مین ہمنے کیسی کیسی صورتین
پر جواب ابتک نہ دیکھا حُسن ادم زاد کا

اصل حق ہو تعلق مین تو بیشک بات ہے
مین کبھی قائل نہین ہون راہب و آزاد کا

سچ تو یہ ہے ہمتو اوس ظالم کے رعب حسن سے
سانس لے سکتے نہین یارا کہان فریاد کا

ہاتھ پونچھے یا نہ پونچھے تجھ تک اے سرو بلند
پر نہین ہے پست ابتک حوصلہ شمشاد کا

جسکی موسیٰ کو طلب تھی وہ دلِ روشن مین تھا
شعلۂ برق تبسم وادیِ ایمن مین تھا

یا وہ گو تھا بلبل آسا جو ترے گلشن مین تھا
ہان مگر کچھ ذوقِ حیرت غنچۂ سوسن مین تھا

مطلع خورشید محشر تھا وفور نور سے
چاند سا چہرہ جو کل دیوار کے روزن مین تھا

یہ بھی موسیٰ کو نہ سوجھی میرے دلمین دیکھتے
مفت سرگردان ہوے کیا وادیِ ایمن مین تھا

آبرو باقی زلیخا پیرہن چاکون مین کیا
داغِ ناموس وندامت شرم کے دامن مین تھا

وہ جو آیا قبر پر بھولے سے بھر فاتحہ
پھر تو اک شور قیامت ہر طرف مدفن مین تھا

کلیہ یہ ہے کہ ضد سے ہوتی ہے درمانگری
جو ہمارا چارہ گر تھا پردۂ دشمن مین تھا

میرے نالے سے ہوا منصور و شبلی کو سکوت
انتظام ملکِ معنی کیا اسی شیون مین تھا

غیر کو پہلو مین لیکر خوب تڑپایا مجھے
کو خیالِ غیر بنکر مین دلِ بدظن مین تھا

گر پڑا جب عجز عاجز حلقۂ گردن ہوا
کیا عروج بے ثباتی نخوت دشمن مین تھا

عشق مین بدنام کیون کرتے ہو مجکو ناصحو
یہ وہ دہبا ہے جو پہلے غیر کے دامن مین تہا

جسمین اب مین دیکہتا ہون آمد و رفت رقیب
تار تار پیرہن میرا اوسی چلمن مین تہا

دو بدو ہوتے ہی دونون طور دہوئی چلگئے
عالم برق غضب اوس شوخ کی چتون مین تہا

کرلی جو فرہاد سے شیرین تری تیغ ادا
ثبت وہ روز ازل سے تیشۂ آہن مین تہا

رات کس آفت کے پرکالے نے دیکہا تہا اوسے
شعلۂ برق نگہ مہتاب کے خرمن مین تہا

زندگی بہر فیض جاری تہا نہ تہا خوف عدو
شمع فانوسی کا عالم میری جان تن مین تہا

فرط وحشت سے بڑہا ہے دست زلیخا عشق مین
چاک خجلت بے سبب یوسف کی پیراہن مین تہا

دیکہنا شاید کہ میرا دل ہو وہ اے چارہ گر
نقطۂ خون بستہ اک طرف خط سوزنین تہا

ہوگیا مطروح دست شاہد بزم شرف
رنگ روے عاشق شیدا مگر کندنین تہا

کیون مرے زخم جگر سینے مین گتہی پڑگئی
رشتۂ جان عدو کیا روزن سوزنین تہا

مرگئے عشاق تو سیتا رہا چاک جگر
رشتۂ طول امل ہی چارہ گر سوزنین تہا

کیا قیامت تہا یہ رخنہ سینے کا اے چارہ گر
آفتاب حشر مثل ذرہ اس روزن مین تہا

افسر عالم جو سر تہا اوسکو کاٹا بے دہڑک
کیا فلک کا انفس ناطق شمر ذی الجوشنمین تہا

سولی دی منصور کو کیونکر فناے محض مین
کچہ نکچہ داغ خودی اوسکے دل روشنمین تہا

شیخ کے قلب سیہ مین کب اوسے حاصل ہوا
جو مزا پہلے مری قرب رگ گردن مین تہا

تہا مرا اسد تیشۂ فرہاد نے پہوڑا جسے
تہا وہ میرا خون جو پرویز کے دامن مین تہا

ظاہرا تو دعوی آزادگی مین کی بسر
رشتۂ الفت مگر شمشاد کی گردن مین تہا

یہ ترا انداز قامت سرو گلشن مین نتہا
یہ ترا لطف زبان اے یار سوسن مین نتہا

جوہر تیغِ ادا شمشیر آہن مین نہتا
زہر جو چوٹی مین تھا ہرگز وہ ناگن مین نہتا

پنجۂ دستِ جنون سے چاک دامن مین نہتا
یہ مرا انداز وحشت قیس کو دن مین نہتا

یہ نتھے انداز وحشت چاک دامن مین نہتا
اسطرح کا درد پہلے میرے شیون مین نہتا

کوئی کیا جانے یہ آپس کی کدورت کا سبب
مین تو آیا ہی خیالِ دوست دشمن مین نہتا

تھی طلب جس نام کی مجکو مری تحقیق مین
شیخ کے سبحے مین یا جوگی کے سمرن مین نہتا

پاؤن تک بہ آئے تھے جسطرح میری اشک سرخ
سلسلہ یاقوت کا ایسا تو معدن مین نہتا

شاید اوس دہقان پسر سی آنکہ اوسکی لڑگئی
رات دیکھا غور سے تو ماہ خرمن مین نہتا

آشنائی مجسے کر لی تھی عروس دہر نے
ہان مگر نقشِ وفا اوسکے بہی جوشن مین نہتا

وہ جو بہرِ فاتحہ آیا قیامت آگئی
ایک مردہ چین سے دیکھا تو مدفن مین نہتا

چارہ گر سے کیا ہم ہوتے مرے لبہائے زخم
رشتۂ تدبیر وصلت اوسکے سوزن مین نہتا

پہر نہ آتا کسطرح مقتل سے مین مایوس وصل
جذبِ مقناطیس و آہن تیغ و گردن مین نہتا

سوزنِ تدبیر زخم دل تھی دستِ مست مین
سرمے کا دنبالہ چشم شوخ پرفن مین نہتا

رنگِ زردِ روے عاشق شاید اوڑنی مین رنگدا
ورنہ یہ رنگ طلائی لعلِ توسن مین نہتا

بات تھی کچھہ اور ہی جس سے رہا اوسکو سکوت
ہنسے مانا لطفِ گویائی بہی سوسن مین نہتا

کیا کہون وہ رات کیسی گرم جوشی سے ملا
کچھہ خیالِ غیر شاید وہم بدظن مین نہتا

ہوگئی شمشاد مین بھی کچھہ نکچھہ تاثیر عشق
اب ہے جو انداز پہلے اوسکے شیون مین نہتا

عالم آرائی مین کیا کچھہ دردسر درکار تھا
تجل سے قارون تجھے القاے زر درکار تھا

حسن کو اس پردے مین صاحب نظر درکار تھا
یا جو ہو گردن شکن وہ بارِ سر درکار تھا

جبہو وحدت مین قائم تھی وہ دلی مثلِ عرش
ورنہ کب آپسمین کوئی نامہ بر درکار تھا

وہ خہ گلزارِ تکوین محمد سے ملا
باغبانِ کن فکان کو جو ثمر درکار تھا

بخیہ کرنا تھا جو زخمِ حسرتِ دیدار کو
سوزنِ مژگان مین اک تارِ نظر درکار تھا

تجھے گو جنبش مین تھا اے نالۂ دل عرش تک
پھر بھی مین قائل نہین بڑھکر اثر درکار تھا

حجت کیون موسیٰ سے کی تم مجھسے ہوتے بیحجاب
مردِ کامل عشق مین تمکو اگر درکار تھا

سچ ہے لیلی کیا بلا تھی قیس دیوانہ نہتا
اوسکو اس پردے مین کوئی حیلہ گر درکار تھا

سیرِ اسرٰے مین نتھی مدنظر تکلیفِ یار
امتحانِ کحل مازاغ البصر درکار تھا

جب سمجتے تھے کہ ہونگے تیرے گیسو سائبان
آفتابِ حشر اونکو ہر سحر درکار تھا

ہو نہو لفظِ انا نے جان لی منصور کی
ورنہ حق کہنے مین کب یہ شور و شر درکار تھا

اے صنم بہلول دانا تھا یہ ہے دیوانگی
تیری الفت کے لیے مین بیخبر درکار تھا

مین ترے قربان اے زخمِ خدنگِ نازِ یار
ایک مدت سے مجھے دردِ جگر درکار تھا

شیخ صنعان اور کرتا اسطرح گردن کشی
کچھ نکچھ محبوب سے اوسکو مگر درکار تھا

بعد مدت اے دلِ نالان نکالی آرزو
مجکو اپنے حال پر اک نوحہ گر درکار تھا

تھا یہ عکسِ مردمِ دیدہ لو کافی گالون پر
خالِ مصنوعی کب اے رشکِ قمر درکار تھا

پیروِ مذہب ہوا شمشاد غفلت کی سبب
ورنہ کب راہِ طلب مین راہبر درکار تھا

نہ کیا منہ اسیری کے سوا بلبل نے حاصل کا
دیا تھا کشتِ عشقِ گل مین پانی چاہِ بابل کا

تصور اسقدر باندھا ہے اک لیلی شمائل کا
کہ ہے دلکے پھپولے پر یقین [illegible] محمل کا

سنا یا حال ناصح کو جو کچھ بیتابیِ دل کا
بہت رویا بہت پیٹا بہت [illegible]

ہوا ہے کشتۂ الفت یہ کس بیچین قاتل کا
کہ ہر دم طائر دل مین ہے عالم مرغ بسمل کا

جو دم لے مرکے بھی رہرو طریقِ عشق کامل کا
نہین ممکن قیامت تک کنارہ پائی منزل کا

جنون بہایا ہے مجکو کسقدر اندازِ عریانی
کہ بحرِ عشق مین دامن نہ پکڑا مین ذ ساحل کا

نرگسکو کام رونے کے سوا تم بزم ہستی مین
اگر مضمون سمجھو سطر اشکِ شمعِ محفل کا

نظر بھر کر ندیکھا تھا ابھی اوس تیغ ابرو کو
کہ عالم تھا یہان مرغ نگہ مین صید بسمل کا

سمجھکر چارہ گرنے نرگسی آنکھون کا دیوانہ
بنایا چشم آہو سے ہر اک حلقہ سلاسل کا

مرا دل بھی لیے جاتا ہے برہمراہ نامے کے
پتا تجکو بتاتا جائے گا یہ کوچہ قاتل کا

یہ گنجِ معنئ ستیرین مین لیتا کوہکن ہوکر
اگر الماس بہی ہوتا ہیولی سنگ حائل کا

گل و لالہ کی کلیان تو کہتے ہین کیون لہو تہوکم
لب رنگین کی الفت سے مگر پیدا مرض سل کا

نہ آیا واعظ رہزن کے پہندے مین تو مین سمجہا
نہین آزاد کو کھٹکا اسیر حق و باطل کا

اودہر وہ نازکی اوسکی ادہر مین سخت جان ایسا
بوقتِ ذبح ڈرہے رہ نجائی ہاتھ قاتل کا

کبہی بھر لے نہ دیکھا اسکو چشم حرص کیصورت
حباب بحر کاسہ بن گیا ہے دستِ سائل کا

برنگ فصل گل یار ونکے غنچے مین جو آجاؤ
زبان گنگ والکن مین بہی ہو عالم عنادل کا

تڑپکر جا پڑا بجلی کی صورت اوسکے کوٹھے پہ
بھلا کیونکر نہ مین ممنون ہون بیتابی دل کا

تسلط کر لیا ہندو نے کعبے پر قیامت ہے
سرابرو عیان ہونا غضب ہے اس صنم تل کا

فرشتے چاہ بابل سے نکل آئے ہین سننے کو
لکہا ہے وصف اے شمشاد کس نے ہر وشمائل کا

صفحہ ہے آسمان خیالی کتاب کا
طوفان کیسا نہ پوچھئے چشم پر آب کا

نقطہ ہے آفتاب مرے انتخاب کا
ہے گنبدِ سپہر ہی عالم حباب کا

سالک ہوں جیسے جادۂ راہ صواب کا
مسلک مجھے پسند ہے موجِ شراب کا

اے شیخ پیر خوب ہے پردہ خضاب کا
زالِ قضا کو اب نہیں موقع حجاب کا

رو ؤ ہی میرے غم میں تو ہوے وفا کہاں
نرگس سے ہے محال نکلنا گلاب کا

سرمست بادۂ صفتِ لب ازل سے ہوں
نشہ [illegible] سے قلم کو ہے کہنہ شراب کا

ہر ذرے سے صداے انا الشمس تھی بلند
اوس مہ وش نے بند جو کھولا نقاب کا

شبنم صفت فنا ہے مری جسکی دید سے
ہر ذرے مین فروغ ہے اوس آفتاب کا

محتاج غیر کو نہین اک حال پر ثبات
کیا رنگ دیکھتے نہین تم ماہتاب کا

رعشہ نہین یہ ہے حرکت اضطراب کی
پیری مین بھی ہے ولولہ باقی شراب کا

کیونکر نہ آسمان پر اوس کا دماغ ہو
بوسہ جو لے کسیکی ہلالی رکاب کا

بھاگین گے اوس سے غولِ بیابانِ گمرہی
سالک ہے جو طریق رسالت مآب کا

پیچیدہ مویوں سے جو نہین کچھ بھی سلسلہ
پھر رشتۂ امل مین سبب پیچ و تاب کا

کچھ خیر ہے اوبھتے ہو رندو نسے شیخ جی
عمامۂ شریف نہ اوچھلے جناب کا

ہے ابتدا اے حزن مری انتہاے رنج
کس رنگ پر ہے عشق مین زور انقلاب کا

اوٹھتی جوانی آپ کی یاد آگئی مجھے
دیکھا اگر حباب سے ملنا حباب کا

ہم دل جلوں کے گریۂ پرسوز دیکھو تم
کیا خوش ہو دیکھکر یہ ٹپکنا کباب کا

اچھی پیوں کہ پھر نہ کسی کو نصیب ہو
زاہد یہ میکشی ہے وسیلہ ثواب کا

ممکن نہین کہ آنکھ کسیوقت کھل سکے
آٹھوں پہر خیال ہے اک مستِ خواب کا

رنگ خضاب ریش منور پر آگیا
یا لکہ آفتاب کے اوپر سحاب کا

یہ پھبتیاں گلوں کی یہ آزادی اے ستم

شمشاد کچھ بھی خوف ہے روز حساب کا

مطلع مین وصف ہو رقم اوس بادشاہ کا
مقطع نہ شاعرون کو ملے جسکے جاہ کا

جسپر گمان کرتے ہین سب مہر و ماہ کا
خاکا ہے میرے داغ دل پر گناہ کا

لکہ ہے آسمان پر ابر سیاہ کا
یارب دہوان نہو کسی بیکس کی آہ کا

لکہا ہے وصف یار کی چشم سیاہ کا
ناے قلم مین نور ہے تار نگاہ کا ✤

جو سر بلند قبہ عرش برین سے ہو
چومے وہ نقش پاشہ عالم پناہ کا

انکار درد عشق تو ناصح سے لیجیے
یارا اگر کہان سے بیان ضبط آہ کا

اظہار طفل اشک محبت مین کیون غلط
مریم سے وصف پوچہیے کم سن گواہ کا

کیونکر کہون کہ قیس کو تہا عشق مین کمال
پابند عمر بہر جو رہا رسم و راہ کا ✤

زاہد ریاے زہد جو ظلمت سے ہے نورین
داغ قمر ہے داغ تری سجدہ گاہ کا

اے ماہتاب کسکو دکہاتا ہے داغ دل
پرسان نہین بیان کوئی حال تباہ کا

ہر برگ گل مین بو کیطرح کرے آشیان
احسان عندلیب نہ لے مشت کاہ کا

کیا خاک آرزو ہو کسی کو عروج کی
لوٹا ہے آسمان خدنگ نگاہ کا

گمراہیون سے راہ ہدایت جسے ملی
محتاج وہ نہین ہے کسی خضر راہ کا

جیسے سنا عروج کو سرمایہ فساد ✤
خواہان نہین نصیب سے ہین عزوجاہ کا

خضر رہ عروج ہے یوسف کیطرح ساتہ
کیا خوف راستے مین چہ زیر کاہ کا ✤

چہکے کہان بغیر شب ہجر داغ دل
احسان نور پر ہے اسی رو سیاہ کا

کافر کے دل سے ہی جسے کہتے ہین سیاہ
شمشاد خوف ہے تو اسی خوابگاہ کا ✤

…زیر زمین نالۂ فریاد نکرتا
وہ شوخ اگر بعدِ فنا یاد نکرتا

…تُند جنون مین دل ناشکو نکرتا
ولسے جو لگاوٹ وہ پریزاد نکرتا

نالون نے گر اور ہی کچھ رنگ جمایا
صیاد ابھی ہرگز مجھے آزاد نکرتا

گلدام رخ و زلف مین پہنسنے کی ہوس تھی
کیون باغ مین نظارۂ صیاد نکرتا

…رگ سے جو کچھ آتش فرقت نے کیا کام
زنجیر سے وہ کورۂ حداد نکرتا

ہم دام محبت مین نئے سر سے نہ پہنستے
تو طرزِ وفا تازہ جو ایجاد نکرتا

کرتے ہو جو کچھ پردۂ الفت مین تم ای دوست
دشمن بہی تو اسطرح کی بیداد نکرتا

ہوتا جو مین عشقِ مژۂ یار مین کامل
منت کشیٔ نشترِ فصاد نکرتا

جو نقش تصور نے کیا صفحۂ دل پر
تصویر مین وہ خامۂ بہزاد نکرتا

آنچل کو نہ ہاتھون سے ہلاتا جو دم رقص
اے شوخ دل زار کو برباد نکرتا

دیسے جو سلوک آج کیا تیغ نظر نے
گردن سے کبہی خنجرِ فولاد نکرتا

فرہاد یہ تصویر سر کوہ بنا کر
یکتائی شیرین کو تو برباد نکرتا

…ہاتے ہی مرے نجد مین مجنون کی خالی
شاگرد ہے کیون عظمت استاد نکرتا

…پڑے دل عاشق کی ہو…
اسطرح کوئی خنجرِ فولاد نکرتا

شمشاد نہ بنتا جو دل اے رشک صنوبر
قمری سے سوا نالۂ فریاد نکرتا

…سے ہمکنا کیا
کہ مین کیا اور میرا حوصلا کیا

…گئی تیری ادا کیا
ابہی تہا پاس میرے دل ہوا کیا

…الفت سے حسرت
نہ سمجھے ہم وفا کیا ہے جفا کیا

سبھی ہین دل چرا لینے مین کامل ۔ نظر کیا سرمہ کیا وزدِ حنا کیا
نکالا کیون ہمین کچھ ازل سے ۔ تجرّد مین ہوی ہمسے خطا کیا
ترے در کی فقیری سلطنت ہی ۔ ہمارے سامنے ظلِ ہما کیا
جو سننے کی ہی رخصت دے نزاکت ۔ شکستِ شیشۂ دل کی صدا کیا
عوض مین ہمسے تم دو چار لے لو ۔ جو اک بوسہ دیا تمنے دیا کیا
کہون کیا اون سے حال دردِ فرقت ۔ کہینگے ہنسکے پھر اسکی دوا کیا
میری خاک اوسکے کوچے سے اوڑا کر ۔ صبا تو ہی بتا آخر ملا کیا
لباس فقر مین دہبے ہین دو لون ۔ الو کیا اور نقشِ بوریا کیا
بھلا کیا اوسکی طاعت یا عبادت ۔ نہ سمجھے جو کہ مین کیا ہون خدا کیا
دل و جان دین و ایمان عقل و دانش ۔ ہوئے سب نذر عشق اب رہگیا کیا
برنگِ روح جب تم دل مین ٹھہرے ۔ تو پھر تمسے تمنائے وفا کیا
عدم کے جانے والے قافلے کو ۔ نشانِ میل و آوازِ درا کیا
تو ہی شانِ کریمی اپنی رکھ لے ۔ تمنائے فقیرِ بینوا کیا
ہمارا غنچۂ سربستۂ دل ۔ کہلائیگی تو اے بادِ صبا کیا
جوانی ہی تو ہے محبوب عالم ۔ پھر اوسکی بیوفائی کا گلا کیا
جو ہو تیری رضا راضی ہین ایدوست ۔ ہماری آرزو کیا مدعا کیا
نہ جب حد ٹھہری کچھ جوشِ کرم کی ۔ مری گستاخیون کی [illegible] کیا
ہماری زندگی جانِ جہان ہو ۔ [illegible]
ہجوم خلق و معراج [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] مین سلنے دل سے بھی تری راہ — طلب کامل اگر ہے رہنما کیا
مرے تو ہونٹ بھی ہلنے نپائے — یکایک وہ ہوے سے مجھے خفا کیا
سوا اسکے کہ اب تجسے چھڑا یا — ہمارے ہمنشینون نے کیا کیا

چلو شمشاد بیٹھین اوس گلی مین
اسیرِ عشق کو قیدِ حیا کیا

توہی کھولے جسے ایسی گرہ دل دینا — اے مرے عقدہ کشا عقدۂ مشکل دینا
رات دن تازگیٔ زخمِ غمِ دل دینا — کشت زارِ ہوسِ درد مین حاصل دینا
کاوشِ تیرِ نگہ یا ہوسِ نوکِ مژہ — کچھ نہ کچھ ہمکو بھی اے غم خلشِ دل دینا
اتنے سیلاب مین یہ جوش و خروش دریا — دادِ خاموشیِ چشم اے لبِ ساحل دینا
پھوڑ کر سر کو کبھی جان نہ دیتا فرہاد — کام آتا اگر الفت مین فقط دل دینا
اے غمِ بیکسی راہِ توان کاہِ طلب — ساتھ دینا جو مرا تا بسرِ منزل دینا
عاشقِ زار کو کیونکر نہ لٹو تسکو اے — پان اغیار کو یون بر سرِ محفل دینا
جان دینا بھی غمِ ہجر نے آسان کیا — پہلے دشوار سمجھتے تھے فقط دل دینا
عشق بازی مین ہنون اہلِ فنا سی محجوب — کوئی معشوق خدایا مجھے قاتل دینا
کیا پریشان ہے اے بادِ صبا قیس کی خاک — راہ اسکو طرفِ پردۂ محمل دینا
[illegible] مین ہوش و حواس و ملامی دین اے غمِ عشق — مایۂ برہمیِ صحبتِ محفل دینا
او [illegible] اندازِ وفا مجھسے سوا تھے پہلے — باعثِ جور ہوا صرفِ مرا دل دینا
اے فلک خوب ہوگئین وہ زنجیرِ جنون — کشتِ امید مین آبِ چہِ بابل دینا
[illegible] سکے ہو مری جان چھپا کر آنکھین — زخمِ شمشیرِ نگہ بر سرِ غافل دینا

دیکھے شمشاد نہ حلقے سے نکلجاے کمین ۓ
اک توجہ اوسے اے مرشدِ کامل دینا

جب پاس مرے گوہرِ یکدانۂ دل تھا | کونین جسے کہتے ہین بیعانۂ دل تھا
ہمکو نہ سنا یار نے افسانۂ دل تھا | بھولے سے نہ دیکھا جسے ویرانۂ دل تھا
سرمستیِ جوشِ مۓ وحدت تہی اوسیکو | جو خاک نشینِ درِ خمخانۂ دل تھا
جب تک نہوی تھی کششِ کاملِ دلبر | ناصح اسے ہیچ جان مین دیوانۂ دل تھا
جیسے کوئی بکجاے یہ حالت ہوئی دلکی | تہی وہ نگہِ ناز کہ بیعانۂ دل تھا
جب دل کے سوا کوئی نہتی یار کی منزل | کیا جرم کیا مین نے جو دیوانۂ دل تھا
تیغِ نگہِ ناز کے اللہ رے چرکے | ہر پارۂ دل اشکون مین شکرانۂ دل تھا
دل مجھسے جدا ہے تو سمایا ہے وہ دلمین | تہا سینے مین جب دل تو وہ بیگانۂ دل تھا
از نقش و نگارِ در و دیوارِ شکستہ ۓ | ظاہر ہے کہ آباد یہ ویرانۂ دل تھا
کیا خاک شبِ وصل ہم آرام سے سوتے | مدِ نظرِ یار تو افسانۂ دل تھا
سینہ جسے کہتے ہین وہ تہا گلشنِ فردوس | اک غیرتِ گل جن دنون ہمخانۂ دل تھا
خجلت دہ صد خانۂ ارژنگ رہا دل | جب تک وہ صنم زینتِ بتخانۂ دل تھا
دیتا مین جگہ اور خیالات کو کس ہین | معمور محبت سے مرا خانۂ دل تھا
تہا اور کوئی نغمہ نوازِ نۓ عشرت | مین نوحہ گرِ گوشۂ غمخانۂ دل تھا
جب تک نہ رسائی ہوئی لبہاۓ صنم تک | گردش مین گرفتار یہ پیمانۂ دل تھا
جسکے لیے آوارہ پہاڑون مین تہی سونی | وہ زیب وہ حجلۂ کاشانۂ دل تھا
نوکِ مژۂ یار نے بیدھا جسے سو بار | مجھ خستہ جگر کا وہی دردانۂ دل تھا

عاشقِ جانباز پر تیوری چڑھاتے ہو عبث
ابروِ پیوستہ کی جنبش مین تھا قصہ تمام

کیون نہ جی لرزے ہمارا ابروِ سفاک سے
چشم و ابرو کو ملایا اوسنے دنبالے سے کب

سرمے سے آنسو جو ہکے پھیلے روے یار پر
بعد مردن تھا جو باقی عشقِ ابرو کا اثر

کشتۂ ابرو کے داغِ دل کی علت ہے یہی
اور کیا ہے صد مہاے عشق ابرو کی دوا

اک اشارے مین صفِ عشاق کر دیتے ہین صاف
تا ابد اوسکے ہرے رہتے ہین زخم جان خراش

نیم ابرو کا اشارہ کیون نکر دیتا شہید
ہوگیا گھایل وہین کی جس سے تمنے گفتگو

جو مقابل آگیا دم مین کیا چور نگ اوسے
آج کل کیونکر ہو ظالم کو خونریزی پسند

سجدہ کیجا سہو سوا ابروے قاتل پر نثار
یاد ابرو مین جو قاتل نے کیا ہے مجکو قتل

چڑھ گیا ایسا تصور ابروون کا اندنون
ہم اشکا پڑگیا جسپر کبھی بھرتا نہین

کب سپاہی کو پسند آتا ہے بل شمشیر کا
سانس لیتا ہے کہین کشتہ دو دم شمشیر کا

دستِ تُرکِ مست مین قبضہ ہی اس شمشیر کا
ڈہال سے اولجھا دیا ڈور اوسدم شمشیر کا

اونکو سمجھا مین نے دامن قبضۂ شمشیر کا
نخلِ بالینِ لحد مین پھل لگا شمشیر کا

زنگ اس تودے مین چھٹ کر رہگیا شمشیر کا
دہار دینا چوٹ اگر پانی نہ دے شمشیر کا

ابروون نی رنگ پھیکا کر دیا شمشیر کا
جو ہوا گھایل تری زنگار گون شمشیر کا

مجکو پورا ہاتھ تھا چرکا تری شمشیر کا
کاٹ ہے ہر بات مین گویا دمِ شمشیر کا

ابروون نے آپکے سیکھا چلن شمشیر کا
تُرکِ چشمِ مست پر سایا پڑا شمشیر کا

مرتبہ محرابِ کعبہ سے بڑہا شمشیر کا
ہر دہانِ زخم سے بھرتا ہون دم شمشیر کا

صفحۂ دل ہو مرقع صورتِ شمشیر کا
ابروون مین کاٹ ہے گویا دو دم شمشیر کا

آج کل شمشاد کا کیونکر ہو دل چاک چاک

تو وہ یادِ ہم ابرو مین ہے شمشیر کا

موبمو حال پریشانی کہلا دلگیر کا
پیچ گہرا پڑ گیا جب زلف کی زنجیر کا

دیکہتے ہم لطف رشکِ مہر کی تنویر کا
سلسلہ ملتا جو موج اشک کی زنجیر کا

اور زینت تیرے دیوانے کی زندانمین ہوئی
جامۂ تن پر جو آتو ہوگیا زنجیر کا

قید مین بہی ہے وہی محویت ای یکتائی دہر
نغرۂ منصور ہے نالہ مری زنجیر کا

گاہ بیگاہ اوس پری کا بہی دکہا دیتا ہے دل
ہے بڑا احسان مجہپر نالۂ زنجیر کا

نالۂ گردون فگن کے ساتھ ہے سیلاب اشک
اب خدا حافظ ہمارے خانۂ زنجیر کا

اوس طرف ہین اب جنون کی سلسلہ جنبانیان
پاؤن کو بل دیکہنا ہے عرش کی زنجیر کا

کسقدر آہین مسلسل اس سے ہوتی ہین بلند
کیا دلِ پرخون مرا فوارہ ہے زنجیر کا

کہا کے پیچ و تاب پہنچی آہ بالائے فلک
سلسلہ دل سے ملایا عرش کی زنجیر کا

آہ جب دلسے نکلکر جاتی ہے بالائے چرخ
مرتبہ دیتے ہین اوسکو عرش کی زنجیر کا

کیا ہمین کرتے ہین وصفِ گیسوی پرپیچ و خم
جابجا دیوانون مین چرچا ہے اس زنجیر کا

دیکہنا موے میان مین لاکہون بل پڑجاینگے
بار کیون سہتا ہے اے نازک کمر زنجیر کا

زلف کو شمشاد سے سنبل سی کیون تشبیہ دی
کیا یہ بیجا ہے جو ٹہہرا استحق زنجیر کا

جنبشِ ابرو مین تیری کاٹ ہی شمشیر کا
توڑ ہر موے مژہ مین کیون نہوگا تیر کا

ہو جہان چرچا تمہارے حسنِ عالمگیر کا
اوس جگہ کیا ذکر ہے عشقِ بے توقیر کا

کیا دلِ روشن کو میرے ڈر ہو کچہ گلگیر کا
سر کبہی کاٹا ہے اسنے شمع پر تنویر کا

خود بخود کیون اوڑ گیا خالِ لبِ نمکین یار
درحقیقت کیا وہ دانہ تہا مری تقدیر کا

تیری آنکھین دیکھکر بوسہ نلون ممکن نہین
میرے ہونٹون مین ہے عالم شیر آہوگیر کا

اوس لب شیرین کے بوسے بھی جو تہی اوس مین لکھے
چاٹ ڈالا کیڑون نے نامہ مری تقدیر کا

ظلم ظالم باعث رونق بھی ہوتا ہے کبھی
شاہد عادل ستم ہے شمع پر گلگیر کا

قدر ہوتی حسکم شیرین کی اگر فرہاد کو
ہر مسام تن سے ہوتا جوش جوی شیر کا

کیا بتاؤن اور مین آتش فشانی آہ کی
چاند اک شعلہ ہے میرے نالۂ شبگیر کا

عشق غارت گر کو دل ہی مین بسانا ہی اگر
کام بربادی سے لینا چاہیے تعمیر کا

اندلون کچھ مہربانی ہے جو مجھپر آپ کی
رشک عالم کو ہے میری خوبی تقدیر کا

رنگ روے عاشق شید اطلائی کیون نہو
عشق کہتے ہین جسے نسخہ ہے یہ اکسیر کا

یاد مژگان مجکو دشت مین دلاتا ہے یہی
کیون نہو احسان مجھپر خار دامنگیر کا

رحم کیا اونکو مجھے اور نفرت ہوگئی
یہ نتیجہ مین نے دیکھا آہ بے تاثیر کا

کیونکر اوسکو دیکھکر مضطر نہون روشن ضمیر
آفتاب منکسف دل ہے کسی دلگیر کا

پہلے شاید کچھ رہا ہو آہ عاشق مین اثر
آج کل تو نام ہی باقی نہین تاثیر کا

کون کہتا ہے گہن ہے چاند مین عکس زمین
کچھ دہوان لپٹا ہے میرے نالۂ شبگیر کا

آتش عشق رخ روشن سے ہو کیون دلکو لاگ
کیا مقلد ہوگیا ہے مرغ آتشگیر کا

خط کے اندر کیون لکہا کرتے ہو اکثر حال غیر
کیا نتیجہ سوچتے ہو یار اس تحریر کا

صید لاغر تھا مگر پونچا ترے فتراک تک
اے کمان ابرو مقدر دیکھنا نخچیر کا

وصل کی شب کیون ادا کرتے ہو مجھپے چھیڑ کر
فائدہ کیا سوچتے ہو یار اس تشہیر کا

ہے خیال پیچ و خم شمشاد وصف زلف مین
سلسلہ برہم نہو جائے کہین تقدیر کا

میرے مرنے سے سیہ پوش ایک عالم ہوگیا | ہر نہالِ باغ خوبی نخل ماتم ہوگیا
پھر مجھے سودائے عشق زلف پرخم ہوگیا | پھر مرا سامانِ عقل و ہوش برہم ہوگیا
دلمین ہے جب سے تصور اوس لب جانبخش کا | سینہ رشکِ آسمانِ ابن مریم ہوگیا
جو پسینا ماتھے سے اوس کعبہ ابرو کے بہا | آکے وہ چاہ ذقن مین آب زمزم ہوگیا
گو مجھے جوش جنون نے کھو دیا ہر کام سے | دین و دنیا کے بکھیڑون سے تو بیغم ہوگیا
عمر ساری ہوگئی عشق حسینان مین بسر | حسن کے اسرار سے مین خوب محرم ہوگیا
یاد عارض مین ہماری حالت ابتر دیکھکر | ہر گل نرگس چمن مین چشم پرنم ہوگیا
قتل کر ڈالا محرم مین مجھے اوس سبز پوش | میرے حق مین کربلا آنا بڑا سم ہوگیا
مدعا اولٹا سمجھتے ہین جو میرے حرف گیر | مین سیہ کارِ ازل کیا مہر خاتم ہوگیا
کسکے گھونگر والے بالون پر پڑی میری نظر | دفترِ عقل و خرد کیون آج برہم ہوگیا
سر جھکا کر دم مین کرلیتا ہون سیر نشاتین | دل ہوا کسب صفا سے جام جم ہوگیا
کیون بچا نین نوع انسان سی جدا اصلا نظر | عشق میری ذات مین جب کن اعظم ہوگیا
دلفگارِ عشقِ دندان کسقدر رہتا درست | سو لشِ الماس اوسکے حق مین مرہم ہوگیا
کیون نہ تیرے جور بے پایان سی ہو دلکو سکون | درد جب حد سے بڑھا آخر کو مرہم ہوگیا
آگیا جب مجکو اپنی عمر رفتہ کا خیال | غمکدہ سینہ بنا دل شمع ماتم ہوگیا
اپنے بیمار محبت کی عیادت کو چلو | ورنہ سن لینا کوئی دم مین کہ بیدم ہوگیا
بعد مردن کسکے گھر کا آگیا ہمکو خیال | قصر جنت اپنے آنکھون مین جہنم ہوگیا
صورت حور و پری کچھ مجکو اب بہاتی نہین | مین جو شیدائی ترا اے فخر آدم ہوگیا
سرکشی عہد جوانی مین جو تھی وہ اب کہان | ابتو بار ضعف سے قد سہی خم ہوگیا

جب نہ تب ناز و ادا کا سامنا کرنے لگا٭
کیون لگا ہونین اندھیرا ہوگیا سارا جہان
باغِ آزادی ہمارا اندلون سنسان ہے
جیتے جی صورت خوشی کی جب نہین آتی نظر
اوس گل رعنا کی الفت ہوگئی جی کا زوال

ناتوانِ عشق کا دل رشکِ رستم ہوگیا
کیا تپاک اوس غیرتِ خورشید کا کم ہوگیا
بلبل دل صیدِ دامِ زلف پُر خم ہوگیا
ہر مہینا عمر کا مجکو محرم ہوگیا ٭
یہ تلوّن ہے کہ میرا ناک مین دم ہوگیا

جان دی یادِ گلِ عارض مین جب شمشاد نے
دیدۂ انجم سے جاری اشکِ شبنم ہوگیا

کیا کہون حال کاہشِ تن کا٭
تہی تجلّی وادیِ ایمن ٭ ٭
شورِ ہنگامۂ قیامت زار
تھی دوپٹا کسی کی موجِ حیا
ہے برگشتہ ہوگئی تقدیر٭
لچھّی دکھلاتی ہے کلائی مین ٭
داد دے گا مری خموشی کی
ایک تنکا نہ چہوٹے آتشِ آہ
تیرگی قبر کی مٹا نہ سکا٭
سبزِ حق جسکو کہتے ہین دانا
اوس سنہرے دوپٹے کے آگے
دلِ صد چاک مین سے چلے آؤ

ایک ڈورا ہون چشمِ سوزن کا
ایک تل اوس کے روی روشن کا
ہے نمونہ ہمارے شیون کا
جوشِ مستی او بہار جوبن کا٭
رنگ اوڑایا تمہاری چیون کا
شاخِ صندل مین پیچ ناگن کا
پتا پتا چمن مین سوسن کا
طائرِ سدرہ کے نشیمن کا ٭
تنگ پر لو چراغ مدفن کا
مین نمونہ ہون ایسے خرمن کا٭
رنگ پھیکا ہے صاف کندن کا
دیکھنا ہے جو لطف چلمن کا٭

سرکشی مین یہ ابلق ایام ہے — ہے مقلد کسی کے توسن کا
جز ترے اور کون رکہتا ہے — کاٹ ابرو مین تیغ آہن کا
دلِ پر داغ مین چلے آؤ — شوق کچھ ہو جو سیر گلشن کا
دستِ وحشت ہین چاکِ دلمین ہیں — ہوش کسکو ہے جیب و دامن کا
شیشۂ مے بغل مین کیون نہ رہے — ہے تصور کسیکی گردن کا
اسقدر جل دیے ہین یارون نے — دوست پر ہے گمان دشمن کا

کیون گلون سے نہ بل کی لون شمشاد
رہنے والا ہون کیسے گلشن کا

قتل کا لیکا کب اتنا خنجرِ قاتل مین تہا — جسقدر شوقِ شہادت میری آب و گل مین تہا
مثل مجنون سب تہے سرگردان وہ میرے دلمین تہا — شاہد خلوت طلب لیلی صفت محمل مین تہا
نور جو اوسکے تصور سے ہمارے دلمین تہا — چودہوین شبکو وہ جلوہ کب مہِ کامل مین تہا
کیا مزا ہنگام کشتن خاطرِ قاتل مین تہا — پر حقیقت مین کہین بڑہکر دلِ بسمل مین تہا
جسکے اک موجے مین پونہچی روح تا عرشِ بریں — کس ستم کا جوش آبِ خنجرِ قاتل مین تہا
خفتگانِ خاک بہر عزم فنا تہا کیا ضرور — اسقدر سونا تمہین جب پہلی ہی منزل مین تہا
ابتو ہان نفرت بجا ہی پر کبہی وہ دن بہی تہے — آرزوے وصل آسامین تمہاری دل مین تہا
واہ کس سرعت سی راہِ بحرِ ہستی طے ہوئی — آنکہ ادہر جہپکی ادہر مین دامنِ ساحل مین تہا
الفتِ حسنِ ملاحت کا کہلانا دیکہیے — مسکنِ دل ایک مدت تک کسیکے تل مین تہا
غیر سے ہو پاک وہ خلوت مجہے درکار ہے — ہون وہ لختِ آرزو جو سینۂ بیدل مین تہا
اشک ریزان سینہ کوبان ایک عالم تہا وہان — کیا تماشا میری دم سے کوچۂ قاتل مین تہا

کیون کسون مجکو مٹایا بادۂ دیدار نے
ذوق ہستی سوز پہلے سے دلِ واصل مین تہا

ہتکنڈے دیکھے تھے ان زہرہ وشون کے بہی
حسرتِ ہاروت ہنگر جب چہ بابل مین تھا

کیون مرا قاتل نہ رہتا محوِ حیرت دیر تک
کچہ تڑپنے کا مزا ہی اور مجہ بسمل مین تہا

کیا سمجہ کر شرم سے مین پانی پانی ہوگیا
کوئی مضمونِ حیا آخر لبِ سائل مین تھا

غفلتِ ہستی نے کہویا میرے دلسے وہ خیال
جو ازل سے جزو آسا میری آب و گل مین تہا

جان دی ناکامیون کے ساتہہ کیون منصور نے
شاہدِ دعویِٔ حق کیا پردۂ باطل مین تھا

تیغِ قاتل نے کیا اک آن مین قصہ تمام
مین جو آسانی طلب ہون حالتِ مشکل مین تہا

میرے بختِ خفتہ کیصورت نہ چونکا حشر تک
نشۂ جانسوز گویا غفلتِ غافل مین تھا

کچہ سمجہتا ہے کہ تہا کسکا دلِ پر سوز وہ
شمع کے پردہ مین جو سوزان تری محفل مین تہا

خفتگانِ خاک جاگو بہی کہ جلوہ مفت ہے
مین بہی آخر ہستیِ موہوم کی محفل مین تہا

سرزمینِ عشق مین کرتے تردد کس لیئے
غیر نقصان اور کیا اس کشت کے حاصل مین تہا

کیون نہ ان شیرین لبونپر مین تڑپکر جان دون
ہون وہ جوشِ آرزو جو کوہکن کے دل مین تہا

آپ نے نت قتل کیا مقتل مین مجکو دیکہتے
مین تو شوقِ قتل ہنکر آپ ہی کے دل مین تہا

لیلی و شیرین و عذرا پر نہین موقوف کچہ
جلوہ اوس محبوب کا ہر رونقِ محفل مین تہا

ہاے اوسکو حسرتون نے مسکن اپنا کرلیا
اے مذاقِ وصلِ جانان گہر ترا جس دلمین تہا

عشق کیا شے ہے کہ دو دل ایک ہوجاتے ہین صاف
کہدیا شمشاد نے اوگل جو تیرے دلمین تھا

معزز ہے شمشاد شیدا کسیکا
کہ سنتا نہین ہے وہ کہنا کسیکا
اگر چاہیے آپ جینا کسیکا
نہ وعدہ وفا کیجیے گا کسیکا

نہ کیا کیا کیے ہین ولسے باتین سحر تک ۔ کہین چھڑ گیا شب جو چرچا کسیکا

ہمین روز محشر نہین بحث کا غم ۔ کہ ہم دیکھے بھالے ہین غمزا کسیکا

کبھی زاہدون مین نہ ہم رند ملتے ۔ نہ ہوتا جو حورون سے نقشا کسیکا

جیسے خضر تنہا تو کیا لطف اون کو ۔ محبت کسیکی نہ سودا کسیکا

وہ کرتا ہے اوس بت کی ولسے اطاعت ۔ کبھی جسنے کہنا نہ مانا کسیکا

چلو نقد جان کرہی دین نذر قاتل ۔ سہے کون بیجا تقاضا کسیکا

نہین اوسمین گنجائش پند ناصح ۔ سمایا ہے جس سر مین سودا کسیکا

مرا جان عالم تو اک بات مین ہر ۔ ہلا کو کسیکا مسیحا کسیکا

کبھی آج یہ سخت باتین نہ سنتے ۔ نہ سہتے جو پہلے ہی غمزا کسیکا

ترے عشق مین جیسے بدنام ہم ہین ۔ نہین اسطرح کوئی رسوا کسیکا

نہین دیکھتے تیری محفل مین کب ہم ۔ لگاتا کسیکا بجاتا کسیکا

نہ آجاے پھندے مین کس طرح زاہد ۔ کہ حورون سے ملتا ہے نقشا کسیکا

ترے کوچے مین مثل میدان محشر ۔ کسیکو بھی پرسان نہ دیکھا کسیکا

خدا کی قسم تہا وہ ملنے کے قابل
نہوتا جو شمشاد شیدا کسیکا

اگر مین محبت مین کامل نہوتا ۔ کبھی مطلب ولسے واصل نہوتا

اگر دیکھتا قیس لیلی کو دلمین ۔ تو دلدادہ حسن محمل نہوتا

وہ تنگ آچکے تھے مری بیدلی سے ۔ ستم تھا جو پہلو مین اب دل نہوتا

نہ آتا کبھی دام مین طائر دل ۔ نہ حلقۂ زلف اگر تل نہوتا

نہوتا اگر مجھکو سودائے گیسو
گرفتار بندِ سلاسل نہوتا

چکھاتا اونہین خوب رنجش کی لذت
جو بیتابی دلسے قائل نہوتا

نہ کھلتا مرا راز اوس رشکِ گل پر
غزلخوان جو مثل عنادل نہوتا

خودی سے اگر سہل ہوتی جدائی
کسیکو ترا وصل مشکل نہوتا

نکرتا جو گھایل وہ تیر نظر سے
دلِ زار پہلو مین بسمل نہوتا

نہ خط کھینچ دیتا اگر دستِ قدرت
ترا دفتر حسن باطل نہوتا

نہ رہتا کوئی کام شمشاد کا بند
جو مطلب براری مین عاجل نہوتا

اگر رنگِ حنا کو اون پابوسی وہان ہوگا
تو سیلِ خون بہان بھی میری آنکھون سے روان ہوگا

ہمارا غم فنائے جسم سے زائل کہان ہوگا
یہ وہ شعلہ ہے خاکستر مین جاکر جو نہان ہوگا

فغان نکلے گی دلسے قبر مین ناقوس کیصورت
جو مرکر بھی خیال گرمجوشی بتان ہوگا

کٹی گردش مین ساری عمر جسکی جستجو کرتے
خدا جانے کہ اوسکا وصل کب ہوگا کہان ہوگا

ہوا بند جائیگی دردِ درون کی شعلہ یاہین
دلِ اندوہگین میرا جو سرگرمِ فغان ہوگا

سراپا پھک رہا ہون آتشِ سوز محبت سے
نکلجائے جو دود آہ یہ شعلہ عیان ہوگا

ہوائے عالم بالا بھری ہے جسم خاکی مین
برنگِ نالہ شاید گرمِ سیر لامکان ہوگا

مری جان بازیون کو تم ابھی کمسن ہو کیا جانو
کروگے یاد موقع جان نثاری کا جہان ہوگا

یہی انفرت نمایش سے جو ہوگی بعد مردن بھی
ہمارا سنگِ تربت نقشِ پائے رہروان ہوگا

پرے پرو تیرے آگے کیا کرین ہم حور کی خواہش
نہ یہ نازو ادا ہونگے نہ یہ سحر بیان ہوگا

ہزارون بخشین نکلین گی گل و بلبل کی الفت مین
اگر زینت فزائے باغ وہ غنچہ دہان ہوگا

بڑہی ہے دلکی الجہن جسم مثل سو ہے کاہیدہ — اگر سودا اسے گیسو ہے یہی سود و زیان ہوگا
کہان کا وصل اوس رشک قمر کے سامنے جاکر — لباس تن ہماری روح پر مثل کتان ہوگا

ہم اوس گل سے سنین واقف ہین جسکا ذکر ہے لیکن
اگر شمشاد کا قد نظر ہے کاردان ہوگا ؎

میان حشر مجمع میکشون کا یون روان ہوگا — بغل مین شیشہ ہوگا رہنما پیر مغان ہوگا
نہ دے کسطرح شبنم تال بلبل و گل پر — اسیر دام یہ ہوگی وہ پامال خزان ہوگا
گھٹا شیشہ سبو ساغر گزک ساقی کنار جو — یہ سب سامان جنت مین لفیف میکشان ہوگا
نہ لینا ہاتھہ مین جام بلورین وقت مے نوشی — کہ دست نازنین مین وہ بہی اک سنگ گران ہوگا
کریگا مہربانی میکشون پر توجو ساون مین ؎ — ہمیشہ احسان تیرا اے مرے پیر مغان ہوگا
کیا حل جسنے مضمون دہان تنگ گلرویان — بڑا باریک بین ہوگا نہایت نکتہ دان ہوگا
دہان غنچہ سے بیوجہ بوے خوش نہین آتی — کسی رشک چمن کا کچھہ دلون یہ عطردان ہوگا
فقط قاتل ہی کو حسرت نہوگی قتل ناحق پہ — کہ دم مین دیدۂ شمشیر بران خون چکان ہوگا
مین وہ شمشیر ہون اے سرفروشو دہر سرکش مین — ہزارون کٹ مرینگے جب مرا جوہر عیان ہوگا

اگر شمشاد اوس رشک چمن سے ربط رکھتے ہو
تو رنگ ارغوانی زرد مثل زعفران ہوگا ؎

بار ہا بلبل نالان سے گلستان چھوٹا ؎ — ہے لیکن نہ کبھی کوچۂ جانان چھوٹا
چاک ماتم کے بہانے کیے سارے کپڑے — اوسکے دامن نہ جب خون شہیدان چھوٹا
کیون نہ اب زیب بدن جامۂ عریانی ہو — دست وحشت سے نہ اک تار گریبان چھوٹا
کسکے ماتم مین سیہ پوش و پریشان ہے تو — کوئی قیدی مگر اے کاکل پیچان چھوٹا

جوش وحشت مین چہٹے ساتھ سے گہوش وحواس
ہاتھ سے میرے نہ دامان بیابان چہوٹا

دلکے ناسور سے آتا ہے لہو آنکہون مین
چارہ گر دیکھہ یہ اک زخم نمایان چہوٹا

کیون نہ پہر حلقے مین ہو مجمع دلہای حزین
جو پہنسا تجہہ مین نہ اے زلف پریشان چہوٹا

دفن کے بعد بہی ہے قبر سے چشمہ جاری
رونے کا شغل کب اے دیدۂ گریان چہوٹا

مین تو دلدادہ ہون اس ذوق گرفتاری کا
دل جو زلفون سے چہٹا غم ہے کہ زندان چہوٹا

وشت وحشت مین مجہے عاشق مژگان پاکر
میرے دامن سے نہ پہر خارِ مغیلان چہوٹا

بے طرح صورتِ بلبل ہین تمہارے نالے
تمسے شمشاد نگر وہ گلِ خندان چہوٹا

کیا ہوا تجہسے جو گل بلبل نالان چہوٹا
جاے عبرت تو یہ ہے گل سے گلستان چہوٹا

حلقۂ زلف بنا پاون مین اوس کے بیڑی
تیرے پہندے سے جو اے کاکل پیچان چہوٹا

گوہر اشک سے ہے قبر تک اپنی لبریز
مرکے بہی مجہے نہ عشق دُرِ دندان چہوٹا

بعد مردن بہی کفن سے ہے لگی قیدِ لباس
اے جنون مین نہ کسی حال مین عریان چہوٹا

وصف ابرو صفتِ حسن مین کیون بہول گئی
دیکہہ اے طبع رسا مطلع دیوان چہوٹا

نقطہ اک تیرے اشارے مین بت دشمن دین
قید مذہب سے ہر اک گبر و مسلمان چہوٹا

غیر الفت ہے زمانے مین کہو کون سی شے
جسکے دعوے سے نکوئی جن و انسان چہوٹا

تو وہ کعبہ ہے جو آغوش مین تیرے آیا
تاقیامت نہ پہر اے گورِ غریبان چہوٹا

عشق کیا مجکو ہوا کان ملاحت مجہسے
کہ نمکسار مین میرا دلِ بریان چہوٹا

گننے مین آئینگے اشعار مزیدار بہت
اپنے معشوق سے کوئی جو غزلخوان چہوٹا

اور گلِ تر ند کہا صورتِ نرگس آنکہین

انہین غمزون سے تو شمشادِ سخندان چھوٹا

جو کچھ طرزِ ستم ایجاد کرنا
تو مجھ مظلوم کو بھی یاد کرنا

جو ذلت عشق مین ایجاد کرنا
مجھی کو موردِ بیداد کرنا

چلن ابرو کے سیکھ اے تیغ قاتل
جو ہو مدّ نظر بیداد کرنا

ہمین سا ڈھونڈھ لینا تم وفا مین
نہ یون جنسِ جفا برباد کرنا

پھنسا کر گیسوون مین طائر دل
نہ پھر آزاد اے صیاد کرنا

بھلا ممکن ہے ان زہرہ وشون سے
مداراتِ دلِ ناشاد کرنا

نئے سر سے جو ہو تخلیق شیرین
ہمین کو ایجد افرہاد کرنا

نہون رخسار جب تک غیرت گل
تو کیا رشک قد شمشاد کرنا

سمجھنا ہمکو بس خدمتمین حاضر
مگر ولسے ذرا تم یاد کرنا

سر شوریدہ کو سمجھا رہا ہون
ادا اے خدمت جلّاد کرنا

نہان ہے خلقت حور و پری مین
ازل سے رشک آدم زاد کرنا

کہان سیکھا دلِ سوراخ سو رخ
ہمیشہ مثلِ نے فریاد کرنا

تمہین انصاف سے بولو بھلا ہے
شکایت اے بے بنیاد کرنا

مین ہون جب خوگرِ بند و سلاسل
مجھے بے سود ہے آزاد کرنا

کہان سیکھی ہے تو اے تیغ ابرو
یہ کار خنجر فولاد کرنا

اوسی کے سب ہین تابع تو عبث ہے
کسی سے خواہش امداد کرنا

بہت مشتاق ہین شمشاد ہم بھی
ادھر بھی کچھ نگہ ارشاد کرنا

اوٹھا ہے جھوم جھوم کے بادل بہار کا
دونا ہے جوش سبزہ مینا نگار کا

اس سمت سے گزر ہو جو اوس شہسوار کا
تعظیم دے غبار ہمارے مزار کا

سودا ہر ایک سر مین ہے گیسوی یار کا
بازار سرد کیون ہو مشک تتار کا

گن گن کے بوسے کیون نہ شب وصل ہم لین
دل مین مرے خیال ہے روز شمار کا

پھیلا جنون مین جامۂ ہستی کی سمت ہاتھ
ممنون کب ہون جیب و گریبان کی تار کا

عادت ازل سے ہمکو جو تسلیم کی پڑی
ہے اونکے جبر مین بھی مزا اختیار کا

جاتے ہی آپ کے ہوے سب داغ دل ہرے
کیا موسم خزان مین اثر ہے بہار کا

اسدرجہ بعد مرگ بھی ہین داغہاے دل
گلشن سے کم نہین مجھے گوشہ مزار کا

معشوق غیر کو نکھے کوئی اپنی جان
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

لاتا ہے کھینچ کر تجھے ہر روز میرے پاس
اوسنے یہ جذب ہے دل بے اختیار کا

قاصد تڑپ کے ہاتھ سے نامہ نکل نجاے
لکھا ہے اسمین حال دل بیقرار کا

سیر چمن کی مجکو نہ تکلیف دے بہار
مشتاق دید مین تو ہون روے نگار کا

سبزے کے بدلے تیغ دو دم قبر پر اوگے
کشتہ ہون مین جھٹے ہوے ابروے یار کا

وصف دہن لکھون کہ کمر کی صفت کرون
دونون طرح سفر ہے عدم کے دیار کا

بعد از فنا بھی اس دل مضطر کے ہاتھ سے
بھونچال مین ہے سنگ ہمارے مزار کا

بیتاب ہو نکے خود ہی لپٹ جاو اوس سے تم
دیکھو جو حال عاشق بے اختیار کا

دارا و جم غلام تھے جسکی جناب کے
بندہ ہون مین بھی اک اوسی پروردگار کا

کیونکر نہ مسکے حاسد بدذات کٹ مرین
عالم مرے کلام مین ہے ذوالفقار کا

مین بھی تو منتظر ہون کسی گلعذار کا

کیا کسی موے میان کا سر مین سودا ہو گیا ۔ طائر ہوش اے جنون کیون آج عنقا ہو گیا

کیون شب فرقت مین بیحد طول پیدا ہو گیا ۔ شاید اسیر سایۂ زلف چلیپا ہو گیا

تیر مژگان سے جو میرے دل مین رخنا ہو گیا ۔ اسقدر سوکھا تن لاغر کہ کانٹا ہو گیا

جلوہ فرما ہوگئے وہ میرے دل مین مثل روح ۔ اب رقیب روسیہ پر فرض مرنا ہو گیا

گردش قسمت سے نور دیدۂ یعقوب زار ۔ گوشہ گیر خلوت چشم زلیخا ہو گیا

کیون نہو سینے مین مشکل آمد و رفت نفس ۔ تو جہان پہونچا وہان کا بند رستا ہو گیا

آرزوئین ہو چکین ہین سب شہید تیغ یاس ۔ خلوت دل مین وہ آئے جب اکیلا ہو گیا

تھی صراحی دار گردن لے مجھ بیکش کو لاگ ۔ تیغ موج بادہ سے کیون خون مینا ہو گیا

کھینچ تو لائی سر محفل تجھے دل کی کشش ۔ اضطراب دل سے لیکن مین بھی رسوا ہو گیا

آپ نے مانگی رقیب روسیہ نے بھی دی ۔ جان لینا دل لگی دینا تماشا ہو گیا

تجھسے یکتائی محبت مین ہوا مشہور عام ۔ دعوی یکتائی اب مجکو بھی زیبا ہو گیا

کیا کھلایا ہے مجھی کو اس سراپا نور نے ۔ چشمۂ خورشید بھی پانی سے پتلا ہو گیا

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو شوخئ رنگ حنا ۔ پاؤن کے نیچے گل سوسن بھی لالا ہو گیا

آپکا رنگ طلائی دیکھکر عاشق ہین زرد ۔ یا تپ غم بڑھ گئی ہجران صفرا ہو گیا

یاد آیا خلد مین شمشاد جب وہ سرو ناز
دار کی صورت مری نظرون مین ٹیڑھی ہو گیا

جان دی مینے وہ گھبرا اسے کہ یہ کیا ہو گیا ۔ موت میری دیکھکر اونکو بھی سکتا ہو گیا

میرے اشکون مین یکایک جوش پیدا ہو گیا ۔ عالم بالا بھی وقت سیل دریا ہو گیا

بھر گئے جب آبلے چیچک کے دیکھ اعجاز حسن
چہرۂ پر نور رشک دست موسیٰ ہو گیا

کیون لہو کی ندیان آنکھون سے جاری ہو گئین
خانۂ دل مین مگر خون تمنا ہو گیا

صور سے محشر کے تکبیر اقامت کم نتھی
ذکر قد قامت پر ایسا حشر برپا ہو گیا

غیظ مین مارا جنہین ٹھوکر سے زندہ کر دیا
ایک ادا مین تو ہلاکو سے مسیحا ہو گیا

کچھ نہین سکتی مری تصویر عکسی شیشے پر
فرقت آئینہ رو مین مین یہ دُبلا ہو گیا

وہ بت طناز جا نکلا جو مسجد کی طرف
دل موذن کا بھی ناقوس کلیسا ہو گیا

جوش گریہ مین جو یاد آیا ترا موسے مژہ
ڈوبتے کو ایک تنکے کا سہارا ہو گیا

بیطرح پہلو مین لیکر اسکو تم سونے لگے
سب رقیبون سے سوا مجکو یہ تکیا ہو گیا

ہر گھڑی اطفال سے رہتا ہے جنگل مین ہجوم
مجکو سودا کیا ہوا انکو تماشا ہو گیا

اب صلے مین دیجیے بوسے لب شیرین کو آپ
حل دہان تنگ کا ہمسے معما ہو گیا

کور مادر زاد تو نے لاکھون بینا کر دیے
دیدۂ یعقوب اک یوسف سے بینا ہو گیا

اوس قد رشک صنوبر سے جو اکڑا باغ مین
سرو میرے ہاتھ سے شمشاد سیدھا ہو گیا

دل جو عشق روے انور سے منور ہو گیا
چاک سینہ مطلع خورشید انور ہو گیا

حجلۂ دل اوسکے جلوے سے منور ہو گیا
جس عروس بیت کا مضمون زیور ہو گیا

جب مقابل اوس سے رشک مہر انور ہو گیا
بدر غیرت سے گھٹا ایسا کہ اختر ہو گیا

میکشی مین یاد تھی کس پاک دامن کی مجھے
ساغر مے صاف جام آب کوثر ہو گیا

مین تو سمجھا عشق دندان مین ہوے ضائع سر
پر جو آنکھون سے گرا قطرا وہ گوہر ہو گیا

بن گیا تل اوسکے رخ پر دانۂ مشک ختن
گیسوے پر پیچ موج بوے عنبر ہو گیا

رات مین اوس شمع رو کو لکہ چکا جب خطِ شوق
نامہ لیجانیکو پروانہ کبوتر ہوگیا ؁

اپنے کوٹھے کو مین سمجھا آج چوتھا آسمان
جلوہ فرما تو جو اے خورشیدِ انور ہوگیا

دل جگر دونون کے پرزے ایک اشارہ مین کیے
کاٹ مین ابرو تمہارا رشکِ خنجر ہوگیا

بعدمہ دن آگیا اوسکی گلی کا جب خیال ؁
گلشن جنت مجھے دوزخ سے بدتر ہوگیا

جسم اوڑجاتا ہے تنکے کی طرح ہر سانس مین
اک گل ترکی جدائی مین یہ لاغر ہوگیا

محتسب کیون ٹہوکرون سے چور کرتا ہی اسی
ساغرِ مے کیا ہمارا کاسۂ سر ہوگیا

کوشش بے سود مین حیران ہین کیون یہ حشر پر
وہ ملے گا جو ازل کے دن مقدر ہوگیا

قبر مین بہی کثرتِ دودِ جگر ہے اسقدر
سنگِ موسلے سے سیہ تر سنگ مرمر ہوگیا

واقفانِ حال کے طعنے ہون کیون ناگوار
ہول شبلی کا پے منصور بہتر ہوگیا

زیور حُسنِ معانی پہر مرصع کیون ہون ؁
گوہر افشان جب وہ لعلِ روح پرور ہوگیا

رات کو اے غیرت مہ تونے جب افشان چنی
رشک سے ہر ایک اخترِ جلکے اخگر ہوگیا

اسقدر ہے فرقتِ ساقی مین جوش خونِ دل
حلقہ میری آنکھہ کا لبریز ساغر ہوگیا

ہٹکے اوس کوچے سے اوٹہا ہون برنگِ نقشِ پا
جیتے جی عہد وفا سے کب مین باہر ہوگیا

اک نگاہِ ناز مین اپنا ہوا قصہ تمام
مرغِ جان کے واسطے یہ تیر شہپر ہوگیا

اب ہوا ہے اوس مسیحا کو عیادت کا خیال
جب ہمارا جسم لاغر تار بستر ہوگیا

ساتھہ سونے سے اگر انکار ہے بوسہ تو دو
یہ تو وہ ہے جو کہ پہلے سے مقدر ہوگیا

پہلے تو ہنستا رہا حیرانیٔ عشاق پر ؁
آئینہ دیکھا تو خود وہ ماہ ششدر ہوگیا

سرو سے شمشاد نے تشبیہ اوسکے قد کو دی
اسلیے آزردہ وہ رشکِ صنوبر ہوگیا

کس پری کے تیر مژگان سے مقابل ہو گیا
کیون دل دیوانہ رشک مرغ بسمل ہو گیا

کیون گلون پر اے دل نادان تو مائل ہو گیا
مفت تیرے ہاتھہ سے خون عنادل ہو گیا

عقل ہو کچھہ بہی تو ہر صورت مین رہ معنی تلاش
کل ہوا ہر جزو جب مبدے سے واصل ہو گیا

عاشق صادق نہین سرگشتۂ راہ طلب
خود بنا معشوق جسکو عشق کامل ہو گیا

جب تصور بندھہ گیا او غیرت لیلے ترا
ہر پھپھولا اپنے دل کا رشک محمل ہو گیا

سینۂ عاشق مین رنج و غم جو برہم آرا ہوے
داغ حسرت کا ہبلا ہو شمع محفل ہو گیا

ہو گئی ہمسے زمین شعر چارم آسمان
وصف تیرا کچھہ جو اسے خورشید منزل ہو گیا

زلف مشکین کے تصور نے عجب تاثیر کی
نافہ سے خوشبو زیادہ غنچۂ دل ہو گیا

اک گل خوبی کی الفت مین جو مین نے جان دی
فتحے مین میرے انبوہ عنادل ہو گیا

تونہانے کوجو اوترا دیکھہ اے گنج مرا
حلقۂ گرداب دریا دست سائل ہو گیا

ذکر تک میرا وہان ہونے نہین دیتے ہین غیر
اب تصور مین بہی جانا اوسکے مشکل ہو گیا

ہو گیا شاید بہت خورشید رو پر تو فگن
داغ دل ہر ایک رشک ماہ کامل ہو گیا

دیکھکر اوس زہرہ وش کا خواب مین چاہ ذقن
مین یہ سمجھا دل اسیر چاہ بابل ہو گیا

میرے جذب عشق کامل نے مگر تاثیر کی
رشک مجنون کیون مرا لیلے شمائل ہو گیا

زور زر سے کی بہت اغیار نے جسکی طلب
دو ہی جملون مین مری جانب وہ مائل ہو گیا

عکس کسکا پڑ گیا آئینہ ہاے داغ پر
غیرت ارژنگ چین کیون خانۂ دل ہو گیا

خلق کیون ہوتی ہے بیدم اوسکی صورت دیکھکر
شربت دیدار کیا زہر ہلاہل ہو گیا

عکس یاقوت آیا جو پورا شیشۂ تصویر پر
دعوی یکتائی اوسکا صاف باطل ہو گیا

یالوتن بالون اپنے گھر تلک کھینچ لایا مین اوسے
اب مری جادو بیانی کا وہ قائل ہو گیا

وصل مین ہم خوش تھے سمجھے تھے نہ آئیگا رقیب
جھٹ بلا کی طرح وہ کمبخت نازل ہوگیا

پاکے موقع یاد حق ہونے کی مرے دلمین جگہ
گل جو اوس بت کے تصور سے مین غافل ہوگیا

مرگئے سر پھوڑ کر اغیار اے شیرین دہن
رتبہ پرویز مجکو مفت حاصل ہوگیا

سرو کو شمشاد ہی نے کاٹ ڈالا باغ مین
اوس کے قد سے جب وہ ناموزون مقابل ہوگیا

جب چراغ عمر شمع شب سحر گل ہوگیا
عشق اسے کہتے ہین ہر پروانہ بلبل ہوگیا

تاب مے سے چہرۂ پرنور جب گل ہوگیا
گیسوے پرپیچ ہی بل کھاکے سنبل ہوگیا

جب دل بے صبر پابند توکل ہوگیا
جو ارادہ جی مین باندھا بے تامل ہوگیا

کیون نہو سارے بدن مین مجکو اپنا دل عزیز
جزو کامل ہے وہی جو مبدا کل ہوگیا

عشق دندان العنت گیو چھپاؤن کسطرح
جوش اشک و آہ مین ابتو تسلسل ہوگیا

کیا کسی سے جاکے مانگین درہم داغ جنون
جب تری سرکار سے ہمکو توسل ہوگیا

کسقدر دلکش ہین اعضا اوس سراپا ناز کے
نور پتلی سے لپٹ کر آنکھ مین گل ہوگیا

کسطرف سے صرصر پیری کے جھونکے آگئے
کیون چراغ نوجوانی یک بیک گل ہوگیا

صبح پیری کا سفیدہ ہے سفیدی بالونکی
کیا تعجب ہے چراغ عیش اگر گل ہوگیا

کب سنی مین نے صدائے قلقل مینا کے مے
حسرت دیدار ساقی مین مراقل ہوگیا

پوست کندہ کیون نہ کہتا محفل رندان مین راز
جی مرا گبھرا گیا جب شور قلقل ہوگیا

کارگر ہوتا نہین افسون چشم پرفسون
زہر مجھ محزون کے حق مین عشق کاکل ہوگیا

کوئی صورت ہی ہے آخر بہر آگاہی حال
یہ تو سمجھے آپ کا شیوہ تغافل ہوگیا

جب نہ تب وہ پوچھتے ہین کسکے طالب ہین حضور
چھیڑنے کے واسطے شیوہ تجاہل ہوگیا

ہجر کی شب مردمانِ چشم کیون سرمست ہین
دیدہ لبریز خون کیا ساغرِ مل ہوگیا

بے طرح چھائی ہوئی تھی ای جنون فصل گل
میرے پینتے خانہ زنجیر مین غل ہوگیا

اسقدر ہے فوجِ خزان کا ہر طرف سے ازدحام
چار دن گلشن مین گل کا بھی تجمل ہوگیا

کیا ہوے وہ سارے دعوی ابتدا عشق کے
حوصلہ کیون تنگ اے صبر و تحمل ہوگیا

میری جانب سے اگر دل مین کدورت کچھ نہین
کیون جوابِ صاف دینے مین تامل ہوگیا

بے تکلف اے نشاط زندگی کر جا عبور
دل اگر ہے بحرِ غم سینہ مرا پل ہوگیا

صورتِ سنبل پریشانی سے ہر دم ربط ہے
مجکو اے شمشاد جبسے عشق کا کل ہوگیا

دودِ دل سے ایک گردون زیرِ گردون ہوگیا
سیلِ اشکِ چشمِ تر سے شہر جیحون ہوگیا

چشمِ جادو کا تصور سحر و افسون ہوگیا
مانگ کا سیندور بہرِ عقل شبخون ہوگیا

کس صراحی دار گردن کا مجھے آیا خیال
ساغرِ دیدہ مرا کیون غم سے پرخون ہوگیا

دل نہ شیرین کا ہلا لیکن غمِ فرہاد سے
بیستون ساکوہ پیکر سطحِ ہامون ہوگیا

بلبلون نے ساعدِ نازک کو سمجھا شاخِ گل
دستِ قاتل خونِ عاشق سے جو گلگون ہوگیا

کسقدر مستی برستی ہے نگاہِ ناز سے
بلبلا دریاے مے کا چرخ واژون ہوگیا

کیون نہین آتا خیالِ اژدہاے زلف اب
عشقِ رخ سینے کے اندر گنج مدفون ہوگیا

اسقدر بیرون غور مین رہنے لگا مین بحسب
عشقِ خالِ رخ مین گویا زور افیون ہوگیا

پہلے کچھ پروا نکی آیا ہے اب شکِ مسیح
حال اس بیمارِ غم کا جب دگرگون ہوگیا

وادیِ غربت مین مجھسا کوئی سرگردان نہین
ذرہ ذرہ خاکِ پا کا رشکِ گردون ہوگیا

سنبلِ تر دیکھکر وہ زلف یاد آنے لگی
فصلِ گل آتے ہی سودا اور افزون ہوگیا

کیا غزل لکھی کہ رہتی ہے طبیعت منتشر
عشقِ گیسو شہپرِ عنقا سے مضمون ہوگیا

کیا ملی بوسے کی دولت زلف و روے یار سے
اژدہا وہ بن گئی یہ گنجِ قارون ہوگیا

حاجت اوستاد کب ہے درس گاہ عشق مین
یہ وہ مکتب ہے جہان جاہل فلاطون ہوگیا

پھر پسند آیگی مجکو سنبل و ریحان کی سیر
پھر مرے دلکو خیالِ زلفِ شبگون ہوگیا

رنج مین کیو نکر نہ مین رکھون دلِ غم دوست کو
جب کیا سامانِ شادی اور محزون ہوگیا

راستیٔ طبع کی گویا سند ہاتھہ آگئی
تمسے جب شمشاد وصفِ قد موزون ہوگیا

مین کچھہ ایسا محوِ حسن روے جانان ہوگیا
نقشِ ہستی صاف ان آنکھون سے پنہان ہوگیا

سامنے اپنے اگر وہ برقِ خندان ہوگیا
دیدۂ گریان ہمارا ابرِ سامان ہوگیا

دل مرا سینے مین مثلِ مرغ بیجان ہوگیا
کارگر ایسا کچھہ اوسپر تیرِ مژگان ہوگیا

روے رنگین غیرتِ گلہای خندان ہوگیا
گیسوے پر پیچ رشکِ سنبلستان ہوگیا

علتِ شر ہوتے ہین تقدیر سے اسبابِ خیر
باعثِ بربادیٔ مجنون دلبستان ہوگیا

جل بجھا جب آتشِ فرقت مین جسمِ ناتوان
ہر تنورِ دیدہ سے اک جوشِ طوفان ہوگیا

آسمان دیدۂ یعقوب مین ہے تیرگی
مصر کا محبس جو برجِ ماہ کنعان ہوگیا

بہرِ گلگشتِ گلستان جب گیا وہ سرو ناز
رشک سے ہر گل مرا جیبِ گریبان ہوگیا

آبلے صحرا نوردی مین ہین یہ پھوٹے کر
جسم سارا سوکھہ کے خارِ بیابان ہوگیا

اوس لبِ رنگین نے کچھہ ایسا اوڑایا ہی رنگ
صورتِ بلور ہر لعلِ بدخشان ہوگیا

اور کیا تمسے بتاؤن حدتِ داغِ جگر
عکس اوسکا چرخ پر مہرِ درخشان ہوگیا

آگئی پیری گیا عہدِ جوانی ہاتھہ سے
وہ گزشتہ عیش اب خوابِ پریشان ہوگیا

جہنے اے گلرو تری فرقت مین بہی لوٹی بہار
داغہاے دل سے جب سینہ گلستان ہو گیا

روشنی کی سیر کو نکلا جو وہ ہمراہ غیر
رشک کے شعلون سے مین سرو چراغان ہو گیا

ابروے خم یلہ دلوا کر کیا ظالم نے قتل
ماہ نو میرے لیے شمشیر بران ہو گیا

آنکھ اوسکی جب مری رشک صنوبر پر پڑی
دار قمری کی نظر مین سرو بستان ہو گیا

کیون نہ لگ جا مری آنکھون سے اشکونکی جھڑی
اک جہلک کہلا کے برق آسا وہ پنہان ہو گیا

کس لیے پہنسے ہین آخر فکر روزی مین لیس
دیکھتے ہین مکھیون کو شہد زندان ہو گیا

صاف کہتا ہے مری آہ مسلسل کا دہوان
دل اسیر حلقۂ زلف پریشان ہو گیا

الفت موے مژہ نے کی تو یہ تاثیر کی
سوکھ کر مین ناتوان خار مغیلان ہو گیا

کوہکن کیطرح دی ہے جان لاکھون نے وہان
کوچہ شیرین ادا گنج شہیدان ہو گیا

ہے تصور اندلون کس گیسوے پر پیچ کا
کیون دماغ منتزاب سنبلستان ہو گیا

گلشن شمشاد مین کیونکر نہو دونی بہار
زینت افزا اوسمین اک سرو خرامان ہو گیا

جب گزر اوس رشک گل کا سوے گلشن ہو گیا
یک بیک ہر غنچہ میرا جیب و دامن ہو گیا

الفت مژگان مین حال طائر دل کچھ نہ پوچھ
چنگل شہباز چشم اوسکا نشیمن ہو گیا

بن گئی ہین قبرین پیری مین بدنکی جھریان
عیش مردہ کے لیے ہر عضو مدفن ہو گیا

اسقدر وحشت مین روندا ہین بلبل سمجھ آشیون
ہر زبان خار سے سرگرم شیون ہو گیا

جمع تہے ہوش و حواس اوس شوخ کو کیون ہنس پڑا
یہ تبسم میرے حق مین برق خرمن ہو گیا

خانۂ دل مین ترا جلوا چہپے ممکن نہین
اب وفور چاک سے سینہ بہی چلمن ہو گیا

اب ضعیفی مین اوٹھانے سے بہی سر اوٹھتا نہین
غم جوانی کا کچھ ایسا بار گردن ہو گیا

دم بھی اب لے بڑھ گئین حد سے تری بیتابیان
دیکھ اے پیکان دل سینے مین روزن ہو گیا

درد و غم سے رات دن کیونکر نہ مین نالی کرون
سوکھ کر فرقت مین شکل نے مراتن ہو گیا

کیا غضب اوسکے سنہری رنگ مین تاثیر ہی
نقرئی زیور جو پہنا اوسنے کندن ہو گیا

کس لیے ہے ایک عالم کی نظر اوسکی طرف
کیا ہلال عید تیر انعل توسن ہو گیا

الفت لب نے جو دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے
پارہ ہاے لعل کی سینہ بھی معدن ہو گیا

لے لیا بوسہ تصور مین جو مجھ بیتاب نے
وہ گل رخسار شکل برگ سوسن ہو گیا

اب تصور مین بھی آتا ہے تو غیرونکو لیے
اسقدر رکین مجھسے تو اے شوخ بدظن ہو گیا

عشق رخ نے تیرگی قبر سے بخشی نجات
داغ دل کنج لحد مین شمع روشن ہو گیا

چین سے سوتا ہون آغوش تصور مین ترے
گوشہ خلوت مجھے یہ کنج مدفن ہو گیا

داغہاے دل سے جب سینہ ہوا میرا چمن
نالہ اے شمشاد رشک سرو گلشن ہو گیا

جو ملا راہ محبت مین وہ دشمن ہو گیا
تھا گمان خضر جسپر وہ بھی رہزن ہو گیا

اسقدر اوسمین نزاکت ہے کہ ہنگام خرام
رونگٹا قالین کا تلوون مین سوزن ہو گیا

کیون نہ جائین گلابی سادہی سادہی تیان
رنگ مین بلبل فریب اوس شوخ کا تن ہو گیا

پڑ گیا ہے سرخ ڈورونکا رخ روشن مین عکس
آنکھین ملتے کیا اوٹھے تم اور جوبن ہو گیا

خانۂ دل کردیا ویران کس نے کیا کہون
اسمین جو آیا قدم رکھتے ہی دشمن ہو گیا

چبھ گئے تلوون مین کانٹے خون کرلالے کہلے
تیرے وحشی کے لیے صحرا بھی گلشن ہو گیا

کچھ ہواے آہ کا اوسمین نہین ہوتا اثر
داغ دل میرا چراغ زیر دامن ہو گیا

چھیڑ کر سن لیتے ہین لاکھون ہی نالے درد ناک
اب دل صد چاک عاشق اونکو ارگن ہو گیا

ہٹ گیا آنچل جو تیرے منہ سے خواب ناز مین
رات پر سبکو گمان صبح روشن ہو گیا

دلکشی تھی جو ادا اون مین وہ سب جاتی رہی
اب بناوٹ آپ کا بیساختہ پن ہو گیا

دلکو یہ الجھن ہوئی او بت نہو کچھ تجھسے لاگ
دیر مین نالان جو ناقوس برہمن ہو گیا

یہ حرارت تیرے وحشی کے تن لاغر مین تھی
گل گئی زنجیر ساری موم آہن ہو گیا

خانمان سے پہلے مثل بوے گل آزاد تھے
مدتون سے اپنکو کوے یار مسکن ہو گیا

کیون نہ چھپ جائین لحد مین جاکے ارباب ہنر
جب ارسطوے زمان ہر طفل کودن ہو گیا

مین تو تھا شمشاد لیکن مثل قمری اندنون
عشق اے رشک صنوبر طوق گردن ہو گیا

میری جانب بھی ذرا پھر پھیر دیکھنا
مین ہون مشتاق نگہ للہ مڑ کر دیکھنا

گلشن مضمون جو اے رشک صنوبر دیکھنا
صفحۂ دیوان شمشاد سخنور دیکھنا

لطف اگر منظور ہے جب قتل کر چکنا مجھے
رقص بسمل کا تماشا اے ستمگر دیکھنا

اے مرے شوق شہادت مجکو بھی مقتل دکھا
اونکو اپنی تیغ کا ہے آج جوہر دیکھنا

دست و پا مین حلقے ہین زنجیر کے گردن مین طوق
او پری تو اپنے دیوانے کے زیور دیکھنا

سن نہین سکتے تو لکھکر حال دل ما نگا ہی کیون
کیا وہ کچھ آسان سمجھے ہین یہ دفتر دیکھنا

جانتے ہو مجکو مین ہون خاکپاے بوتراب
مرتبہ تم لوگ میرا روز محشر دیکھنا

میرے ہوتے کچھ نہ بن آئیگی تجھسے او رقیب
حوصلہ جو تیرے دلمین ہو اوسے کر دیکھنا

میری چشم حسرت آلودہ سی کیا سیکھا ہے چرخ
دیدۂ اختر سے اوس مہوش کو شب بھر دیکھنا

ہمنشین مین کیا کہون وہ آگے ورسی پھر گئے
کیا ہی سیدھا ہو کے پلٹا ہے مقدر دیکھنا

مرنے کو جب بگڑ جاتا ہون مین اوس شوخ سے
کیا مزا دیتا ہے اوسکا ہو کے مضطر دیکھنا

زلف کے کالون نے اپنی سی جو کر لی تہی ڈگی
اسطرف سے اب مرا چلتا ہے منتر دیکھنا

برق وش ہی وہ سہی پر بہاگ کر جائین ہی تو
لطف یہ ہے مجکو تم دو ہاتھہ بڑہکر دیکھنا

کچھہ ہمین خورشید سان جلتے نہین ای برق حسن
ہے گریبان سحر بہی چاک تجہپر دیکھنا

چاہے تو آئے نہ آئے پر ترے شمشاد کو
نرگس آسا آنکھین کہولے جانب در دیکھنا

میرے اشکون کا جو دریا موجزن ہو جائیگا
تو حباب بحر اے چرخ کہن ہو جائیگا

گیسوے پیچان وہان مشک ختن ہو جائیگا
وصف کرنے سے بیان خوشبو دہن ہو جائیگا

ہمنے راہ عشق مین دیکھے نئے رسم و رواج
جو ملیگا خضر رہ وہ راہزن ہو جائیگا

ہم بہار اپنے دل پژمردہ کی دکہلائینگے
لب بلب جسدم وہ غنچہ دہن ہو جائیگا

کچھہ دنون ہے اور اگر اس ننگ عریانی کا غم
ایکدن یہ جسم تار پیرہن ہو جائیگا

مرکے بہی وہ لذت خلوت جو یاد آجائیگی
گلشن رضوان مجھے بیت الحزن ہو جائیگا

داغ کہاتے کہاتے اوس غنچہ دہن کی عشق مین
کچھہ دنون کے بعد دل رشک چمن ہو جائیگا

اسکی گردش نے کیا جو میری دلکو پاش پاش
ٹکڑے ٹکڑے ایکدن چرخ کہن ہو جائیگا

عشق دندان مین کوئی آنسو جو آنکھو نسے گرا
آبداری مین بہ از در عدن ہو جائیگا

ٹہیک میرا پیرہن ہو بال کی نکلے جو کہال
کیا خبر تہی اسقدر لاغر بدن ہو جائیگا

تشنہ کامان محبت پائینگی بوسے جو روز
چشمہ فیض آپ کا چاہ ذقن ہو جائیگا

ہاتھہ مین منہدی لگائیگا جو وہ شیرین ادا
خون لاکہون کا برنگ کوہکن ہو جائیگا

تجھے ملکر کسطرح دل میرے قابو مین رہے
خودسرون سے جو ملیگا بدچلن ہو جائیگا

مجھہ مین اوسمین کچھہ دنون نبہجا یہ ممکن نہین
دیکھنے مین گو کہ ربط جان و تن ہو جائیگا

ربط ہے شمشاد سے تجکو جو اے غنچہ دہن
خانۂ رنگین ترا رشکِ چمن ہو جائیگا

قہر ہے قہر مرے ہاتھ سے جلنا دل کا
اور اوس شوخ ستم کیش پر آنا دل کا

یہ تو معلوم کہ دل ہی مین ہے وہ شوخ نگر
کہین ملتا نہین افسوس ٹھکانا دل کا

روٹھنا روٹھ کے اولٹے ہی منانا ہمکو
کن اداؤن مین نکالا ہے لبھانا دل کا

تھا تھہ اسطرح کے رکتی ہے عروس دنیا
اس طرحدار سے مشکل ہے اوٹھانا دل کا

وصل مین سنکے وہ وارفتہ ہونے لگے کیونکر
سرگزشتِ شبِ ہجر اور سنانا دل کا

دل جو آجاے کسی پر نہین رو کے رُکتا
اور ہٹ جاے تو مشکل ہے پھر آنا دل کا

میری ہی طرح وہین مُنہ کو کلیجا آجاے
وہ ستم کیش بھی سُن لے جو فسانا دل کا

دل لگائے جو کسی سے تو کرے اوس سے نباہ
یون تو آسان ہے ہر اک سے لگانا دل کا

فکر مین ورد وحنا گمات مین ہے ورد نظر
سخت دشوار ہوا ہمکو بچانا دل کا

لیگئین ہوش وخرد اوسکی نشیلی آنکھین
وہ سیہ مستون نے لوٹا ہے خزانا دل کا

ایسے عاشق سے بگڑنا ہے خلافِ دانش
جسکو دلدار سے مشکل ہو منانا دل کا

ہم کہے دیتے ہین پچتاوگے اے سنگدلو
توڑنا سہل ہے مشکل ہے بنانا دل کا

کاش ہوتا ہدفِ ناوکِ مژگانِ صنم
خون ہی مین جو مقدر ہے نہانا دل کا

[illegible] وہ طوطی سے ادا کل ہین نہ ہم سمجھے حیف
نقش ہستی سے بھی بدتر ہے مٹانا دل کا

[illegible] ہی مل ہے جو جیسے نکرتا تھا وہ
اوسکے آگے نچلا ایک بہانا دل کا

[illegible] آتا ہے قفس مین طائر
جا کے دشوار ہے سینے سے پھر آنا دل کا

[illegible]
جوش مین آگ لگاتا ہے جلانا دل کا

کس سے سیکھے ہین غم ہجر و خیال شب ہجر
خون کرنا جگر خستہ کو کہنا دل کا

مین تو مین زاہد فرزانہ کو بھی مشکل ہے
اوسکی ذر دیدہ نگاہون سے بچانا دل کا

مجکو کیا کیا نہ فریب اسنے دئے تے ابتک
نکلا ایک وہان بات بنانا دل کا

تل کی گولی ہے ابھی اور نظر کا بھالا
تیر مژگان سے بچا بھی جو نشانا دل کا

کسطرح غیر کے دلکو ہو ترے دلکی خبر
یعنی آسان نہین دل مین سمانا دل کا

دلکو سینے سے جدا کرتے تو دیکھا سب نے
دیکھتا کوئی نہین ہاے ستانا دل کا

دیکھی جاتی نہین شمشاد کی پژمردہ دلی
اے نسیم سحری غنچہ کھلانا دل کا

دار پر مجکو خیال قد جانان آگیا
مرتے مرتے بھی نہ میرے سر سے یہ سودا گیا

مین تو سمجھا تھا مرے قابو مین اب دل آگیا
پر پس مدت خیال یار پھر تڑپا گیا

کیا ہوا جو میرے دشمن نے نہ دی خلوت مین راہ
مین خیال یار مین سو مرتبہ آیا گیا

دل گیا سینے سے دل سے لٹ گیا صبر و قرار
کیا بتاؤن اس محبت مین مرا کیا کیا گیا

اوس پری کو دلکے شیشے مین اوتارون تو سہی
طور پر موسیٰ کو اک جلوے مین جو بہلا گیا

مین تو اپنے دل ہی مین کرتا ہون تیری جستجو
شیخ کعبے کو برہمن جانب متھرا گیا

کیا کہا کس باب مین اس سے تو مین واقف نہین
اسقدر سمجھا کہ ناصح مجکو کچھ سمجھا گیا

مجھ مین کیا باقی ہے جسپر ابکرون سامان عیش
دل ہوا اندر حوادث غم کلیجا کھا گیا

گردش گردون گردان کا مجھے اب غم نہین
نالۂ گردون فگن سینے سے لب تک آگیا

ہاتھ سے بے ہاتھ ہو کر زلف کے سودے مین آ
جو نہ سننا تھا مجھے کمبخت دل سنوا گیا

[illegible] سیکھے کی راہ [illegible]
[illegible] آ و دل بلاے گردون [illegible]

مین تو ذرہ دیدۂ نظر سے دیکھہ لیتا تھا کبھی
اوسنے وہ آنکھین لڑائین مجھسے مین شرما گیا

ابتو میری دلدہی مین یہ بناوٹ ہی فضول
آپکی تقریر سے مین اصل مطلب پا گیا

کیا بتاؤن تجکو ناصح آپ حیرت ہی مجھے
کون انداز اوس پری کا میرے دلکو بہا گیا

اوسنے کچھہ سنگین دلی سے صرف توڑا ہی نہین
پارہا شیشۂ دل ہر طرف بکھرا گیا

کیا کرون شمشاد دنیا مین تملسے ثمر
غنچۂ دل ہی سموم آہ سے مرجھا گیا

وصل مین جو سامنا تھا ابروے خمدار کا
ہر نہال آرزو مین پھل لگا تلوار کا

خندہ آگین لب ہے میرے زخم دامندار کا
ملگیا شاید کوئی بوسہ لب سوفار کا

کیا وہان تک رگ رگ پھیلا انتظار یار کا
ہر ستارے مین ہے عالم دیدۂ بیدار کا

دیکھون اب کیونکر وہ دلسے دور کرتا ہے مجھے
دلنشین ہوتا ہون مین بنکر خیال اغیار کا

جان جانے پر بہی وہ آنکھین نہ پہیرون کبھی
اولجھے شہ رگ سے جوڑ ڈورا اوس نگہ کی تار کا

ہوگئی زہر اوس بت نوخیز کے حق مین نظر
دیدۂ بدبین پہیولا تھا وہان مار کا

توڑ دون پتھر سے سارے دانت شانیکے ابہی
بال بیکا ہوا اگر زلف سیاہ یار کا

ارغوان سے کیون ندون ترکیب آب یاسمن
مجکو نقشا کھینچنا ہے سرخی رخسار کا

لیگیا دل آپکا ذرہ نظر آنکھون کی راہ
ہوگیا دیدون مین عالم رخنۂ دیوار کا

ہند سے اسد رجہ جنس حسن پہیلی ہر طرف
بہاو بالکل گر گیا اب مصر کے بازار کا

فتنۂ محشر بہی ٹہوکر سے اوٹھاتا ہے مجھے
جانگرشتہ کسیکی شوخی رفتار کا

کسکی آہ پر شرر سینے سے لب تک آگئی
کیون ثوابت مین بہی عالم ہوگیا سیار کا

عشق مژگان مین جو وحشت لیچلے گی سوے دشت
آبلے کیا کیا مزا لینگے زبان خار کا

کیون ہنون بدمست تیری مست آنکھین دیکھکر	مجکو نشہ چڑہ گیا دو ساغرِ سرشار کا

جاے حسرت ہے کہ پامالِ خزانِ غم ہوا
وہ جو شمشاد روان تہا عشق کے گلزار کا

لطف اوٹہایا جسنے ظلِّ احمدِ مختار کا	وہ نہین طالب کسیکے سایۂ دیوار کا
اسقدر صدمہ اوٹہایا ہجر کے آزار کا	حال اب اچہا نہین ہے آپکے بیمار کا
عام خلقت جانتی ہے جسکو آبی آسمان	ایک قطرہ ہے وہ میری چشمِ دریا بار کا
لڑگئی روزِ ازل کس چشمِ میگون سے یہ آنکھ	سر مین ابتک ہے خمار اوس بادۂ دیدار کا
شورِ محشر کا سنا کرتے ہو غل جو رات دن	ایک فتنہ ہے مری زنجیر کی جہنکار کا
اب بہی ہو جاتا مرا خلوت نشینون مین شمار	گوشہ ملجا تا الہی خانۂ خمار کا ؁
لڑگئی کس دشمنِ ایمان سے زاہد تیری نگہ	تار سبحہ مین جو عالم ہوگیا زنار کا ؁
شام سے جہگڑے مین ساری رات تمنے کاٹ دی	صبح ہونے پر ہے اب موقع نہین تکرار کا
میرے تن پر بار ہے دامان تر کا ایک تار	بوجہ اوٹہاتے ہین یہ واعظ کسطرح دستار کا
رات بہر فرقت مین تارونسے لڑائی ہینے آنکہ	غیر ممکن تہا جہپکنا دیدۂ بیدار کا
چرخ گردان نے دے اس جرم پر لاکہون ہی داغ	مین نے اک پہاہا جو مانگا مرہم زنگار کا
دو ہی جملون مین تو کر دیتا ہی اک عالم کو بند	ہے غضب انداز تیری شوخی گفتار کا
قل پڑہا شیشون نے تا ناشامیا نا ابر نے	میکشون مین عرس تہا ساقی تری میخوار کا

ہنسکے اکثر کہتے ہین گل پیرہن شمشاد سے
تو بہی رعنا گل ہے حسن و عشق کے گلزار کا

دلِ روشن کو گنجینہ بنادے اپنے رازون کا	نہین اوٹہتا ہے مجسے ناز اب ان بے نیازون کا

کیا ہے بیچ مژگان سے گھایل اونکی آنکھون نے
اکیلا طایر دل صید ہے دو شاہبازون کا

وہان اس بیٹھنے اوٹھنے کو مدخل کب ہے نرگسون مین
طریقہ ہی نرالا ہے محبت کی نمازون کا

ہوس ہے خلد کی زاہد تو معشوقونسے بیعت کر
ملا ہے سلسلہ حورون سے ان گیسو درازون کا

بنے نرگس کبھی روزن کبھی آنکھین کبھی تارے
نیا نقشا ہے ہردم آپکے نظارہ بازون کا

بہت ہے بیقراری برق یا سیماب مین تو کیا
تڑپ کر جان دینا کھیل ہے ہم عشق بازون کا

دکھاوینا زمانے کی ہین سب نیرنگیان انکو
بدل جاتا مرے دلسے جو دل ان حیلہ سازون کا

کیا ہے جسکو پامالِ جفا ان بے نیازون نے
یہی کمبخت دل ہے جو کہ تھا پروردہ نازون کا

بھلا کیونکر ہو ہمسے ان بتون کی واجبی طاعت
طریقہ ہی نرالا ہے کچہ ان بندہ نوازون کا

نہ پگھلے دل بتان سنگ دل کا یہ بھی ممکن ہے
پہونچتا ہی نہین نالا وہان تک دل گدازون کا

حسینون کی خوشامد یا اطاعت ہو نہین سکتی
مگر بے دام کا بندہ ہون اپنے دل نوازون کا

جنہین اسباب کے پابند بخت و تخت کہتے ہین
مکرنا بانیاز اسے بے نیازان کارسازون کا

ہر مخل ہوے جو نازیبا اونکی جانب سے
جو سچ پوچھو نتیجہ تھا یہی میرے نیازون کا

جگہ شمشاد نے جب پائی اک عالم کی آنکھونمین
تواضع ایک عمدہ شیوہ سمجھا سرفرازون کا

اگرچہ سب کی نظر سے تجھے نہان دیکھا
ترے خیال مین پر سبکو شادمان دیکھا

تری تلاش مین کیا کیا کہان کہان دیکھا
ہر اک مکین و مکان بلکہ لامکان دیکھا

بہشت او بلتے ہین مجہہ رند سی پہ خلد پرست
اونہون نے باغ جنان مینے باغبان دیکھا

چھڑا دیا تری خواہش نے قصر تن آخر
ہماری روح نے کیا جو رمیہان دیکھا

جو عکس ابروے ساقی پڑا صراحی پر
گلے پہ اپنے وہین خنجر روان دیکھا

سمجھ گیا کہ ہے دلدادہ لب رنگین ؛ جب اوسنے خود مری آنکھون کو خون فشان دیکھا

ذراسی مین نے بتون سے جو چشم پوشی کی ہر ایک دیر مین ہنگامہ اذان دیکھا

خرد کی کچھ نہین چلتی جنون الفت سے اگرچہ پاس متانت بھی درمیان دیکھا

ترا ہی شیفتہ ہم سمجھے بدگمانی سے کسی کو زرد اگر شکل زعفران دیکھا

لگائی ہوتی رگ گل کی پہانسی بلبل نے بہار کاٹ گئے کیون عالم خزان دیکھا

ذرا جگہ نہ ملی دل بہلنے کے قابل تمام صحن زمین بام آسمان دیکھا

نہان کچھ ایسے ہوے ہم کسی کے جلوے مین کہ اوسکی ذات کو ہر چیز مین عیان دیکھا

خدا کی طرح نہ اوس بت کی کیون کرون تعظیم کلام کرتے اوسے مین نے بے دہان دیکھا

تصور رخ روشن جو دل مین تھا مخزون خیال کاکل شبگون کو پاسبان دیکھا

رداے ابر کو کیون چشم مہر پر رکہا فلک نے کیا مری آہون مین کچھ دہوان دیکھا

برنگ بو دل غنچہ مین جا بسی بلبل ؛ اوجاڑ اوسنے جو گلشن مین آشیان دیکھا

نظر مین پھر گئی وہ مانگ موتیون سے بھری شب فراق اگر سوے کہکشان دیکھا

ملائکہ نے کیا قبلہ جسم آدم کو ؛ جب اوسمین جلوہ سردار انس و جان دیکھا

نظر نہ آئی کسی مین ذرا بھی بوے وفا ؛ ہر ایک غنچہ گل رشک عطردان دیکھا

ہوئی ہے عشق سے اسکو ہزیمت آخر کار خرد کو ہمنے صف آرا جہان جہان دیکھا

ترے ہی عشق مین شمشاد کو بھی اے گلرو
خزان رسیدہ و ہمرنگ زعفران دیکھا

ہمسے جو گئی روز سے دلبر نہین ملتا سینے مین ہمارا دل مضطر نہین ملتا

پہلے تو کیا خانہ دل عشق نے ویران اب اوسکی شکایت ہے کہین گھر نہین ملتا

اسد رجہ گستا یار رخ روشن نے کسیکے | ذرے سے بہی اب مہر منور نہین ملتا

مذہب گئے بچپے باندہ کے کیا پائینگے ہمکو | نگری مین تو چالاک کبوتر نہین ملتا

کیا کیا نہ جلا شبنم و خورشید نے بخشی | اون گالون سے پہر بہی گل احمر نہین ملتا

لاکھون ہین پریزاد تہے جب پاس نہتا دل | اب دل ہے مرے پاس تو دلبر نہین ملتا

کسطرح کہلین نشۂ الفت کی ترنگین | اس بادۂ جانسوز کو ساغر نہین ملتا

جز صبر نہین درد و مصیبت کی دوا کچہہ | اچہا کہین مانگے بہی مقدر نہین ملتا

ہمکو وہ ذرِ دیر پراے شیخ ملا ہے | جو لطف تجہے کعبے کے اندر نہین ملتا

کیون دام تعلق سے تو کرتا نہین پرواز | او طائر قدسی تجہے شہپر نہین ملتا

یہ سچ ہے کہ ملتا نہین مطلوب موافق | پر چاہنے والا بہی مقرر نہین ملتا

جب تک کہ ہو خاک نشین تیری گلی مین | بستر کے لیے فرش مشجر نہین ملتا

سوئے کی طرح محو محبت ہو جب تک | ہاروئن کے مانند برادر نہین ملتا

کیونکر نہ مری جان لین یہ گیسوے پیچان | ان کالون کے لائق کہین منتر نہین ملتا

ہے پست اگر سرو ترے بوٹے سے قد سے | شاداب لبون سے بہی گل تر نہین ملتا

دو بوسے بہی غیرون کو جو دیدیتے ہو چہپ کے | لب مین مزہ قند مکرر نہین ملتا

وسمے سے ضعیفی مین ہو کیا زینت ابرو | جب آب گئی تیغ سے جوہر نہین ملتا

ہم عیب کسی اور کے کیا منہ سے نکالین | ہمکو تو کوئی اپنے سے بدتر نہین ملتا

رہتی ہے ابہی کی امید کہ سلاں ہو | جب حشر مین وہ فتنۂ محشر نہین ملت

[illegible] ملتی ہے غم و درد کی لذت | جب تک کوئی معشوق ستمگر نہین ملتا

شہنشاہونے اوسکو [illegible] امان

اُس روز سے وہ رشک صنوبر نہیں ملتا

مین نے مانا کہ سرِ بزم نظارا ہوتا ؛ دیکھ لیتے مگر اغیار تو پھر کیا ہوتا

چھٹ نہ جاتا جو دمِ قتل ہجوم حسرت کوے قاتل مین مری ذات سے میلا ہوتا

بید فانی کی نہ بو آتی جو اس سے نسیم ؛ گل تر پر نہ تمہارا مجھے دھوکا ہوتا ؛

عیش جاوید جو کرتا اسے اپنا مسکن درِ دل کیون گلِ اندوہ سے تنہا ہوتا

در در رہ رہ کے جو اٹھتا تو مزا ہی ملتا کاش اس دل کے عوض سینے مین پھوڑا ہوتا

دست کم فہم سے مقصود تھی جب یہ شکست کیا برا تھا جو مین لڑکون کا کھلونا ہوتا

تم جو غصے مین نہ اسطرح چڑہاتے تیوری بیتِ ابرو مین نہ ظاہر کبھی سکتا ہوتا

صبر نے حرص کے پنجے سے چھڑایا مجکو ورنہ اس دیوِ قوی پشت نے پٹکا ہوتا

عشق گیسو مین جو مین زار نہوتا لاغر ؛ بال کی کھال سے کم عرض نہ کرتا ہوتا

دار سے پہلے اگر روح نکرتی پرواز تیرے ہی طرح ترا ہاتھ بہی جھوٹا ہوتا

وصل تجسے جو نہوتا مجھے اے ابرِ کرم ؛ جوش اس قطرے مین کیون صبح رت ریا ہوتا

تھی یہ ادنے سی زمانے کی دو رنگی مجھسے کوہ نور آکے مرے پاس دو پلکا ہوتا ؛

اس زمانے کے حسینون سے جو رکھتا کچھ لطف میرے ہی طرح پشیمان کنہیا ہوتا

دل جگر آنکھ تھی کسکو تمنا تیری ؛ حوصلہ تو نے کسیکا تو نکالا ہوتا ؛

گل سے گالون سے جو شمشاد نہ رکھتا الفت
قد موزون نہ کبھی سوکھ کے کانٹا ہوتا

مین جو سرگرم طلب صورت موسی ہوتا آبلہ پاؤن مین پڑکر ید بیضا ہوتا ؛

شست و شو اشک ندامت سے جو کرتی رہتے جامۂ ہستی موہوم نہ میلا ہوتا ؛

حسرتین دلمین جو تہین کچھہ تو نکلجاتین ضرور
خواب مین بہی کبہی تنہا جو وہ آیا ہوتا

نزع مین سنکے وہ آتے ہین عیادت کیلیے
ایک دم جینے کا اب کوئی سہارا ہوتا

شرم مانع تہی اگر آنکھہ لڑانے مین تمہین
کبہی چوری کی نظر سے ہمین دیکھا ہوتا

میری آنکھون سے نہ یون پہوٹ نکلتے آنسو
دل اگر سوزش غم سے نہ پہپہولا ہوتا

تیرے مجنون کو نہین سنگ حوادث سے نجات
کیا برا تہا جو وہ لڑکون کا کہلونا ہوتا

مین نے اعجاز وہ دیکھے ہین لب شیرین مین
تم جو خود کہتے زمانے کو اچنبہا ہوتا

آئینے کی تیرے گالون پر اگر پڑتی نظر
اپنی آنکھون کی قسم اوسکو بہی سکتا ہوتا

دوسرا چاہنے والا جو وہ مجسا پاتے
دعوی حسن جو کرتے ہین وہ دونا ہوتا

میرے دریاے محبت مین جو آجاتا جوش
بحر اعظم سے سوا اشک کا قطرا ہوتا

ساقی و مطرب و صبا و بہار و لب جو
لطف ہوتا جو یہ سامان مہیا ہوتا

حسرت دید نہ رہتی اوسے اے رشک چمن
کاش شمشاد ترا نرگس شہلا ہوتا

ردیف باے موحدہ

نہ آئے جو تم مہربان آجکی شب
ہوے مجکو کیا کیا گمان آجکی شب

مزا دے ہمارا بیان آجکی شب
جو تم منہ مین دیدو زبان آجکی شب

مرے گہر مین وہ میہمان آجکی شب
کہو رنگ بدلے جہان آجکی شب

اسی کوچے سے چپ کے نکلے ہین شاید
قدم کے ملے کچھہ نشان آجکی شب

نہین وہ جو سرمایۂ زندگانی
نکلجائیگی میری جان آجکی شب

جنہین یاد کرتے رہے ہم سحر تک
وہ بہولے ہمارا مکان آجکی شب

مرے گھر مین آئے ہین وہ بعد مدت — ٹھہر جا ذرا آسمان آجکی شب
ہوئین حسرتین سب نئے سر سے زندہ — بنی صور محشر اذان آجکی شب
چہل سالہ مے دی جو پیر مغان نے — طبیعت ہوئی پھر جوان آجکی شب

جدا کر کے کچھ اس سے شمشاد بڑھیئے
کہ بیٹھے ہین سب قدردان آجکی شب

مین ہو جاؤن شیرین بیان آجکی شب — جو دید و لعاب دہان آجکی شب
سر عرش ہے کیون دہوان آجکی شب — گئی آہ تا لامکان آجکی شب
گیا جو وہ روح روان آجکی شب — ہوئی سخت مجبید گران آجکی شب
رقیبون کے ہی خانۂ دل مین ڈہونڈہا — خدا جانے تم تھے کہان آجکی شب
کہلے پھول تارون کے بدلے فلک پر — ہنسا کون غنچہ دہان آجکی شب
ہوا چاند کس رشک مہ کے مقابل — جو ہے چاک مثل کتان آجکی شب
بڑہا ہجر کا غم گہٹی طاقت دل — یہ ہے حال سود و زیان آجکی شب
لٹا قافلہ کسکے ہوش و خرد کا — کہ بے ڈہب ہے شور و فغان آجکی شب
رقیبون نے پھر تمکو پٹی پڑہائی — کہ بدلی ہے طرز بیان آجکی شب
چلے آؤ تم مثل باد بہاری — ہو غنچۂ دل خزان آجکی شب
کوئی رشک خورشید کیا مسکرایا — ستارے ہوے کیون نہان آجکی شب
کٹے رات پھر کس مزے سے ہماری — جو رہجاؤ تم بھی یہان آجکی شب
دم صبح آئے ہو باتین بنانے — وہین جاؤ تم تھے جہان آجکی شب
جو وہ غیرت ماہ محفل مین بیٹھا — اوڑے رنگ حسن بتان آجکی شب

مرا دل بھی مشتاق تیر نگہ ہے
سن اے شوخ ابرو کمان آجکی شب

غزل سنکے شمشاد شیرین بیان کی
ملا ہمسکو لطف زبان آجکی شب

دیکھتے خاک ہم کمال شباب
دفعتہً ہوگیا زوال شباب

ہوگیا تھا کبھی وصال شباب
ابتو ہے صحبت ملال شباب

مرغ دل کے شکار کرنے کو
دہوکے کی ٹٹی ہے جمال شباب

درد سر دیگئی ہمیشہ کو
مستی بادۂ جمال شباب

مُردنی چھا گئی طبیعت پر
آمد مرگ ہے زوال شباب

جھک کے کیا ڈہونڈہتی ہو پیری مین
ملگیا خاک مین جمال شباب

آنسو بہتے نہین ہین پیری مین
گریۂ شیخ ہے بحال شباب

ہے یہ بچپن کہ پیر کرکے خضاب
چاہتے ہین ملے جمال شباب

چھاتیون کا ادبھار کیا کہنا
پھل گیا اوپری نہال شباب

ہوگیا اونکو باعث نخوت
نشۂ دولت جمال شباب

گال ہین یا گل مراد عروج
سرو قامت ہے یا نہال شباب

کیون نہ دوران سر ہو پیری مین
مستی بادہ تھا کمال شباب

جھک گیا قد راست پیری مین
سفر آ دیکھئے وبال شباب

دیکھتے دیکھتے ہوا زائل
سایۂ بید تھا جمال شباب

جیسکی بدمستیان معاذ اللہ
شرم آتی ہے کہتے حال شباب

کیون نہ ہو مست بادۂ نخوت
ابھی ادس بت مین ہی کمال شباب

بچون کی باتین ہون کہ بڈھون کی ہے جدا سب سے قیل و قال شباب

بیوفائی سے ہوگیا ثابت کہ ہے عمر روان جمال شباب

آپ پھر دیکھئے مری حالت جو کہین آگیا خیال شباب

عہد پیری ہوا ملال آسا صورت بدر تھا کمال شباب

دل عاشق مین جلوہ فرما ہو دیکھو آئینے مین جمال شباب

عہد پیری مین شکر کر اے شیخ تجکو ممکن ہوا محال شباب

سر جھکا کر نہ پھر اوٹھا سکتے سوچتے ہم جو کچھ مآل شباب

کس بلا کی اٹھان تھی شمشاد
کہئے کیا ہوگیا وہ حال شباب

میرے نالون کا اگر انداز اوڑائے عندلیب گل گریبان چاک ہو سنکر نوائے عندلیب

حال میرا سنکے کچھ اپنا سنائے عندلیب پہلے روئے آپ پھر مجکو رلائے عندلیب

بات کیا جب اوسکے نالو نمین لگی قید بہار نغمہ تر سے خزان مین گل کھلائے عندلیب

جب ہمارے نالہ موزون کی ہی عالم مین دہوم کیا پسند آئے گلون کو اب نوائے عندلیب

محو طرز گل سمجھ کر دام مین صیاد نے کیا ہی گل بوٹے بنائے ہین سرائے عندلیب

عشق ہے گلشن سے اوسکو ہمکو اے گل تجسے ربط دوسرا ہمسا نہین اب ہمنوائے عندلیب

کھل گئے تختے چمن کے جوش پر ہے فصل گل کیا ستم ہے باغ مین جا نہ پائے عندلیب

عشق کامل ہی تو کیون لے بار احسان بہار داغ اے دل سے خود گلشن کھلائے عندلیب

گلشن دنیا مین جسکو دیکھیے ہے گل کیطرف ایک مین دل سوختہ ہون آشنائے عندلیب

مفت مین اپنا گلا کیون پھاڑتی ہے چیخکر میرے نالون سے نہین ملتی صدائے عندلیب

پر اثر نالے مرے سن لے اگر وہ مثل گل ۔ جامۂ ہستی کے بہی پرزے اوڑا دے عندلیب

یہ تو ظاہر ہی کبہی ضدین مین نبہتی نہین ۔ بیوفا گل سے نبہے کیونکر وفاے عندلیب

وہ سراپا نور آجاے جو بزم باغ مین ۔ شمع گل ہو جاے اپنا دل جلا کے عندلیب

اسکے نالون سے گلون کے کان بہرے ہو گئے ۔ جا کے باہر اس چمن سے غل مچا کے عندلیب

کیون ہوا افراط سرسبزی چمن مین ہر طرف ۔ چشمے سے بڑہکر ہین اشک چشمہاے عندلیب

واہ کیا انصاف ہے اے باغبان اس باغ مین ۔ پہول تو گلچین چنین آنے نپاے عندلیب

اب تو اے لیلی منقش ہون مین گل داغ جنون ۔ میرے سر پر مرغ مجنون بنکے آے عندلیب

آ کے ہم روئے تری کوچے مین اے رشک چمن ۔ جب سنے گلشن مین جا کر نالہاے عندلیب

خرمن گل تو شفق سے زیر گردون ہے عیان ۔ پر نہ پونہچی اوس تک آہ شعلۂ اے عندلیب

سیر گلشن کو نہ آیا وعدہ پر وہ رشک گل ۔ ہر روش پر کیون نہون مین ہمنوا کے عندلیب

روح اوسکی شاد ہو شمشاد تیری ہاتھ سے
لکھ اگر اوراق گل پر ماجراے عندلیب

ردیف باے فارسی

بہولے بہٹکے بہی جب ملین ہونگے آپ ۔ ایسے ہی پر غضب ملین گے آپ

اونسے جب پوچہو کب ملین گے آپ ۔ ہنسکے کہتے ہین جب ملین گے آپ

ہمسے رندون سے جب ملین گے آپ ۔ جام سے لب بلب ملین گے آپ

آج ہم جستجو اگر نکرین ۔ کل ہی تو بے طلب ملین گے آپ

جب قسم کہائی میرے ہی سر کی ۔ مین بہی سمجہا کہ اب ملین گے آپ

کہتے ہین وہ کہ ہم ہین آپ کی جان ۔ کب ہمین جان بلب ملین گے آپ

سے لوگون سے ہوگی کب فرصت ؎ ملنے والون سے کب ملین گے آپ
بیخودی پوچھتی ہے رہ رہ کر ؎ یار سے بے ادب ملین گے آپ
ابرِ رحمت نظر پڑین گے کہین ؎ کہین برقِ غضب ملین گے آپ
ہے تلاش گزشتگان بے سود ؎ یہ قیامت مین سب ملین گے آپ
اونسے ملنے کی آرزو ہے اگر ؎ سیکہ ملنے کے ڈہب ملین گے آپ
کسکو پروا ہے جان جانے کی ؎ ہم تو جیتے رہین گے جب ملین گے آپ
کیا ہو امیدِ لطف محشر مین ؎ کب وہان بے غضب ملین گے آپ
تمکو جانا ہے تو چلے جاؤ ؎ یہ نہ پوچھو کہ کب ملین گے آپ ؎
بال جب سر مین کچھ سفید ہوے ؎ پھر تو اب روز و شب ملین گے آپ
پائیے گا جگہ تب آنکھون مین ؎ سب سے جب بے سبب ملین گے آپ
حوض پر جائین ساقی کوثر ؎ سیکڑون تشنہ لب ملین گے آپ
جو نہ پوچھے اوسیکو ملئے گا ؎ اپنے طالب کو کب ملین گے آپ

گرو شمشاد قطع تخل ہوس
ساز و برگِ طرب ملین گے آپ

ردیف تاے مثناۃ فوقانیہ

اہی حسرت کو تہی منزل کی حسرت ؎ نکلتی کیا ہماری دل کی حسرت
نکلتی کیا ہماری دل کی حسرت ؎ کہ جان فرسا ہے اس منزل کی حسرت
تماشاگاہ چشمِ حیرت آگین ؎ ہوئی داغ درون سے دل کی حسرت
دکہائی کس نے صورت وقتِ مردن ؎ کہ نکلی رو رو بنکر دل کی حسرت

دئے منہ پھیر کر قاتل نے چرکے
نہ نکلی کچھ دلِ بسمل کی حسرت

نہ پہلے قدر تن کی روح نے کچھ
اب اس لیلی کو ہے محمل کی حسرت

کمر جب باندھی ترکِ مدعا پر
عبث ہے کوشش باطل کی حسرت

سمجھ کر کشتنی پہلے کیا قتل
مگر اب دیکھیے قاتل کی حسرت

اگر دریائے غم کو ہے یہی جوش
ڈبو دیگی ہمین ساحل کی حسرت

ہمارے ساتھ اب کنج لحد مین
نہین محفل تو ہے محفل کی حسرت

جھڑک دیتے ہو بوسہ مانگنے پر
ذرا دیکھو دلِ سائل کی حسرت

تردد جب کیا عشق بتان مین
ہمین حاصل ہوئی حاصل کی حسرت

مصیبت مین دل آسانی طلب تھا
اب آسانی مین ہے مشکل کی حسرت

الہی شکر دونون ساتھ نکلین
تمنائے گلوے قاتل کی حسرت

ہوا عشق بت بے پیر ہادی
نہین اب مرشد کامل کی حسرت

سراپا دل ہون مین شمشاد لیکن
دکھا دیتی ہے دل بیدل کی حسرت

ردیف تاے ہندی

بسمل کو نہین ابروِ قاتل سے لگاوٹ
اس تیغ کو ہے گردن بسمل سی لگاوٹ

تیری ہی طلب ہی مجھے او غیرتِ لیلے
وہ قیس ہے کرتا ہی جو محمل سی لگاوٹ

تارون کیطرح گرد ہین اغیار کی جھرمٹ
کسطرح کرون اوس مہِ کامل سی لگاوٹ

بیوجہ ہین کمبخت ادھر تیغ نظر کے
کرتی ہے تری آنکھ مری دل سی لگاوٹ

دیتی ہے مزا اوس صفِ مژگان نے نکلکر
تیر نگہِ ناز کی بسمل سے لگاوٹ

دو چار قدم بڑھ گئے سمٹ جاتی ہین لہرین
کیا آب رواں کی بھی ہی ساحل سی لگاوٹ

لہرا کے نہ آیا کرین رخسار کی جانب
بھاتی نہین گیسو کی مجھے تل سے لگاوٹ

کھلتا نہین اب کون سی شے مدِ نظر ہے
دل لیکے جو کرتے ہین وہ بیدل سی لگاوٹ

سمجھا جو نظر باز کوئی ہو تو وہ سمجھے
کھلتی ہے تمھاری بڑی مشکل سی لگاوٹ

دیکھو تو ہمارے دلِ مخمور کی شوخی
کرتا ہے کھلے ساقیِ محفل سے لگاوٹ

ہمجنس زمانے مین نہ باقی رہین جب بھی
عاقل کو مناسب نہین جاہل سی لگاوٹ

اے روحِ رواں جسم سے رہنے دو یہ تعلق
درکار مسافر کو ہے منزل سے لگاوٹ

ہوتی ہے اگر مدِ نظر کاربراری
کرتے ہین وہ کیا کیا دلِ سائل سی لگاوٹ

بوسہ جو کوئی مانگے اوسے مُنہ نہ لگانا
زیبا نہین سلطان کو سائل سی لگاوٹ

شمشاد سراپا نہ ہون صورتِ دل کیون
کرتے ہین طرحدار مرے دل سے لگاوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ضعیفی مین ذکرِ جوانی عبث
اب اون صحبتون کی کہانی عبث

اگر ہے مری جانفشانی عبث
تمھاری بھی ہے لن ترانی عبث

ہوئی باعثِ سجدۂ دائمی
نہین یہ مری سرگرانی عبث

نکرنا کبھی نامہ بر کو وہ قتل
کہا حال اوسنے زبانی عبث

دلِ زار کی سب ہین گستاخیان
بگڑتے ہو تم مجھسے جانی عبث

نہ دلبر نہ ساقی نہ دورِ شراب
برستا ہے ساون مین پانی عبث

وہ کرنے لگی ناز حد سے سوا
کہا مین نے رازِ نہانی عبث

نہین کچھ بھی جب اعتبار حیات ‏— تمہین کہتے ہین زندگانی عبث
جو کچھ گرد کلفت تھی سب دھو گئی ‏— تھی آنسوون کی روانی عبث
فنا بنگئی جب مرا نفس ذات ‏— تلاش غم جاودانی عبث
کمر کا نہ مضمون کوئی بندھا ‏— کیا دعوی غیب دانی عبث
جگر کا ٹھکانا نہ دل کا پتا ‏— غمون کی ہے یہ میہمانی عبث
وہ سب جانتے ہین مرا حال دل ‏— سناتا ہون مین یہ کہانی عبث
بھٹکتے رہے عمر بھر ہر طرف ‏— تری راہ جس جس نے جانی عبث
جدا رہکے رندون سے زاہد کی ساتھ ‏— گنواتا ہون کیون مین جوانی عبث
سمجھتا ہون مین جو ہے مغز سخن ‏— یہ ہے پردہ خوش بیانی عبث
نہ وہ دن ہین باقی نہ وہ صحبتین ‏— یہ ہے داغ دلپر نشانی عبث
جو حسن تجلی ہے خود بیحجاب ‏— حسینون سے پھر بدگمانی عبث
وراثت مین لینی تھی جنت ہمین ‏— ہوئے ساکن دار فانی عبث
پلائی رقیبون نے اون کو شراب ‏— ادہنین مجھسے ہے سرگرانی عبث
رقیب سیہ رو سیہ کار کو ‏— پلائی مے ارغوانی عبث
یہ بیفائدہ فکر کرتا ہون مین ‏— سمجھتے ہین سب شعر خوانی عبث

نہین تجھسے شمشاد ہمشادہ گل
زرد رنگ ہے زعفرانی عبث

چھپ گئی واں سے ہر دہ غنچہ دہن کیا باعث
زرد ہے صورت بیمار چمن کیا باعث

شکل سوسن نہین کرتا ہی سخن کیا باعث
سست چلتی ہے رگو برگ سمن کیا باعث

دل کے گہر مین تو انہین مین نے جگہ دی پہر بہی
روٹھے جاتے ہین مرے رنج ذمحن کیا باعث

رنج و غم کہا نیکو ہر روز ہی مین کہاتا ہون
پر نہین ہوتے ہین یہ جزو بدن کیا باعث

مین تو غربت مین نہین یاد سے اونکی غافل
ہوئے بیٹھے ہین مجہے اہل وطن کیا باعث

آہ لب تک بہی نہین آئی ابہی سینے سے
کیون زمین گیر ہوا چرخ کہن کیا باعث

کمدل اسد رجۂ ضعیفی نے ابہی کی بہی نہین
جامۂ تن مین پڑی اتنی شکن کیا باعث

قد و گیسوے صنم سے ہے شکایت اتنی
بن گئے میرے لیے دار و رسن کیا باعث

ذوق عریانی تن کیا ہے ابہی تک باقی
کیون بدن پر نہین تہمتا ہی کفن کیا باعث

اب جو لب تک نہین آتی ہی کبہی سینے سے
اے مری آہ رسا عرش فگن کیا باعث

ہو نہو کچہ تو فساد دو دلی ہے اسمین
اوٹھے پہلو سے وہ یکتے زمن کیا باعث

یہ بہی کیا جان گئے شیفتۂ چشم مجہے
وحشتین کرتے ہین مجہسے جو ہرن کیا باعث

کیا نئی چال چلا آج وہ سرمایۂ ناز
کٹ گئے گڑ گئے سب سرو چمن کیا باعث

کل تک اتنا تو نہتا شیخ کو جوش خفقان
آج پہلو مین ہے ایک سیب ذقن کیا باعث

رنگ بدلا نظر آتا ہے ترے دانتون کا
آج بے آب ہوے درّ عدن کیا باعث

داد غربت مین غریبون کو پہنسایا کسنے
کیون انہین بہول گئی یاد وطن کیا باعث

طبع شمشاد مین تو حد سے سوا تہی تیزی
اس غزل مین نہین بیساختہ پن کیا باعث

ردیف جیم عربی

دیکہئے دل کی کشش سے وہ ادہر آتے ہین آج
یا ہمین گہبراکے اوس جانب چلے جاتے ہین آج

جن سرون مین دردہا تاج سلیمانی سے کل
رہروونکے پاؤن کی ٹہوکرین کہاتے ہین آج

دیکھئے وہ جلوہ گر ہوتے ہین کل کس رنگ مین
ہم تو شوق دید مین خون جگر کھاتے ہین آج

جسمین ہر دم عشق بازو نکا ہوا کرتا ہی خون
سادہ لوحی سی اوسی کوچہ مین ہم جاتے ہین آج

جان دیکر اب لحد مین کیون نہ پچھتانا پڑے
حشر پر موقوف اوٹھنا اور وہ آتے آج

ہوگی قسمت مین تو جاکر دیکھین گی جنت کو کل
چلکے کوے یار مین ہم پاؤن پھیلاتی ہین آج

نالۂ بلبل کو کیون بیکار سمجھا باغبان
وہ نہو ناخوش تو سارے پھول مرجھاتے ہین آج

دیکھین سیر باغ پھر کسطرح بھاتی ہی اوسے
ہم فضای سینہ پر داغ مین لاتی ہین آج

ہین ازل سے رشتۂ تقدیر مین یہ گتھیان
ناخن تدبیر سے ہم جنکو سلجھاتے ہین آج

دلکو مدت سی ہین گھیرے ہوے رنج والم
تم جو آجاؤ تو سینے سے نکلجاتے ہین آج

کیا کسی کی آتش فرقت بجھائی ہے انھین
سرد لی اپنا دوپٹا کیون وہ رنگواتی ہین آج

غیر جاہے انتظار وعدۂ فردا کرے
ہم وفور درد ہجران سی مری جاتی ہین آج

دلمین ہر اس گھر کو کردین رو کش باغ جنان
اے گل تر ہم یہان شمشاد کو لاتے ہین آج

کیا کہین کیون بے سبب رہ رہکے گھبراتے ہین آج
دلسے ہم پہلو کو قابو مین نہین پاتی ہین آج

کل سے بیکل کر گئے تہی جان مضطر کو یہی
سامنے بیٹھے ہوی جو ہمکو سمجھاتے ہین آج

کیا مآل کار کی انکو نہین کچھ بھی خبر
منعم کم ظرف کیون دولت پہ اتراتی ہین آج

ہمنے دیکھی ہین ازل مین اونکی سو نیرنگیان
دیکھیے کس رنگ مین وہ جلوہ فرماتی ہین آج

چھین کر آدم سے جنت کیا ملا تا کل اونہین
اپنے کوچے سے جو ہمکو بھی نکلواتے ہین آج

نشۂ جوش جوانی مست رکھتا ہے انھین
وہ کسیکی بات کو کب دھیان مین لاتے ہین آج

دیکھیں کل کیسی کیسی آفتین ڈھاینگے وہ
کمسنی سمجھے ہے نقرون مین جو آجاتی ہین آج

کس نے گہبرا کر لگایا نعرہ گردون شگاف
آسمانون پر ستارے جس سے تہراتے ہین آج

روز محشر دیکہنا ان لوگون کی بیباکیان
اپنی بد اعمالیون پر جو کہ شرماتے ہین آج

اونکی فرقت مین تو برسون سے مری حالت ہے یہ
روز سمجہا تا ہون دل کو وہ پہنچ جاتے ہین آج

تا نہو جوشِ ندامت حشر کے میدان مین
آنسوؤن سے نامۂ اعمال دہلواتے ہین آج

شاید اونکے دلمین رحم آئے ہماری حال پر
اس تمنا پر سر اونکے در سے ٹکراتے ہین آج

لیکے نقد دین و دل کہتے ہین رخصت ہو چکی
ہمتو یہ پہلے ہی سوچے تہے وہ فرماتے ہین آج

دشمنِ جان جانتے ہین ہمتو مدت سے اونہین
سیرِ باغِ دوستی وہ ہمکو دکہلاتے ہین آج

سچ تو ہے شمشاد سے اوس گل کو نفرت کیون ہو
کل تو بے مانگے دیا دل اور پچہتاتے ہین آج

کیون بہک کر محتسب آیا سوئے میخانہ آج
ہے مگر لبریز اوسکی عمر کا پیمانہ آج

پردۂ جہل اوٹھ گیا مشقِ تصور کے سبب
ہمنے ہر ذرے مین دیکہا جلوۂ جانانہ آج

مجکو خواہشمند پا کر پہر گئی وہ راہ سے
موت ہی دکہلا گئی اندازِ معشوقانہ آج

تیرے آتے شمع کو گل کر دیا پر مار کے
تجہسے پروانے نے بہی ثابت کیا یارانہ آج

بیطرح غل ہو رہا ہے خانۂ زنجیر مین
اوسمین پہر مہمان ہے شاید ترا دیوانہ آج

ایک وہ دن تہا کہ تہی اک جان دو قالب ہمین
یہ جو سب ملتی ہین ہمسے صورتِ بیگانہ آج

کل نہین معلوم ہم قسمت مین کیا دینگے اوسے
نقدِ دل جب لعل کے سودے مین ہے بیعانہ آج

اب کرون کس بات پر جادو بیانی کا گہمنڈ
میرے ہر افسون کو سمجہا وہ پری افسانہ آج

اور ملکِ دل کی بربادی کسی سے کیا کہون
جسقدر آباد تہا اوتنا ہی ہے ویرانہ آج

نقدِ دل تو لیچکے تہے جان بہی لے لیجیے
اس سے بڑہکر کیا دکہائین ہمت مردانہ آج

پھر کسی کی چشم کیفی کا تصور بندھ گیا ؎
بے سبب کب کھینچتا ہون نعرۂ مستانہ آج

بعد مدت اب تجھے ادشعر دا آیا خیال
جلگیا جب آتش غم مین ترا پروانہ آج

خاطر شمشاد سے کہدی ہی یہ ن ذیہ غزل
شعر گوئی کا تو میرے سر مین سودا تہا نہ آج

بیچین کبہی دل کبہی مضطر ہے جگر آج
پھر اوسکی نظر سے نہ لڑے میری نظر آج

کوئی نہین دیتا ہے مجھے اتنی خبر آج
بیتاب نظر جاتی ہے آنکھونسے کدہر آج

سنتا ہون کہ آتے ہین وہ خود ہی مرے گہر آج
اے وحشت دل لیکے چلی مجکو کدہر آج

مین عاشق جانباز بہی ہون سینہ سپر آج
اے تیر نظر کچہہ تو مرے دل سے گزر آج

آمادہ ہے وہ مہر لقا جلوہ گری پر ؎
پر ضعف سے اوٹہتی ہی نہین میری نظر آج

کرتا ہے یہ تعظیم ترے تیر نظر کی
رہ رہ کے جو اوٹہتا ہے مرا درد جگر آج

عشق لب و دندان مین گہٹا آہ کی چہائی
آنکھون سے برسنے لگے پھر لعل و گہر آج

اب خاک مین ہے پادل شوریدہ سنبہالون
ہر آہ مین آتا ہے مرے منہ کو جگر آج

یا غیر کے دہوکے مین اودہر مجکو بلا لو ؎
یا بہول کے آنکلو مری جان ادہر آج

گہبرا کے چلا دل مرے سینے سے تڑپ کر
ہوتا ہے شہ ملک بدن شہر بدر آج

بیوجہ نہین نالون مین ناقوس کی آواز
بتخانۂ دل مین کسی بت کا ہے گزر آج

اب کیا ترے بیمار کو امید شفا ہو
جب ایک ہی کروٹ مین کٹی چار پہر آج

سوتے کو جگا چاند ہی جسکی چمک سے
آنکھون مین سمایا ہے وہی نور نظر آج

ڈوبا ہون جو مین بحر تمنا مین تو قاتل
تلوار دکہاتا ہے کہ اس گہاٹ اوتر آج

آغوش مین بیٹھو تو کرو سیر گلستان
داغون سے لدا دل ہی تو رشک شجر آج

تشبیہ صنوبر قد نوخیز سے سنکر
جاتی رہی اوس گل کو بھی امید ثمر آج

آنکھون مین سماتا نہین کیون تا نظر تک
کیا کھب گئی نظرون مین کسی گل کی کمر آج

ممکن ہی نہ تھا آپ مرے پاس نہ آتے
میری کشش دل نے مجھے دی تھی خبر آج

ہر سمت نظر آتے ہین مشتاقونکے جھرمٹ
اے شاہد فکر غزل اب تو بھی نکھر آج

اے غیرت گل تو نے ضرور اوسکو لبھایا
شمشاد مکرر نظر آیا ترے گھر آج

افلاک کو کرنا ہے مجھے زیر و زبر آج
اے منیر خدا دے مری آہون مین اثر آج

کر رحم مرے حال پہ اے دیدۂ تر آج
لڑنے دے مری نظرون سے اوس گل کی نظر آج

آتا ہے مرا مہر لقا پھر مرے گھر آج
ہوتی ہے کوئی دم مین شب غم کی سحر آج

ٹھہراتے ہو پھر وعدۂ فردا کی اگر آج
کرتی ہے مری روح روان تن سے سفر آج

تڑکے ہی سے اپنی نہین کچھ مجکو خبر آج
یہ دن بھی عجب ہے نہ سفر ہے نہ حضر آج

کیون پڑگئی یہ ثابت و سیار مین ہلچل
آیا ہے سر بام کوئی رشک قمر آج

کل وصل مین ای شوخ ستمکش کہان تھے
یہ شرم کہ اوٹھتی ہی نہین جس سے نظر آج

وہ اپنی جھلک دور سے دکھلاتے ہین مجکو
کر رحم مرے حال پر اے ضعف بصر آج

تجھسے ہین اگر او دل وارفتہ مخاطب
لکھ ڈال جو کہنا ہو تو کچھ شرم نکر آج

افسوس جلاتا ہی نہین فتنۂ محشر
قاتل تو مجھے قتل کرے بار دگر آج

گالون نے جو کی جلوہ گری دیدۂ دل مین
کیسے مری نظرون سے گرے شمس و قمر آج

چلنا ہے کوئی دم مین عدم کی کڑی منزل
لینا ہے تو ہمراہ لو کچھ زاد سفر آج

دوزخ کیطرف لیکے چلے مجکو فرشتے
آتا ہے تو کام آئے مرا دامن تر آج

رشک ہی سے دونون ہین یہ کیون محو تکلم — کیا مشورہ کرتا ہے مرے دلسے جگر آج

بیوجہ نہین مجکو نظر سے وہ گرالتے — اغیار نے کچھ اپنے دکھائی ہین ہنر آج

اونکے لب و دندان جو گئے میری نظر مین — پتھر نظر آتے ہین مجھے لعل و گہر آج

اسدرجہ بڑھی ہے مری قاتل کی جسارت — محشر مین کہے گا کہ کسی کا نہین ڈر آج

بیجا نہین مضطر ہین جو افلاک کو اکب — پیہم مری آنکھون سی نکلتے ہین شرر آج

کیا چارہ گر غیر ہے وہ رشک مسیحا — بیوجہ مرا حال ہے کیون نوعِ دگر آج

کل ہی تمہین ان باتون مین تھی روک مناسب — جن باتون مین کرتے ہو مری جان حذر آج

اوس گل کو جو شمشاد سے افسردہ دلی ہے
اے نخل تمنا نہین امید ثمر آج

ردیف جیم فارسی

محویت سے نقش پر تاثیر کھینچ — دیکھ مجکو یار کی تصویر کھینچ

ہے دیوانون کی یون تصویر کھینچ — دست و پا مین ہتکڑی زنجیر کھینچ

اپنے دلسے آہ با تاثیر کھینچ — تو وہ گردون کے لائق تیر کھینچ

بار جور بت جو اوٹھہ سکتا نہین — اے برہمن نعرۂ تکبیر کھینچ

سوزِ دل کا دیکھ نرگس مین اثر — دودِ غم ظالم بجاے تیر کھینچ

خوش نگاہون کا جو دلدادہ ہے تو — آنکھ مین سرمہ پے تسخیر کھینچ

جادۂ تدبیر کی رفتار چھوڑ — پاؤن زیرِ دامن تقدیر کھینچ

صاف کر آئینۂ دل اے خیال — اوس سراپا نور کی تصویر کھینچ

اے سحر لیں ذوق صہبای الست — بادۂ توحید بے تقصیر کھینچ

والہِ مژگان ہے تیرون کا ہدف
عاشق ابرو پر اب شمشیر کھینچ

اور بڑھ چل اے مری آہ رسا
عرش کے دروازے کی زنجیر کھینچ

اے مہ کنعان جو میرا خواب سن
دم نہ حیرت سے پئے تعبیر کھینچ

نیم بسمل کی رعایت چاہیے
میرے چاک دل سے آدھا تیر کھینچ

او محبت کی کشش رسوا نکر
چپکے چپکے دامن دلگیر کھینچ

ہے اگر وصل پری کی آرزو
نقش ایسا جو کرے تاثیر کھینچ

دور کرنا ہے اگر دل کی خلش
ناوک مژگان بجائے تیر کھینچ

منحرف اے دل ہو اتقدیر سے
کچھ دنون خمیازۂ تدبیر کھینچ

کھینچ سکے تجھسے اگر ناز و ادا
اے مصور یار کی تصویر کھینچ

غیر کو میرے مقدر پہ ہے رشک
ایک خط اے کاتب تقدیر کھینچ

کچھ دنون اے میری آہ نارسا
راہ مین خمیازۂ تاخیر کھینچ

لیچلا صحرا سے آبادی کو شوق
زور سے اے خار دامنگیر کھینچ

شیخ کعبہ مجکو بہکا لیچلا
اپنے سمت اے میکدے پیر کھینچ

دل بہت نازک ہے تیرے یار کا
آہ اے شمشاد بے تاثیر کھینچ

ردیف حاے حطی

سیر گلزار جنان مین جب نکلجاتی ہے روح
کب خیال سینہ پر داغ پھر لاتی ہے روح

جب بہت تنگی قصر تن سے گبھراتی ہے روح
صورت موج ہوا جھٹ پٹ نکلجاتی ہے روح

تیر یون پر جب ہو آ وصل مین آتی ہے روح
اوس گلی مین ہم سے پہلے ہی پہونچ جاتی ہے روح

آپ تو چھپکر نکلجاتی ہے قید جسم سے ۔ ۔۔ مفت مین بند کفن سی تن کو بند ہوتی ہی روح

تو جو اوٹھ جاتا ہے پہلو سے نکلجاتا ہے دم ۔۔ تیرے آتے ہی تن مردہ مین آجاتی ہی روح

راحت روح رواں آیا ہی میری لاش پہ ۔۔ خانۂ تن سے نکلکر گیا ہی پچھتاتی ہی روح

اب عیادت بھی نہین کرتا ہی وہ اس خوف سے ۔۔ دیکھتے ہی پیشوائی کو نکل آتی ہے روح

بے سبب رعشہ نہین پیری مین جسم زار کو ۔۔ سوچ کر اپنا مآل کار تھراتی ہے روح

جنت و دوزخ کسیکا بھی نہین ملتا پتا ۔۔ خانۂ تن چھوڑکر کیا ٹھوکرین کھاتی ہی روح

ہے یہی باعث نکلتا ہے اگر رک رک کے دم ۔۔ بیحجابانہ نکلتے تن سی شرماتی ہے روح

بے سبب کب میل ہی دست حنائی کیطرف ۔۔ خون کی اپنے مگر کچھ اسمین بو پاتی ہی روح

جانتے ہین لوگ کیا اس غسل میت کو فضول ۔۔ اپنے اس پہنے ہوے جامے کو دہلواتی ہی روح

خوبصورت بے سبب کرتے نہین اٹکھیلیان ۔۔ پا کے لطف یاسمین اندام اتراتی ہی روح

دخل بیجا شعر مین شاعر کو کرتا ہے اوداس ۔۔ گل جو پژمردہ ہوا مالی کی مرجھاتی ہے روح

اوسکو جنت سے غرض مطلب عذاب قبر سے ۔۔ کوچۂ محبوب مین جب پاؤن پھیلاتی ہی روح

دم شماری کر رہا ہون زندگی سی تنگ ہون ۔۔ ہجر مین کیون ناز معشوقانہ فرماتی ہی روح

رنگ مین زردی تو بالون مین سفیدی آگئی ۔۔ خانۂ تن مختلف رنگون مین رنگواتی ہی روح

کیون ضعیفی مین نہ نکلین سیارہی دل کی ولولے ۔۔ خود نکلنے پر جو ہی سبکو نکلواتی ہے روح

زور وحشت ہی جواب سودائے زلف یار مین ۔۔ چار دیوار بدن سی سر کو ٹکراتی ہے روح

اوس چمن مین ہی گزر شمشاد کا اک گل کی ساتھ
روکش گلزار رضوان جسکو فرماتی ہے روح

پر فضا ہے گھر تمہارا باغ رضوان کیطرح ۔۔ کیون مکین دیکھے نہون سب حور و غلمان کیطرح

موئے مژگان مین خلش ہے نوک پیکان کیطرح ۔ ابروؤن مین کاٹ ہے شمشیر بُرّان کیطرح

صورتِ حور و پری بھی دید کے قابل تو ہے ۔ پر بھلی ہے سبھون مین شکل انسان کیطرح

ہاے اس سوزِ تبِ عشق بتان ہند سے ۔ جیتے جی ہم جل بجھے ہندوی بیجان کیطرح

ڈر ہے یہ عشق دُرِ دندان نہ کہلجاے کہین ۔ بارشِ مژگان ترہے ابرِ نیسان کیطرح

شوخیان چتون مین رکہتا ہی جو وہ شیرین ادا ۔ رس بھری انکھین بھی ہین چشمِ غزالان کیطرح

ابرسان لگ جائیگی انکہون سے اشکونکی جھڑی ۔ مُنہ دکھائینگے جو وہ برقِ درخشان کیطرح ؎

بہرِ گلگشتِ چمن جاے اگر وہ سرو ناز ۔ دامنِ گل چاک ہو میرے گریبان کیطرح

جیتے جی گویا وہ گردابِ فنا مین پڑ گیا ۔ جسکو خوش آئی تری چاہِ زنخدان کیطرح

کسنے پھیلاے زلیخا کیطرح دستِ ستم ؎ ۔ چاک ہے دل دامنِ محبوبِ کنعان کیطرح

عاشقون سے کسطرح کاٹے کٹے فرقت کی شب ۔ طول ہے اس رات مین زلفِ پریشان کیطرح

کیون دلِ سودازدہ کو سنبلِ تر بھا گیا ۔ اسمین کچھ ملتی ہے شاید زلفِ جانان کیطرح

بارہا ایسا ہوا ہے میری آہِ سرد سے ۔ عین گرمی مین نظر آئی زمستان کیطرح ؎

یاد آئی پھر کسیکے موے مژگان کی خلش ؎ ۔ چُبھ گیا پھر دلمین کچھ خارِ مغیلان کیطرح ؎

کیا سمجھکر دیتے ہین تشبیہ اربابِ سخن ؎ ۔ شاخِ مرجان مین کہان دستِ حسینان کیطرح

ہین گرفتارانِ آرائش جو اسمین جلوہ گر ؎ ۔ خانۂ دل آج ہے یوسف کی زندان کیطرح ؎

اک پریرو کی ہواے وصل جب سے مین بھری ۔ بوریا میرا ہوا تختِ سلیمان کیطرح ؎

سچ تو یہ ہے حُسن مین دیکھا نہین اسکا شبیہ ۔ ماہِ کامل کب ہوا رخسارِ تابان کیطرح ؎

گو کہ باغِ عشق مین شمشاد ہے اب پا بگل ۔ پر کبھی آزاد تھا وہ سروِ بستان کیطرح

ردیف خاے معجمہ

ظاہر کرے جو وسعت قدرت خداے چرخ ۔ ذرے کے ایک گوشے کے اندر سماے چرخ

لازم ہے برق وار کبھی تو ہنساے چرخ ۔ ابر سیہ کیطرح جو برسون رولاے چرخ

چاہون تو ایک نالۂ گردون فگن سے مین ۔ دم مین فلاسفہ کو دکھا دون فناے چرخ

جو سر ہوا بلند ملا خاک مین ضرور ۔ کیا کوئی دانہ چھوڑتی ہے آسیاے چرخ

اس عزت و وقار پر اتراتے ہو عبث ۔ اے منعمود روزہ ہے تم سی وفاے چرخ

روشن دلون کی گردش اسے باقی ہے مدام ۔ کیون راتدن نہ شمس و قمر کو پھراے چرخ

ہم تم ملے جلے رہین جبتک ہین ماہ و مہر ۔ ان دونون مین فروغ رہے تا بقاے چرخ

کیا جانیے کہ کتنون کو پیسا ہے راتدن ۔ گردش ہی مین ازل سے ہے یہ آسیاے چرخ

اوتنا ہی عیش مجکو ہے وصل یار مین ۔ نازل ہو جتنی میرے عدو پر بلاے چرخ

باہر نجائیگی مرے سر سے ہواے دوست ۔ قطرے کیطرح خاک مین بہی گو ملاے چرخ

کہلتا نہین یہ کیون مجھے گردش ہے راتدن ۔ کیا میرے سر مین بہی ہے بہری کچھ ہواے چرخ

عقل فلاسفہ نہین اتنی رسا کبھی ۔ ہم شاعرون سے آکے سنو ماجراے چرخ

روشن دلون پر اسکو جو قدرت ذرا ملے ۔ خورشید نیمروز کی صورت جلاے چرخ

منظور ہے اسے جو تماشاے باغ دہر ۔ شمس و قمر کی آنکھون مین عینک لگاے چرخ

ظالم نے اپنے پاؤن کو تشبیہ کس لیے ۔ گردش مین آہ جنکے نہین کیا سواے چرخ

جب تک چراغ راہ ہو نور بے زوال ۔ کیونکر نظر کثیفون کو آئے جلاے چرخ

وہ رشک مہر رات کو نکلا ہے بہر سیر ۔ کہدو کہ مشعل مہ انور جلاے چرخ

شمشاد پہر نہ اوسکی شکایت کرون کبھی

اوس رشک مہر و مہ سے جو مجکو ملا سے چرخ

ردیف دال مہملہ

شیخ کو عقبیٰ کی خواہش رند کو دنیا پسند
رنگ یوسف کا زلیخا کو نہتا ایسا پسند
کوچۂ کاکل مین ہے اپنا دل سودا پسند
تھا خمار بادۂ عشق نگاہ چشم مست
حضرت زاہد تمہین تو چار قل سی ربط ہے
جسکی خواہش ہے تمہین وہ تو تمہاری دل مین ہے
اے برہمن آب و آتش مین بتا کیا ربط ہے
کعبہ و مسجد کو اپنا دور ہی سے ہے سلام
آپ جو کہیے بجا جو کیجیے سب کچہہ درست
چہیڑ دیتے ہین تمہارا ذکر اکثر بیچ مین
دوستون سے کیجے ادائی کا کرون کیونکر گلا
کیون نہو اب وس گلی مین عشقباز ونکا ہجوم
کندہ ہے دلکے نگینے پر جو نقش نام دوست
دلکو کیا بہائے مرقع مانی و بہزاد کا
سچ تو ہے بیجا ہے ہمکو آپ سی امید رحم
دلکے ہاتہون طبع نازک کس بلا مین پڑ گئی
اپنے دامان گریبان مین نہین جب ایک تار

مرد کامل ہے وہی جسکو ہون دونون ناپسند
جسطرح مجکو ہے اپنے یار کا نقشا پسند
اندنون کیونکر نہو طول شب یلدا پسند
کیون نہو تا دلسے مجکو ساغر صہبا پسند
کیون نہین خلوت مین کرتے قلقل مینا پسند
طور پر کیا چیز کی اے حضرت موسیٰ پسند
بعد مردن کیون کیا سوز لب دریا پسند
ہم کلیسا مین کر آئے اک بت ترسا پسند
سچ ہے مین بیچارہ کیا ہون اور میری کیا پسند
صرف اس تقریب سے ہے طعنۂ اعدا پسند
مین تو دشمن کا کبہی کرتا نہین شکوا پسند
کہل گیا سب پر طبیعت اونکی ہے شیدا پسند
اب نہین ہوتا کسیکا دوسرا طغرا پسند
ہم ہین شاعر ہمکو ہوتے ہین بت گویا پسند
جب طبیعت آپکی واقع ہوئی ایذا پسند
رنج امروزہ کرے یا وعدۂ فردا پسند
کیون نہ وحشت مین کرین ہم حلقۂ صحرا پسند

تہی جو صحبت باعثِ گمنامیٔ نام نکو ؎ گوشہ گیری ہمنے بہی کی صورتِ عنقا پسند

کیا عجب اوس حور سے شمشاد کی الفت نہی
اسکو ربطِ معنوی گل سے اوسے طوبیٰ پسند

شمع پروانے کو بلبل کو ہے گلزار پسند عشق جسکو ہے اوسے کچہہ نہین جز یار پسند
دلکے کہنے کو نہ کوئی کرے زنہار پسند بات دیوانونکی کرتے نہین ہشیار پسند
جسکو کچہہ بہی نہو جز ابروے خمدار پسند کیون نہ اوس شخص کی گردن کری تلوار پسند
کیون نہو کاوشِ نوکِ مژۂ یار پسند ؎ دل مرا آبلہ کو ہے خلشِ خار پسند ؎
ہم ہین پامال تری چال کے اے حشر خرام جانور ہین جنہین ہو کبک کی رفتار پسند
روے رنگین کی مجہے یاد دلاتے ہین مدام یون تو مجکو نہین یہ دیدۂ خونبار پسند
سیر جنت کی نہ تکلیف دے ہمکو زاہد ہم ہین عاشق ہمین ہے کوچۂ دلدار پسند
چشم مخمور جو اوس شوخ کی ہے پیش نظر سب گلون مین ہا مجہے نرگسِ بیمار پسند
دلِ صد چاک برہمن کی رہائی ہی محال زلفِ پر پیچ ہے اوس بت کی گرفتار پسند
اوسکی بازارِ محبت مین او ٹہے کیا قیمت دلِ سودا زدہ ہے جنس خریدار پسند
کار قصاب جو کرتے ہین برہمن بنکر ؎ دوستی ایسون کی ہمکو نہین زنہار پسند
صورتِ نرگسِ بیمار تری فرقت مین ؎ نیند کرتے نہین یہ دیدۂ بیدار پسند
غیر کی جان سے دنیا مین جیا ہے کوئی ہم کسی کا کرین کسواسطے دلدار پسند
کیون نہ تکلیف و تکلف سے کٹے ساری عمر مجکو خلوت نہین ہے صحبتِ اغیار پسند
چشم مخمور سے الفت ہے جنہین اے زاہد جاے مسجد ہے اونہین خانۂ خمار پسند

ربط شمشاد سے بڑہجای تو کچہہ دور نہین

اوس گل تر کی طبیعت ہی طرحدار پسند

ردیف دال ہندی

کرتے ہین نادان اپنی زہد و طاعت پر گھمنڈ
مجھے دور اندیش کو ہے تیری رحمت پر گھمنڈ

مہ جبین کرتے ہین اپنی شکل و صورت پر گھمنڈ
کیون نہو شمشاد کو بہی قد و قامت پر گھمنڈ

غیر کو اے سیمتن ہی تیری چاہت پر گھمنڈ
جیسے ہو نو دولتون کو جاہ و ثروت پر گھمنڈ

اے ہماری ناتوانی تو بہی زور اپنا دکہا
آجکل ہے اونکو پہر اپنی نزاکت پر گھمنڈ

نالہا ے دلسے اکدن منہ کی کہائینگے ضرور
آسمانون کو اگر ہے اپنی رفعت پر گھمنڈ

تیرے اوٹھہ جانے سے وتنی ہی ندامت ہے کہی
میرے دلمین جسقدر رہتا جذب الفت پر گھمنڈ

سوز دلکے سامنے کافور ہو جائیگی یہہ
مہر رخشان کو عبث ہی اس حرارت پر گھمنڈ

قیصر و فغفور کی تربت سے آتی ہے صدا
نا سمجہہ ہے جو کرے دنیا کی عزت پر گھمنڈ

کسقدر رستا ہے میرا گوشۂ دل دیکہکر
عرش اعظم کو بہت تہا اپنی وسعت پر گھمنڈ

کہہ رہی ہے آکے حسرت تربت جمشید پر
اب ہی کچہہ تجکو ہے دور جام عشرت پر گھمنڈ

او دل نادان غرض کے دوست ہین یہ سب کے سب
اس زمانے مین نکر یارون کی کثرت پر گھمنڈ

ہے ازل ہی سی تقابل جبکہ حسن و عشق مین
اے نزاکت کیون نہو مجکو نحافت پر گھمنڈ

یاد کرکے اپنی حالت خوب ہی روتا ہون مین
جب کوئی نادان کرتا ہے محبت پر گھمنڈ

شاعرون کو ناز کیون نازک خیالی پر نہو
کچہہ دلون ہمکو ہی تہا زور طبیعت پر گھمنڈ

پانی پانی ہو گیا شیرین لبون کے سامنے
تہا بہت قند مکرر کو حلاوت پر گھمنڈ

ان بتون نے کردیا آوارہ و زنار بند
زاہدون کو تہا بہت تسبیح و عزلت پر گھمنڈ

واعظ بیجا ہے تمکو زہد و طاعت کا گمان
بہول کر بہی اب نہو لمائے جنت پر گھمنڈ

لفظ ہین سب چیدہ چیدہ بندشین بہی صاف صاف
کچھ ہمین بیجا نہین اپنی فصاحت پر گھمنڈ

ہو گیا شمشاد کا مد نظر وہ رشک گل
اب بجا ہے اوسکو اپنے سرو قامت پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

جلد رکھتے ہو مثال کاغذ
ہمکو بھاتا ہے جمال کاغذ

ہمکو جام مے مضمون دیکر
مست رکھتا ہے کلال کاغذ

ہم بہی سر رکھتے ترے زانو پر
ہم مین ہوتے جو خصال کاغذ

تیری تصویر جو کھینچون اوسپر
ہو تا حشر زوال کاغذ نہ

دیکھتا ہون تری تصویر اوسمین
قابل رشک ہے حال کاغذ

خط کے پردے مین ترے ہاتھ چہوے
دیکھ تو حسن مآل کاغذ

صاف سطرین ہین ترے نامے کی
موجۂ آب زلال کاغذ نہ

رخ سے تشبیہ جو دی مصحف کو
بڑھ گیا حسن و جمال کاغذ

کاغذ سوختۂ الفت ہون
اب کشش مین ہو کمال کاغذ

روشنائی رخ روشن سے ہون
ہے سفید آنکھون مین حال کاغذ

عرش پر جائیگی تیری تحمل نہ
ڈور ہوگی پر و بال کاغذ نہ

لیچلا نامہ غم پیغمبر
ساتھ جاتا ہے بلال کاغذ

دشت وحشت کی بناؤن تصویر
ہاتھ اگر آئین جبال کاغذ

خوش خطون کا ہو مجھے وصل نصیب
حرف کو جیسے وصال کاغذ

سبزۂ خط ہے بلا سے رخسار
جیسے کیڑے ہین وبال کاغذ

راستی سے ہے بلندی تجکو ہے قلم سے یہ مثالِ کاغذ
عمل زشت چھپین محشر مین جو ہنو مجھسے سوال کاغذ

پہلے تھے سرو روان اے شمشاد
ضعف سے اب ہین نہال کاغذ

ردیف راے مہملہ

اثر اتنا تو اے آہِ رسا کر
کرے وہ منتین میری خود آکر

مری الفت کے حق کچھ تو ادا کر
وفا و مہر یا جور و جفا کر

پھرے دربدر تلاشِ یار مین حیف
نہ اپنے دل مین دیکھا سر جھکا کر

کھلادے غنچۂ پژمردہ دل
ادا اے رد کشِ بادِ صبا کر

تسلی بخشِ دردِ بیکسی تھا
خیال اوس کا چلا گیون منہ چھپا کر

سکھایا کس نے اے غارتگرِ دل
شکستِ عہدِ اربابِ وفا کر

شکایت مین کچھ ایسے ہوگئے محو
گئین مطلب کی باتین دل مین آ کر

عبث کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے ہم
ادا اے دلبری تمکو سکھا کر

صبا نے مفت سودائی بنایا
شمیم گیسوے جانان سونگھا کر

سوا تیرے اگر حور آکے بیٹھے
کسی صورت نہ دیکھون سر اوٹھا کر

مصیبت سی مصیبت جھیلتے ہین
بہت پچتاے تمسے دل لگا کر

تلاشِ شاہدِ معنی اگر ہے
طبیعت پہلے صورت آشنا کر

مجھے رہ طریقِ رہبری مین
ہدایت صورتِ بانگِ درا کر

دلِ صد چاک میرا شکل شانہ
نہ آشفتہ سرا اے زلفِ دوتا کر

رولایا تونے کیون شمشاد کو آج
بہ رنگ غنچہ اے گل مسکرا کر

طلائی رنگ دسکا لیگیا سبقت ہو کندن پر
چمک انتو کی چمک کرتی ہے ہیرے کی معدن پر

بتان ہند یہ نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر
گمان عاشق نالان ہے ناقوس برہمن پر

بناوٹ جسمین ہو اوسپر طبیعت ہی گیا آئے
کہ پیاسون کو کبھی جاتی نہ دیکھا آب آہن پر

گلون کا توڑنا گلشن مین کیا آسان ہی گلچین
رہے گا خون بلبل تا قیامت تیری گردن پر

رفوے سینہ مین اسنے جگر کیون کردیا چھلنی
نگر اے چارہ گر پردہ پڑا تھا چشم سوزن پر

لباس فاخرہ سے کم نہین زینت ہوئی یا نی
کھلا کسدر یہ نقش بوریا اس جامہ تن پر

نہین کھلتی ہین کلیان شاخ گلبن پر گلستا نمین
پھڑک اوٹھتے ہین دل غنچون کے بلبل تیری شیون پر

دل صدچاک مین ہنا تمہارا یاد آتا ہے
نظر پڑتی ہے جب اپنی کسی کھڑکی کی چلمن پر

گرون اندھے کوئین مین سقدر فرط شیفتہ ہے
اگر ہو لے سے رکھدون پاون مین چیونٹی کے رن پر

کھلا جب غنچہ پژمردہ دل دسکی آمد سے
نسیم صبح کی بہتی بجا ہے تیرے توسن پر

یہ تیری دونون انکھین ہین کہ اپنی دست قدرت سے
کیے ہین صاد خالق نے رخ روشن کے جوبن پر

گہنا جب چاند پر چھاتی ہے مجکو یاد آتا ہے
بکھر جانا تری زلف سیہ کا روی روشن پر

اگر پروانہ اسا جان نثاری کار عاشق تہا
برنگ شمع تم روتے ہو کیا اب میرے مدفن پر

نہین بھاتی ہے آرائش مجھے ان مہ جبینون کی
کہ مرتا ہون کسی محبوب کے بیساختہ پن پر

ہماری خاکمین بھی ہے اثر زور نحافت کا
کبھی اوڑکر نہین پہونچی کسی رہرو کے دامن پر

دنور شوق سے منہ جو دل لگی مین لیلیا بوسہ
خفا بیٹھے ہو آخر آ گئے اپنے لڑکپن پر

مسی مالیدہ لب کے رنگ گل کے ہنے دیکھین ہین
ہٹ گئی آنکھ کیا گلشن مین اپنی برگ سوسن پر

کسی کی کوئی تدبیر اوسکے آگے چل نہین سکتی
اثر آخر دکھایا سوز آہِ گرم بلبل نے
نہین بولو مری جانبازیون کا یہہ نتیجہ کیا
کرے تیر نگاہِ ناز سے کس کسکو وہ گھایل

طبیعت اپنی آئی اندنون جس شوخ پرفن پر
خزان کے پردہ مین بجلی گری پہولونکی خرمن پر
نظر رکہتے ہو جب یکسان تم اپنے و دوست دشمن پر
نظر ہر طایرِ دلکی ہے میرے ناوک افگن پر

تلا بیٹھا ہے اے شمشاد تیری قتل پر قاتل
سُنا اسطرح دردِ دل نہ آئے سیل جیتون پر

سبہون کو شک ہی جب خسار کا گلہای خندان کا
کنارہ ہمچنین یا ہمچنس پرواز اسکو کہتے ہین
نگہ آسا نکلنے کی تمنا اوس سے کیا کرتے
تڑکتین ہی سے آزادی یہان رہنی نہین باقی
مرا نامہ پڑہیگا کسطرح وہ شرم کا پتلا
یہی دعوی رہا اونکو جو اوس شاداب چہری سے
ضرورت بہرِ زینت کچھ نہین اب شامیلنے کی
عبث لیتا ہے طاعت مجھسے تو جنت پرستونکی
پے تسکین نہین تو نامۂ آرام جان لایا
مرے صحرای وحشت مین جسے جالا سمجتے ہو
لحد پر اونکی نرگس سر جھکای محوِ حسرت ہے
پہنچی ہے گرد مصحف جدول نہ نگار گون گویا
گرا جو یوسف دل دمین پھر باہر نہین آتا

گمانِ لف کیا بیجا ہے مجکو سنبلستان پر
دلِ آشفتہ عاشق ہو گیا زلفِ پریشان پر
گمانِ دیدۂ یعقوب تہا یوسف کو زندان پر
لکہا میرے معلّم نے یہ دیوارِ دبستان پر
گمانِ دیدۂ عاشق ہو جسکو مہرِ عنوان پر
پڑیگی اوس کدن روی گلہای گلستان پر
ہوا سے دید قاتل چہائی ہے خاک شیدان پر
ترا شیدا ہون کچھ عاشق نہین مین حور و غلمان پر
یہ قاصد تونے پہاہار کہدیا ہے داغ ہجران پر
وہ تارِ دامنِ صد چاک ہین خارِ مغیلان پر
کیا کرتے تہے جو شک نی چشم غزالان پر
نہین سبزی خط نوخیز کی رخسار جانان پر
بجا ہے چاہ کنعان کو حسد چاہ زنخدان پر

گل شاداب پر شبنم نہ ایسی خوشنما ہوگی
پسینا جسطرح ہے یار تیرے روی خندان پر

مرے اوس نور کے پتلے سی ہی کیا بڑہکر روشن ہے
نظر جمتی نہین کیون چہرہ مہر درخشان پر

دل عشاق لاکہون ڈس گئی صحرا الفت مین
کمان مار پہر کیونکر نہو اوس زلف پیچان پر

سزا ئے دار وہ کج فہم ہے شمشاد کیصورت
ندی ترجیح جسنے اوسکے قد کو سرو بستان پر

اسطرح بیچین ہے دل روی جانان دیکہکر
کبک جیسے مضطرب ہو ماہ تابان دیکہکر

کیون نہ تارے جہلملائین تیری افشان دیکہکر
چاند پر چہائی ہی حیا مین روے تابان دیکہکر

ڈالے گل پر نظر کب روے خندان دیکہکر
سنبل تر دیکہتے کیا زلف جانان دیکہکر

چل کے زمزم دیکہئے چاہ زنخدان دیکہکر
سیر کعبہ کیجئی ابروے جانان دیکہکر

خال پر پونہچی نظر ابروے جانان دیکہکر
دیکہتے ہین ڈہال ہم شمشیر عریان دیکہکر

آخر اوسکے حال پر بہی روئی شبنم رات بہر
کیون ہنسے گلشن مین گل بلبل کو نالان دیکہکر

خانۂ دلمین خدنگ نازنے رکہا قدم
روح بہاگی جیسے ممسک شکل مہمان دیکہکر

دیکہین اب خورشید پر کیونکر نہین جمتی نگاہ
دیکہتے ہین اوسکو ہم وہ روے تابان دیکہکر

بیت اوستاد ازل مین عین موزون ہی بہی
ہوگیا ثابت ہمین ابروے جانان دیکہکر

صورت گل آج وہ خود ہی گریبان چاک ہین
لالہ سان ہنستے تہے کل جو ہمکو گریان دیکہکر

منہ برستا ہے تو اکثر کوندتی ہے برق بہی
کب ہنسی بیجا ہے تیری مجکو گریان دیکہکر

کیون نہ دیتے وہ گرفتاران غم کی دلسے داد
سلطنت پائی تہی جب یوسف نے زندان دیکہکر

سیر جنت کی ہمین تکلیف ہی رضوان عبث
کیا پسند آئینگی حورین حسن انسان دیکہکر

پیچھے کرتی ہے کیا انجام پر رکہے نظر
ہو گریبان چاک بلبل گل کو خندان دیکہکر

قتل تو کرتا ہے او قاتل مگر ڈرتا ہون مین
دل نہ بھر آئے کہین خون شہیدان دیکھکر

ہاے کس سے پوچھین ہم یارانِ رفتہ کا پتا
کوئی پھرتا ہی نہین شہرِ خموشان دیکھکر

کر دیا بیچین پھر یادِ لبِ رنگین نے آج
خون روتے ہین جو ہم لعلِ بدخشان دیکھکر

دل مرا مخزن ہے اسرارِ کتابِ عشق کا
مجھسے کیا بحثے گی اے بلبلِ گلستان دیکھکر

مجکو دھوکا ہے بتون کا مردمانِ چشم پر
زیرِ سقفِ کعبۂ ابروے جانان دیکھکر

ہاتھ کٹوا اگر ناصح رہے کل ایک تار
آج تو کرتے رفو چاکِ گریبان دیکھکر

دشت مین بھی سوزنِ مژگان کی خلش جاتی نہین
خون ہو جاتا ہے دل خارِ مغیلان دیکھکر

کس سے برہم ہے جو ہر دم کہا رہی ہے پیچ و تاب
منتشر ہے دل مرا زلفِ پریشان دیکھکر

یون خیالِ زلف کر دیتا ہے مجکو بدحواس
جیسے سودائی اوٹھے خوابِ پریشان دیکھکر

صورتِ گل ہو گریبان چاک شمشاد حزین
قامتِ موزون رشکِ سروِ بستان دیکھکر

لیلی خجل ہے گیسوِ جانان کو دیکھکر
مجنون ہمارے حالِ پریشان کو دیکھکر

للچا رہا ہون کوچۂ جانان کو دیکھکر
جسطرح نیند چشمِ نگہبان کو دیکھکر

دلسے خیالِ دوست کی جانب ہوے رجوع
یوسف کی دُہن بندہی چہ کنعان کو دیکھکر

وہ جوش چاہتا ہون مین اپنے جنون مین
اولجھن ہو ایک تارِ گریبان کو دیکھکر

اوس سے کسیکو قرب ہے اتنا رہی خیال
قاتل لگائے ہاتھ رگِ جان کو دیکھکر

خجلت سے پانی پانی ہوی آبروے بحر
اس چشمِ تر کی شورشِ طوفان کو دیکھکر

مائل ہوا ہے دل طرفِ واجب الوجود
بے اعتبار عالمِ امکان کو دیکھکر

کیون آئین اب وہ مجھ تہیدست کیطرف
مائل تھے پہلے نقدِ دل و جان کو دیکھکر

کیونکر کرون وصال مین اظہارِ آرزو — چہایا ہے رعب اوس شہ خوبان کو دیکھکر
مقتل مین بہول جائینگی قاتل کی شوخیان — شوخیِ رنگ خون شہیدان کو دیکھکر
اوس رشک آفتاب کے آنسو نکل پڑے — اوٹہا دہوان مرے دلِ سوزان کو دیکھکر
رکہتا ہون ملک صبر و قناعت کی آرزو — انجام کار قیصر و خاقان کو دیکھکر

تمنا و رشکِ سرو چراغان بنا ہے دل
تاریکی مزار غریبان کو دیکھکر

جاتا ہون مین تو کوچہ جانان کو دیکھکر — فرہاد و قیس کوہ و بیابان کو دیکھکر
یون روح خوش ہی گلشن رضوان کو دیکھکر — محتاج جیسے مجلسِ سلطان کو دیکھکر
قیدِ بدن سے روح جو چہوٹی تو آئے کیا — نکلا ہے چور تنگیِ زندان کو دیکھکر
کافر نہ کسطرح جلین مرنے کے بعد بہی — مر مر گئے ہین رونق ایمان کو دیکھکر
کرتے ہین قدر اوس لب و دندان کی ہاتیز — دُرِّ عدن کو لعل بدخشان کو دیکھکر
دکہلا دہ دشت ای مرے جوش جنون مجہے — دل ہارے شیر جیسکے نیستان کو دیکھکر
ہے جوشِ مین موافقتِ بخت سے عدو — ہین دم بخود ہون گردش دوران کو دیکھکر
بزم طرب مین لوٹتے ہین اہل زہد بہی — ہنگام رقص گردشِ دامان کو دیکھکر
باہر ہین اپنے جامے سے کیا ملائکہ — محشر مین بے حجابی جانان کو دیکھکر
تقدیر دیکہو مالک و رضوان بنے ہین آج — ساجد تہے کل جو شوکت انسان کو دیکھکر
یاد ابتداے عشق کی آئین مصیبتین — بے جا دگی طفل دبستان کو دیکھکر
مجہپر ترا کرم جو ہوا جل گئے رقیب — جیسے بخیل کثرتِ احسان کو دیکھکر

تمنا و اپنے جامے سے باہر ہے آجکل

اک جامہ زیب سرو خرامان کو دیکھکر

ردیف راے ہندی

کیا خوش نما ہے دلسے تری غم کی چھیڑ چھاڑ
کیا لطف دے رہی ہے یہ باہم کی چھیڑ چھاڑ

کرتے ہو مجھسے ذکرِ وفاے رقیب کیون
جانے دو میری جان یہ ہردم کی چھیڑ چھاڑ

ہر زخم دل سے شوخیٔ مژگان کو ہے خلش
بھائی جگر سے ابروِ پرخشم کی چھیڑ چھاڑ

دل کا کبھی الم تو جگر کا کبھی ہے غم
ہمسے مدام رہتی ہے ماتم کی چھیڑ چھاڑ

کیونکر نہ سمجھون سارے زمانیکو اب رقیب
جب دیکھتا ہون تمسے مین عالم کی چھیڑ چھاڑ

رہنے ندیگی ایک بیابان مین چین سے
ہم وحشیون کو کاکل برہم کی چھیڑ چھاڑ

اے چارہ گر شکایتِ چاکِ جگر نلے
ہر زخم مین نچاہیئے مرہم کی چھیڑ چھاڑ

منصور کیون نہ بھاگتے شبلی کے پھول سے
ہوتی ہے دل شکن کبھی محرم کی چھیڑ چھاڑ

اک طور کا لحاظ ہی آپسمین چاہیئے
اک روز رنج لاتی ہے ہردم کی چھیڑ چھاڑ

دلکو جگر سے لاگ جگر کو ہے فکرِ دل
دونون کو مار رکھے گی باہم کی چھیڑ چھاڑ

آتی ہے یاد اونکی ہنسی اپنے رونے پر
باغون مین دیکھکر گل و شبنم کی چھیڑ چھاڑ

اوسکی گلی مین کیون نہ ستاے مجھے رقیب
شیطان سے نجائیگی آدم کی چھیڑ چھاڑ

چشمک بتون سے کیجیے محرابِ کعبہ پر
چاہِ ذقن سے چاہیے زمزم کی چھیڑ چھاڑ

جو پہلے ہی سے ہین تبِ غم مین جلے ہوئے
اونسے نہ چل سکے گی جہنم کی چھیڑ چھاڑ

شمشاد دلگیر خون سے ہو پوشیدہ دل لگی
جیسے گلون کے ساتھ ہے شبنم کی چھیڑ چھاڑ

ردیف زاے معجمہ

قطرہ مین کبک چلئے دو قدم رفتار ناز — بلبلون کی آرزو ہے کیجیٔ گفتار ناز
کیا چھپین جادو بھری آنکھو نمین جو انداز ہین — ہر زبان موے مژگان کرتی ہے اقرار ناز
ہر کسی سے خوش نما ہوتی ہے کب اسکی بنا — طرح قصر دلبری کو چاہیے معمار ناز
تیرے عاشق پر ہنو فرہاد کو کسطرح رشک — غمزے ہین شیرین مین پھیکو تو ہی خوش اطوار ناز
ہاے او سپر آسمان غم گرایا ہجر نے — وصل مین اوٹھتا نہتا جس نا توان سی بار ناز
ایک عالم ہے ہماری طرح مشتاق نظر — جیسے وہ جادو بھری آنکھین ہوی مین بلا ناز
ہر ادامین چاہئین سوسو طرحکی شوخیان — بھونڈے غمزون سے ادا ہوتی ہین کب اسرار ناز
رسم الفت طرز معشوقی مین کچھ باقی نہین — ہم شریک درد غم ہین آپ ہین غمخوار ناز
رشک مجنون آپکا عاشق نکیون پائے خطاب — مفلس انداز لیلیٰ آپ ہین زردار ناز
نام رکھتے ہین ادا ے دلبری پر آج آپ — کچھ دنون مین پھاندے گا آپ ہی دیوار ناز
لال ڈورے چشم مست یار مین کہتی ہین صاف — اونکی معشوقی ہے میخانہ تو وہ میخوار ناز
تیری غفلت سی ہماری جان پر آ بنی — بیخبر کب تک رہیگا ہمسے او ہشیار ناز
تمکو انداز و ادا اب کیا سکھائے گا کوئی — ایک اشارے مین تو کر دیتے ہو تم تکرار ناز
مجکو نسبت تمسے تمکو مجسے کوئی واسطہ — مین تو ہون دلدادہ انداز تم دلدار ناز
آپکو کیونکر جتا دون اپنے دلکا اضطراب — مین ہون مخمور تمنا آپ ہین سرشار ناز
عاشقون مین ہین مرے انداز ہی سب سے جدا — جیسے ہون مین پاے بوس حضرت سرکار ناز
کیون ہنو پامال عاشق کا دل انداز دوست — آپکی ہر ہر ادا کرنے لگی اظہار ناز
کیون نہ ہم ایمان لائین غمزہ و انداز پر — کافر الفت ہے وہ جسکو ہو کچھ انکار ناز

کھل پڑا شمشاد سے وہ نوبرِ گلزار ناز

ردیف سین مہملہ

لیچلی گالون کی الفت گل گلزار کے پاس
عشق مژگان کے اشارے ہین کہ چل خار کے پاس

محتسب سنگدلی سے تو اسے چور نکر
دل ہے پہلو مین یہ شیشہ نہین میخوار کی پاس

صحبتِ وعظ مین واعظ نہ بلا رندون کو
مست آرام سی رہتے نہین ہشیار کی پاس

ناز و انداز و کرشمہ ہو کہ دزدیدہ نگاہ
دلِ گم گشتہ مرا ہے انہین دو چار کی پاس

سن پتا اوس ستم ایجاد کے گھر کا قاصد
دل تڑپتے ہوے ہونگے در و دیوار کی پاس

راہِ مسجد سی جو بہکے تو کلیسا پونہچے
کاش جا نکلین یہ بہتین خانۂ خمار کے پاس

مژدہ اے دردِ محبت خبر اے بیخبری
چارہ گر کوئی نہین ہے دلِ بیمار کے پاس

چشمِ نرگس کی قسم ہجر مین تیرے اے گل
نیند آئی نہ کبھی عاشقِ بیمار کے پاس

جس سے کہئے وہ سناتا ہے کہانی اپنی
درد کیا لیکے مین جاون کسی غمخوار کی پاس

جنسِ دل لینے کو بازار مین وہ کیون آئین
یہ وہ سودا ہے کہ جاتا ہے خریدار کی پاس

کھل گئے دیدۂ عشاق جو اس پردے مین
وہ گلِ تر نگیا نرگسِ بیمار کے پاس

کس طرح خالِ سیہ ہو رخِ روشن سی قریب
کوئی کافر نہین رہتا کسی دیندار کے پاس

بے بلائے ہوے غیرون مین چلے جاتی ہو روز
بھول کر آو کبھی اپنے وفادار کے پاس

شام کو صبح سے ملتے ہوے دیکھا نہ سنا
آپکی زلفِ سیہ کیون گئی رخسار کی پاس

قتلِ عاشق کے لیے یون ہین وہ دونون ابرو
جیسے رکھدے کوئی تلوار کو تلوار کے پاس

ہین جو بیٹھون کہین شمشا و بقولِ جرأت
بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

ردیف شین معجمہ

خراب رکھتی ہے اوسکی نگاہ کی گردش ۔ ہمین تو زہر ہے چشم سیاہ کی گردش
نہ دیکھی منزلِ آسائش اس دوراہی مین ۔ بہت کنشت سے تا خانقاہ کی گردش
ہوا ہون ضعف سے اسد رجہ ناتوان و نحیف ۔ کہ دیتی ہے مجھے چکر نگاہ کی گردش
وہ خوب سمجھین گے اونکی قدر اعلی سے ۔ جنہون نے نزد مین دیکھی جو شاہ کی گردش
جو دیکھ لین اوسے زاہد تو وہ بھی چکرائین ۔ غضب ہے رقص مین کافر نگاہ کی گردش
نظر مین انکے سمایا ہے وہ سراپا نور ۔ کہ بے سبب نہین یہ مہر و ماہ کی گردش
تہِ زمین ابھی آتا ہے عالمِ بالا ۔ اگر یہی ہے تمہاری نگاہ کی گردش
جو بہرِ سیر چلو عاشقون کو لو ہمراہ ۔ کہ بے محل ہے شہ بے سپاہ کی گردش
تمہارے ڈھونڈہنے والے کبھی نہین پھرتے ۔ عجیب بھول بھلیان ہے راہ کی گردش
غرض تو ایک ہی ہے ہر فریق کی دراصل ۔ مگر یہ پھیر مین ڈالے ہے راہ کی گردش
غنا ہو یا کہ عنا ایک رنگ اچھا ہے ۔ پسند مجکو نہین گاہ گاہ کی گردش
وہ ساری کجرویان بھولے خوب چکرائے ۔ فلک جو دیکھے مرے دودِ آہ کی گردش
دل و دماغ مین کھاتی ہے ٹھوکرین کیا کیا ۔ ہلاک سالک کو کردے گی راہ کی گردش
ہمین تو جوشِ جنون مین مفید پڑتی ہے ۔ سکون دل کو تری جلوہ گاہ کی گردش
نہ خضر کا بھی ہو پیروِ رہِ طلب مین کبھی ۔ کہ اوسکو بھاتی ہے گم کردہ راہ کی گردش
وہ ہنس لین بیٹھ کے پہلوے غیر مین کوئی دم ۔ رولائیگی اونہین مجھسے تباہ کی گردش
ہمین تو کچھ بھی نہین خوف دورِ گردون سے ۔ سمجھتے ہین اسے دولاب چاہ کی گردش
ہمارے جلسے مین بس دیکھنے کے قابل ہے ۔ نگاہِ شیخ مشیخت پناہ کی گردش

وہ بھولے بہٹکے بھی مجھ تک کبھی نہین آتے
بھی کو کھینچ کے لیجاے راہ کی گردش

چمن مین جھوم کے نرگس رولائیگی شمشاد
کہ یاد آئیگی چشم سیاہ کی گردش ؎

ردیف صاد مہملہ

گل کہاے ستم پہ تو چمن سے ہوئی خلاص
دل جل اوٹھا تو شمع لگن سی ہوئی خلاص

ایسا ہوا کہ آتش غم نے جلا دیا ؎
یہ کیا بُرا ہے گور و کفن سے ہوئی خلاص

کسطرح لوگ کرتے مین اک لحظہ غم غلط
مجکو کبھی نہ رنج و محن سے ہوئی خلاص

دنیا مین طعناے سخن چین کے خوف سے
کس کو تکلفات سخن سے ہوئی خلاص

وہ رشک مہر دور سے آنے لگا نظر
شمع دل حزین کو جلن سے ہوئی خلاص

آنکھون مین ہمسے اونسے ہوا کرتے مین کلام
آپس کی گفتگو کو دہن سے ہوئی خلاص

قید وطن سے نکلے ہین ہم آبرو کے ساتھ
جیسے کہ موتیون کو عدن سے ہوئی خلاص

رائج ہوئی ہین اشرفیان داغ عشق کی
دینار زر کو اب تو چلن سے ہوئی خلاص

عشاق سارے چھپ گئے دو چار وار مین
ابرو کی تیغ تیز کو رن سے ہوئی خلاص

ظاہر مین گو چمن سے بہت دور جا چکی
بوے لطیف کو نہ سمن سے ہوئی خلاص

جوش جنون مین بہا گئی غربت کی دوڑ دہوپ
صد شکر مجکو حب وطن سے ہوئی خلاص

تھی موت یا کہ حکم قضا و قدر سے آج
روح روان کو قید بدن سے ہوئی خلاص

دیوان ہوگیا جو مرتب ردیف وار ؎
شمشاد فکر باغ سخن سے ہوئی خلاص

ردیف ضاد معجمہ

جب سادگی مین حسن ہو زیور سی کیا غرض
تیغ نظر کو زینتِ جوہر سے کیا غرض

رخسار یار کے وہ مشابہ نہین اگر
گردون کو مہر و ماہ منور سے کیا غرض

آنکھون مین دل مین اوسکی تجلی کہان نہین
خلوت مین ہمکو شمع منور سے کیا غرض

جب میرے کام ہی نہین آتے یہ دہر مین
طالع سے کیا مراد مقدر سے کیا غرض

چوسے ہین مین نے اوس بتِ شیرین دہن کے ہونٹ
اب مجکو ذوق قند مکرر سے کیا غرض

جسکا بدن ہی غیرتِ گل رنگ و بو مین ہو
اوسکو لباس سرخ و معطر سے کیا غرض

تیرے نیازمند گداے بادشاہِ حسن
دارا سے کام کیا ہے سکندر سی کیا غرض

جن آنکھون مین بسے ہون وہ رخسار دلفریب
اون آنکھون کو بتاؤ گلِ تر سے کیا غرض

اپنی ادائین بہائی ہون جس خوش مذاق کو
اوسکو وصال و فرقتِ دلبر سے کیا غرض

دیکھے ہون جسنے آپ کے رخسارہ صبیح
اوسکو نظارہ گلِ احمر سے کیا غرض

جب دلمین تو نہین تو ہمین دلسے کام کیا
سودا اترا جو سر مین نہین سر سے کیا غرض

جب دل ہی توڑنا ہے تو گہاتین ہین بیشمار
اس شیشے کی شکست کو پتھر سے کیا غرض

مشتاق روے یار کو جنت سے کام کیا
دیدار مست کو مے کوثر سے کیا غرض

جو عاشقون کے دلسے گزر تا ہو مثل تیر
اوس طائرِ نگاہ کو شہپر سے کیا غرض

جس بیوفا کو بات بہی کرنے مین عار ہو
اوسکو تسلیٔ دلِ مضطر سے کیا غرض

جس گل کی سادگی مین بہی لاکھون بناو ہون
اوسکو سنگار مین زر و گوہر سے کیا غرض

مجکو ڈسا ہے افعی گیسو سے یار نے
افسون گرو بتاؤ کہ منتر سے کیا غرض

جسکو گدائی درِ جانان پسند ہو
کیا کام تخت سے اوسے افسر سے کیا غرض

شمشاد ہمکو سنبل و ریحان سے واسطہ

مشتاق زلف یار کو عنبر سے کیا غرض

ردیف طاے مہملہ

بوسے کو آستانۂ حیدرؓ سے اختلاط
سجدے کو نقش پاے پیمبرؐ سے اختلاط

صیاد اپنی گھات مین گلچین کو اپنی فکر
کرتی ہے عندلیب گل تر سے اختلاط

پھر دخل ہے رقیب کو اونکے مزاج مین
پھر کر رہا ہے غم دل مضطر سے اختلاط

مقتول کی بھی دادرسی ہوگی روز حشر
قاتل بڑھا لے داور محشر سے اختلاط

کیا جانتے ہین خون جگر کا وہ ذائقہ
جنکے لبون کو ہے لب ساغر سے اختلاط

ہر پارۂ جگر کو ہے نوک مژہ سے ربط
صد چاک دل کو زلف معنبر سے اختلاط

بچپن سے مجکو ربط ہی زنجیر زلف سے
جیسے کہ نوعروس کو زیور سے اختلاط

چہرے پر اوسکے زلف جو بل کھا کے آگئی
ثابت ہوا قمر کو ہے اژدر سے اختلاط

کیونکر نہ ہر زمین مین شعر اپنے ہون بلند
مضمون کو ہے طبع سخنور سے اختلاط

یون غنچے لوٹتے ہین سر برگ شاخ گل
جسطرح بچے کرتے ہین مادر سے اختلاط

پھر بڑھ گیا ہے آنکھون مین سرمہ لگا کے آج
تیغ نگاہ ناز کو جوہر سے اختلاط

جو مجکو مانتا ہے اوسی کا غلام ہون
دارا سے کچھ غرض نہ سکندر سے اختلاط

شمشاد کی جگہہ ہو اوس گل کی آنکھون مین
ہر دائرہ کو چاہیے محور سے اختلاط

ردیف ظاے معجمہ

بیجا ہے اسکو غیرون سے ہر بار کا لحاظ
جب آنکھین لڑگئین نہین تکرار کا لحاظ

اپنون کی شرم کیجیے اغیار کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے دو چار کا لحاظ

شرم سوال سے نہ کھلے میرے لب جو پھر
تا زیست رہگیا اونہین انکار کا لحاظ

کیا منہ کی کھائی حشر مین قاتل کے سامنے
کچھ بھی نہ جب ہوا مرے اظہار کا لحاظ

مین اور پی لون ایسی بھری بزم مین شراب
ساقی فقط یہ ہے ترے اصرار کا لحاظ

ہمت سے سہل ہوتے ہین سب کام دہر مین
نادان ہین جو کرتے ہین دشوار کا لحاظ

کیا جرم ہے جو یار کی ہان مین ملائی ہان
دل باختہ کو چاہئے دلدار کا لحاظ

اے بے تمیز کچھ بہی اگر سوجھ ہے تجھے
کر او جڑے گھر مین صنعت معمار کا لحاظ

تیور ہما کے بدلے ہین میرلیطرف سے آج
اے استخوان سوختہ منقار کا لحاظ

اے خفتگان خاک اوٹھو چل کے دیکھلو
دیوان حشر و احمد مختار کا لحاظ

گستاخ آنکھون سے بس اب اتنی ہے آرزو
میدان حشر مین رہے دیدار کا لحاظ

مجکو ہین اس لیے درم داغ دل عزیز
دنیا مین لوگ کرتے ہین زردار کا لحاظ

بھر آئے تیرے جور سے آنکھو مین اشک سرخ
اے مست ناز ساغر سرشار کا لحاظ

رہ رہ نجانے کس لیے منہ کھول کر
تہا میرے زخمون کو لب سوفار کا لحاظ

جب بے تکلفی ہے ہنون اب تکلفات
جانی بلا سے جان ہے یہ ہر بار کا لحاظ

بیکار کر رہے ہو یہ تیمار ظاہری
چارہ گرو کرو دل بیمار کا لحاظ

واعظ کی عین وعظ مین پگڑی اوچھال دی
کب رند مست کرتے ہین ہشیار کا لحاظ

یارون نے چال چلنے مین استاد ہی بہی
او خود غرض کبہی تو کر اقرار کا لحاظ

آنکھین ہزار بار لڑا غیرون سے مگر
کر ایکبار طالب دیدار کا لحاظ

سینے کو داغون سے نکر د غیرت چمن
شمشاد تمکو چاہیے گلزار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

سر اوٹھانے مین تو اوس گل کو ہے جو مر مانع
دو قدم چلنے مین کیونکر نہو زیور مانع

جو گلے ملنے مین تھے زلف کے اژدر مانع
لو کے بوسون مین ہوی بالونکے گوہر مانع

اس طرح حیا اون اودہر جیسے کہ شیشے سے نگاہ
اوسکے ملنے مین جو ہو سدِ سکندر مانع

مانع عشق و محبت کی سنون مین کیونکر
اپنی ہی فکر تو کرتا ہے یہان ہر مانع

کیا نظر آئین ترے ہوتے ہوے اور حسین
دید انجم مین ہے جب مہرِ منور مانع

پہلے ہم ترک محبت کی بتاتے تھے راہ
اب ہمین کو ہے ہمارا دلِ مضطر مانع

سات کے آہ بنا دیگی سے تہتر ٹکڑے
راہ مین ہونگے اگر گنبدِ بے در مانع

ہو نہو خود ہی وہان جانے کی کرتا ہے فکر
آج ناصح مجھے ہوتا ہے مکرر مانع

جوش وحشت نے نکالے ہی لبِ زخم جو پاؤن
اپنی تنگی سے ہوا وادیِ محشر مانع

یہ بتا پہلے کہ تقدیر بنائی کس نے
مانین تب ہم ترے ملنے مین مقدر مانع

حرص جنت مین خدا اکس کو ملا ہے زاہد
شربت دید کو ہے خواہشِ کوثر مانع

وسمے سے ابروے سفاک کو کیون ہے نفرت
تیغ کے کاٹ مین ہوتے نہین جوہر مانع

بوسہ لینے مین جو پڑتی نہین میری جرأت
حسن کا رعب ہے مجپر نہین دلبر مانع

ہوش آنے نہین دیتی ہے یہ کس شے کی شمیم
بان مانع نظر آتا ہے نہ عنبر مانع

سینے کو داغون سے کیون کرتے ہو گلشن شمشاد
جب ہے گلگشت چمن سے وہ گلِ تر مانع

ردیف غین معجمہ

نہ یہ زمانہ ہے دورِ بہار سے فارغ
نہ مین ہون دل کے کبھی اضطراب سے فارغ

فدائے سنگ ہے تلاش بہار سے فارغ
اسیر زلف ہے مشک تتار سے فارغ

نہ دینگے لطف سے وہ ہمکو بادۂ دیدار
نہونگے ہم کبھی دور خمار سے فارغ

زمانہ دیکھ کے مجکو ہے مبتلاے الم
مین بیخودی مین ہون یار و دیار سی فارغ

کیا ہے سوز محبت نے بعد مرگ مجھے
کفن کے بیچ لحد کے حصار سے فارغ

زبان حال سے کہتی ہے نرگس شہلا
نہین وہ آنکھ جو ہے انتظار سے فارغ

خبر کسی کو ہو کسطرح سوزش دل کی
ہماری آگ ہے دود شرار سے فارغ

ہر التجا مین ہماری زبان گھس گھس جاے
تم اک سکوت مین قول و قرار سی فارغ

ملا ہے حسن خداداد اونکو اوس پر بھی
وہ ایک دم نہین ساتون سنگار سی فارغ

ہمارے لاشے کو گم کردیا نحافت نے
پس فنا ہین لحد کے فشار سے فارغ

گناہ مین نے کئے عمر مین جو حد سے سوا
فرشتے چین سے بیٹھے شمار سے فارغ

غمون نے ایک سی حالت جو کردی عالمکی
ہوا ہین گردش لیل و نہار سے فارغ

کٹے گی عمر مری انتظار آمد مین
نہونگے وہ کبھی اپنے نکھار سے فارغ

بغل مین داغ محبت جو لاے دنیا سے
ہماری قبر ہے شمع مزار سے فارغ

ہوے ہین ترک محبت کی چال چلنے سے
ہم اونکے جبر سے وہ اختیار سی فارغ

ہمیشہ دیکھئے ڈہائی قدم پر اڑتا ہے
یہ اسپ نرد ہے کیون شہسوار سی فارغ

خبر تمہین ہے او نہین کیا فلک کی گردش کی
وہ کیون ہین درد دل سوگوار سی فارغ

ہوا ہے مشق تصور سے مجکو اب یہ کمال
کبھی نہین ہون مین دیدار یار سی فارغ

خیال زلف نے پیچھا نہ عمر بھر چھوڑا
نہ ہم ہوے کبھی ایذاے مار سے فارغ

مٹا کے اپنے ہی ہاتھوں سے نقش لوح حیات
لحد مین ہم ہین تلاش نگار سے فارغ

نہین ہے باغِ جہان ایک رنگ پر شمشاد
ہمین ہین صرف خزان و بہار سے فارغ

ردیف فا

فکر مجکو ہے تو اتنی ہے نہو دلبر خلاف
غم نہین چاہے رہے سارا زمانہ برخلاف

کیا بگاڑے گی مرا تقدیر ہوکر برخلاف
کر نہین سکتے کبھی انسان کے جوہر خلاف

اپنی جانب سے نہ سمجھون اوسکو مین کیونکر خلاف
بات بھی مجسے جو کہتا ہے تو اکثر برخلاف

ہو مکافاتِ عمل مین صورتِ اشکِ یتیم
شمع سوزان کا اگر گلگیر کاٹے سر خلاف

کون باقی ہے کرے جو میری حالت پر نگاہ
اپنے بیگانون کو نفرت دل عدو دلبر خلاف

ایکدن چلکر ہے سو رہنا اندہیری گور مین
طبع عالی کو عبث ہے خاک کا بستر خلاف

ذوق مژگان مین ہماری موت تھی لکھی ہوئی
کب رگِ جان پر پڑا افصاد کا نشتر خلاف

کسطرح ٹوٹے مری آنکھون سے اشکون کی لڑی
کرتے ہین سرگوشیان اوس کان کی گوہر خلاف

اتنے تڑکے جاتے ہو اور ایسے گھبرائی ہوے
کپڑے بھی ہین اولٹے پلٹے پہنے ہو زیور خلاف

آفتین کیونکر نہ برپا ہون ہمارے عہد مین
باپ سے اولاد سرکش بیٹون سی مادر خلاف

دیکھکر اوس فتنۂ دوران کو میرے سامنے
رشک سے خود ہو گیا میرا دلِ مضطر خلاف

جیتے جی ہی کھلگیا جسکا چھپانا تہا ضرور
اب چڑہاتے ہین ہماری گور پر چادر خلاف

بہر عیش و کامرانی مال و زر کافی نہین
خانۂ معمور دوزخ ہے جو ہو ہمسر خلاف

ابتو جینے کی کوئی صورت نظر آتی نہین
کھل گئی جب میرے دلبر پر وجہ ہر خلاف

کوئی بھی شمشاد کے بچنے کی اب صورت نہین
زلف افعی چارہ گر بیٹھے ہین منتر خلاف

ردیف قاف

اوس رخ بے حجاب کے مشتاق
کب ہوے آفتاب کے مشتاق

حشر مین ہم ہین دید کے طالب
اور زاہد ثواب کے مشتاق

اوسکے دانتون کے دیکھنے والے
کب ہین درّ خوش آب کی مشتاق

تمکو نفرت سوال عاشق سے
ہم تمہارے جواب کے مشتاق

پوچھئے دو چار چاہنے والے
ہم ہی ہین انتخاب کے مشتاق

کمظرف ہے تو ساقی کوثر
تشنہ لب ہین شراب کے مشتاق

اب بھی ہین تمسے شعر والا کون
مجھسے خانہ خراب کے مشتاق

تنگ آئے ہین دور گردون سے
کیون نہون انقلاب کے مشتاق

عشق گیسو مین کیون کہپائین جان
ہم نہین پیچ و تاب کے مشتاق

قدر عشاق آپ کو کیا ہو
ہر طرف ہین جناب کے مشتاق

اونکے چہرے سے ہے جہان مین نور
ہم نہین ماہتاب کے مشتاق

یار سے کیا ہون رحم کے طالب
ہم ہین عاشق عذاب کے مشتاق

زرد رہتے ہین صورت شمشاد
ہمسے بیدار خواب کے مشتاق

نقل ہے سیر باغ کے لائق
مے بھی ملتی ایاغ کے لائق

مجھے عاشق مزاج کو ملتا
کوئی دل اور داغ کے لائق

زخم دل کس طرح نہون پر داغ
طاق ہین یہ چراغ کے لائق

تا عدم ڈھونڈھ آئے دنیا سے
نہ ملا گھر فراغ کے لائق

نہین دنیا مین جاے آسائش
میرے دل یا دماغ کے لائق

پیر خمخانۂ الست سے ہون ؎
بادۂ ذوق ایاغ کے لائق ؎

بار غم کی نہین جگر کو تاب ؎
نہ رہا دل بہی داغ کے لائق

سینے سے دل گیا ہے دلسے قرار
ہین یہ دونون سراغ کے لائق

عاشقون مین ہے کون میرے سوا
آپسے بددماغ کے لائق ؎ ؎

قیس و فرہاد عشق بازون مین ؎
تہے فقط کوہ و راغ کے لائق

کوہ و صحرا سے تمکو کیا نسبت
تم ہو شمشاد باغ کے لائق

ردیف کاف عربی

صبر کی انتہا بہی کچھ کب تک
آہ سینے سے آگئی لب تک ؎

ہم نہ پونہچین گے اپنے مطلب تک
خود پرستی ہے راہزن جب تک

وصل کی اب کوئی نکالو راہ ؎
گہوڑے کاغذ کے دوڑینگے کب تک

کل اونہون نے کچھ ایسی چپ سادہی
ڈہب کی کیسی نہ بولی بڈہا ہب تک

باتون مین جو ملا ہے روز ازل
وہ مزا میرے دل مین ہے ابتک

ناتوانی سے میری آہ رسا ؎
آ نہین سکتی سینے سے لب تک

کہتے ہین تم ہمارے منہ نہ چڑہو
چپ ہی رہنے دو چپکے ہین جب تک

ہم نہین کہتے آپ جھیپ گئے
ہے پسینا ہوونسے غبغب تک

زندگی ہے تو ہے شباب کے ساتھ
عیش کا لطف ہے فقط شب تک

بیخودی ہوگئی جو خضر طریق
پونہچے ہم جلد اپنے مطلب تک

کرین تجھسے ملنے کی خواہش
نہین آتے ہین ملنے کو ڈھب تک

اشارون مین اونکو سمجھایا
پر نہ پوچھے وہ میرے مطلب تک

یہ ہمین ہین نباہے جاتے ہین
تجھسے نبھتی کسی سے کب ابتک

اب چھپانے سے چھپ نہین سکتا
راز سینے سے آگیا لب تک

حشر پر ٹھہرے وعدۂ دیدار
اور ہم یون اڑے ہین تب تک

آرزؤن نے کرلیا جو ہجوم
پوچھیے کس پل کے ترک مطلب تک

دیکھین کب تک وہ ظلم کرتے ہین
ہم تو ثابت قدم رہے ابتک

مرنے ہی کا خیال رہتا ہے
شام سے صبح روز سے شب تک

حد بھی ہر شے کی ہے کوئی شمشاد
اختلاط سمن بران کب تک

ردیف کاف فارسی

ہم ہین بیتابی نظر سے تنگ
نالہ نایابی گزر سے تنگ

نہ سفر سے نہ ہم حضر سے تنگ
ہمنفس اور راہبر سے تنگ

رشک اغیار کی شکایت کیا
ہمتو ہین اپنے ہی ہنر سے تنگ

میرے نالون سے ہین فلک کے زان
ہین ملک آہ پر شرر سے تنگ

مین تو جوش جنون سے ہون حیران
اور ہمسایے شور و شر سے تنگ

کل جو تھے چارہ گر وہ خود ہین آج
مرض عشق کے ضرر سے تنگ

صورت چرخ ہمسے سرگردان
کبھی ہوتے نہین سفر سے تنگ

جان دیگر بھی سو نہین سکتے
رہتے ہین شور نوحہ گر سے تنگ

کیون نہ مشکل ہو دو قدم چلنا
وہ ہین باریکی کمر سے تنگ

کس لئے میرے یار سا دل کو
کرتے ہو شوخی نظر سے تنگ

لوگ کسطرح کہوتے ہین کلفت
ہم تو ہین آہ بے اثر سے تنگ

طائر دل شکار کرتے ہو
ہوگئے اس صید مشت پر سے تنگ

مثل گلگیر رحم اے قاتل
شمع آسا ہون بار سر سے تنگ

ہر برہمن ہوا چکور کی طرح
اوس بت غیرت قمر سے تنگ

جنس دل مول لے کے چھوڑ گیا
ہون خریدار بیخبر سے تنگ

خود ہی جاتے ہین اوسطرف شمشاد
ہو کے تاخیر نامہ بر سے تنگ

ردیف لام

خدا سے مانگتا اک دوسرا دل
جو ملتا بے غرض بے مدعا دل

حقیقت مین نہین ہی کیا ملا دل
جفا پرور وفا نا آشنا دل

نہ آفتہاے روز افزون مین پڑتا
اگر کہنا ہمارا مانتا دل

اوڑاتا خوب سوداے ہوس مین
جو کچھ پاتا ہی نقد مدعا دل

بنا یارہ لوز دشت وحشت
مجھی سے چالین کرتا ہے مرا دل

اوا اوُن نے کسی کی پھر لبہایا
سنبہالو میرے ہاتھون سے چلا دل

بگڑتے ہین جو عرض حال پر وہ
بدل دیتا ہے طرز مدعا دل

وفور بیخودی سے وصل کی شب
نہین مطلق نہین پہچانتا دل

وہو ان تک ساتھ آہو نکلتے نکلا
کچھ ایسا سوز غم سے جل بجھا دل

نشان کوسے دلبر سنُلے قاصد — پڑے ہین اوس گلی زین جا بجا دل

شمیم زلف جانان سے کہلادے — برنگ غنچہ اے باد صبا دل

محبت کرکے کیون بیٹھے بٹھائے — غمون کا مجھ کرے گا سامنا دل

جسے گیسوے پُرخم کہتے ہین سب — اوسی کالے نے میرا دس لیا دل

خدائی کا اگر کرنا ہے دعوے — بتون کو چاہیے حاجت روا دل

بہت کچھ بلبلون نے سر کھپایا
پسند گل ہوا شمشاد کا دل

خدا سے مانگتا کیون دوسرا دل — اگر قابو مین آجاتا مرا دل

نہ دے دشمن کو بہی ایسا خدا دل — ستم کش نارسا رنج آشنا دل

برنگ شیشہ چکناچور کیون ہے — کسی کے طاق ابرو سے گرا دل

اوٹھے تم ہاتھ خالی مین سے مانا — مرے سینے سے آخر کیا ہوا دل

کٹی سب زندگی افسردگی مین — الہی اب تو دے اک چلبلا دل

بہت دلچسپ تہا کوے محبت — نہ آیا پہر گے جب اوسمین گیا دل

نہ آپسمین کبہی ہوتی جدائی — اگر ہوتا مرا سا آپ کا دل

کبہی تو بات کوئی مان لیتا — مجھے دشمن ہی اپنا جانتا دل

قدم کب جادۂ الفت مین رکہتا — مآل اسکا اگر کچھ جانتا دل

نہین ممکن وصال حور جنت — نہ ہو سینے مین جب تک پارسا دل

نہ نادان دلم سن سمجھے تہے ہم — مگر باتون مین اوسنے لیلیا دل

گہلین کیا کوچہ کاکل کی راہین — نہین کہتا وہان کا ماجرا دل

جواب روتا ہے سر پر ہاتھ رکھکر مآل عشق پہلے سوچتا دل
کچھ ایسی بیدلی سی چھا رہی ہے کہ میرے پاس ہی گویا نہتا دل

بشکل غنچہ گر افسردہ خاطر
بتا او رشک گل شمشاد کا دل

ہے دھیان مین وہ زلف گرہ گیر آجکل کرتا ہون مشق نالۂ شبگیر آجکل
بگڑی ہوئی ہے کیا مری تقدیر آجکل بنتی نہین ہے وصل کی تدبیر آجکل
شاید پھر آمد آمد فصل بہار ہے دیوانے توڑتے ہین جو زنجیر آجکل
دلدادہ بتان تو ہین روز ازل سے ہان کرتے ہین لوگ کیون مری تکفیر آجکل
مین دیکھتا ہون روے شب وصل خواب مین برعکس اوسکی ہوتی ہے تعبیر آجکل
ہمنے کیا ہے کار نمایان عشق زلف ملک جنون کی پائینگے جاگیر آجکل
فیض قدم سے کسکے یہ حاصل ہوا شرف چوکھٹ کی میرے خاک ہے اکسیر آجکل
لطف شب وصال کی کیونکر دلاؤن یاد سنتا ہی کچھ نہین بت بے پیر آجکل
فرصت کہان غمون سے مجھے اتنی نامہ بر نامہ کرون جو یار کو تحریر آجکل
کیونکر کہین اون آنکھون کو آہو فگن فقط تیر نگہ کے ہم بھی ہین نخچیر آجکل
بوسہ طلب کرون تو غضب ڈہائینگے ضرور بے جرم وہ تو دیتے ہین تعزیر آجکل
مدنظر تو کاکل پیچان کی ہے صفت اولجھی ہوئی ہے پر مری تقریر آجکل
ایسا بدل گیا ہے مزاج ہواے دہر کرتی نہین ہے آہ بھی تاثیر آجکل
جوش جنون ہے بوسۂ گیسو رہے معاف دیوانے کی نہ دیکھیے تقصیر آجکل
ہے اندنون تصور زلف دراز یار ملک جنون کی کرتے ہین تسخیر آجکل

ہوتے نہین ہین وصف خط یار کے بیان — قرآن کی شروع ہے تفسیر آجکل
مجکو بہی اب خیال مین لاتا نہین وہ شوخ — سفلون نے یہ بڑہائی ہے توقیر آجکل
شمشاد نقشہ دیکہہ گئے اک خوش جمال کا
چپ ہوگیا ہے صورتِ تصویر آجکل

ردیف میم

قید زلف پر شکن مین ہین بہت دلگیر ہم — اسلئے تجہسے اولجہہ پڑتے ہین ای زنجیر ہم
طاقت جنبش نہین جور بتان ہند سے — ہوگئے اس بتکدے مین پیکر تصویر ہم
قتل ہونے پر بہی یہ ذوق بیان مدعا — ہر دہان زخم سے کرنے لگی تقریر ہم
تنگ رکہتی ہے شکستِ سوزنِ سعی نظر — سی نہین سکتے ہین چاک جامۂ تدبیر ہم
ہاتہہ آجاے عدم کا گہاٹ ای ذوقِ فنا — ہون جو غرق آبجوے جوہرِ شمشیر ہم
آپ کی تیغ ادا ہے ماہی بحر قضا — اور ہین دریاے جانبازی مین ماہی گیر ہم
ذبح ساقی نے کیا جب تیغ موج بادہ سے — قلقل مینا کو سمجہے نعرۂ تکبیر ہم
ابتو پہونچا آپ تک تارِ نظر کا سلسلہ — حلقہاے چشم کی پہنے گئے اب زنجیر ہم
کون مطلب پای اسکا شعر دیون کے سوا — سطر موج اشک مین کرتے ہین جو تحریر ہم
عاشقون مین رنگ روا پنا طلائی کیون نہو — فرقت سیمین بدن کی رکہتے ہین اکسیر ہم
آرزو ہلنے گرسنہ آنکہون مین پہر جاتی ہین — سنتے ہین جب نعرہاے آہ بے تاثیر ہم
حسرتِ فرہاد پر روتے ہین کوہستان مین جب — دیکہتے ہین ہر طرف سے جوش جوے شیر ہم
کہل نہین سکتی ہے اوسکی رنجش دل کی گرہ — کند پاتے ہین ہمین پر ناخن تدبیر ہم
کرکے افشاے محبت ہوگئے فرقت نصیب — جرم ثابت ہے تو ٹہرے قابل تعزیر ہم

رکھتے ہین اب ہفت اقلیم معانی پر نظر
ملک صورت کی تو پہلے کرچکے تسخیر ہم

حسب خواہش کچھہ بڑہا دیتے اوسکے ذیل مین
کاش پاتے ایک دم کو نامۂ تقدیر ہم

جوش موج اشک گلگون نے ہوا قلزم رواں
دیکھتے کیا اوس گلابی پوش کی تنویر ہم

کوچ کرنیکو ہے کیا عیش و طرب کا قافلہ
سنتے ہین بانگ جرس یا نالۂ شبگیر ہم

قتل سے محروم اور اسباب قتل آمادہ سب
مثل ترک چشم ہین گویا تہ شمشیر ہم

ابرو و مژگان سے رکھتے ہین کمان و تیر وہ
ہاے اے انصاف پھر کیونکر نہون نخچیر ہم

اوسمین ہم مین فرق نکلا مجمل و تفصیل کا
قیس تہا خواب پریشان اور ہین تعبیر ہم

سرو سے تشبیہ دیکر اوس قد نوخیز کو
دار پر جاتے ہین اے شمشاد بی تقصیر ہم

برہم اوس کو جب کبھی پاتے ہین ہم
دیکھنا ابکے اگر جاتے ہین ہم
ہجر مین کیا کیا مزے پاتے ہین ہم
کچھہ تو اب سمجھین لب رنگین یار
کیا طبیعت رنگ لائیگی کوئی
بحث ہے درپیش حسن و عشق مین
المدد اے طاقت صبر و سکون
عشق مین بے لطف ہی تقلید قیس
اے لب و دندان یار خندہ رو
جسکو چاہا وہ ہمارا ہوگیا

پہردن اپنے دل کو سمجھاتے ہین ہم
پھر بلاؤ بھی تو کب آتے ہین ہم
وہ بلائین بھی تو کب جاتے ہین ہم
کس کو کس کو خون رلواتے ہین ہم
خود بخود کیون آج گھبراتے ہین ہم
دیکھین وہ آتے ہین یا جاتے ہین ہم
اون سے ملنے کی قسم کھاتے ہین ہم
سچ تو گایا گیت کیون گاتے ہین ہم
لعل و گوہر رو کے برساتے ہین ہم
پر تمہین دل دے کے پچتاتے ہین ہم

یہ کہو شمشاد کس کو دل دیا ؎
اندلون بیدل تمہین پاتے ہین ہم

صبر کب تک ای فلک اب چشم تر کرتے ہین ہم
تجکو موج اشک مین زیر و زبر کرتے ہین ہم

سہری اپنا آج نذر سنگ در کرتے ہین ہم
تنگ آکر یہ علاج درد سر کرتے ہین ہم

اونکو تو جو کچھ ستم منظور تہا سب کر چکے
اب ذرا نالون کو ممنون اثر کرتے ہین ہم

اوسکے دانتون کے تصور مین نہین ہے جوش اشک
تجکو اے تار نظر سلک گہر کرتے ہین ہم

کاہش تن انتشار طبع سے کیا ہو نجات
روز فکر وصف گیسو و کمر کرتے ہین ہم

چرخ گردان پر بہی ماہ و خور کریہ پیا ہے
جیب سے فکر مرہم داغ جگر کرتے ہین ہم

سمجھتے ہین اپنی عداوت یا تمناے عدو
دیکھ کن حیلون سے تیر دلمین گہر کرتی ہین ہم

اوس سراپا نور کے شاید قدم آئین دہر
آنکھ کے پردون کو فرش رہگذر کرتے ہین ہم

آنسوؤن نے تو کمی کی چین اپر وقت پر
پر یقین آمد خون جگر کرتے ہین ہم ؎

گو شواب لاگ ظاہر مین کسی بے رحم سے
پر سبب کچھ ہے جو نالے اسقدر کرتی ہین ہم

کمیل کے حیلے سے رکھدیتے ہین پارا اگ پر
اضطراب لیے اوسکو یون خبر کرتے ہین ہم

خط سے پہلے ہی وہ سمجھین گے ہمارا اضطراب
دل کی بیتابی کو اپنا نامہ بر کرتے ہین ہم

سنتے ہین معدن سے باہر ہوتی ہے گوہر کی قدر
صرف اتنا آزمانے کو سفر کرتے ہین ہم

ہوتے ہین دفتر کے دفتر اپنے ہاتہون سے سیاہ
وصف گیسو جب بہت ہی مختصر کرتی ہین ہم

چاند سورج سب نظر آتے ہین داغ سوختہ
پیار تجکو جب سواے رشک قمر کرتے ہین ہم

وہ تو رہتے ہین ہمیشہ زینت بزم رقیب
شمع آسا روز رو رو کر سحر کرتے ہین ہم

کسنے دیکھا نخل الفت پہولتے پہلتے کبہی
سادہ لوحی سے تمناے ثمر کرتے ہین ہم

ساتھ غیرون کے اودھر سنتے ہین وہ سازطرب
اور اونکے ہجر مین نالے اودھر کرتے ہین ہم

غور سے دیکھو حسینون کی نہین اسمین خطا
جور و ایذا اسکے خود پیدا اگر کرتے ہین ہم

ان گلون کو کیون نہو تمشا دیہہ سے گریز
خو ہی اپنی دوستی سے جب حذر کرتے ہین ہم

جی مین آتا ہے کرین عطر اسپر کو پیار ہم
نالہ گردون فگن کا چھیڑین موسیقار ہم

یاد روے رشک گل مین رہتے ہین بیدار ہم
آنکھین رکھتے ہین برنگ نرگس بیمار ہم

نرگس آسا گلشن عالم مین ہین بیدار ہم
آہ کیا سمجھین گل و بلبل کے کچھ اسرار ہم

کیا ہوا سوئے عدو شب بھر رہے ہشیار ہم
سبزۂ خوابیدہ وہ ہے نرگس بیدار ہم

وہ خیال غیر مین کرتے ہین گلگشت چمن
داغہاے رشک سے ہین غیرت گلزار ہم

چارہ گر تب سینے آئے چاک دامان جگر
ہو گئے جب دامن دشت فنا کے تار ہم

بکھین کیونکر سامنا ہوتے ہی پھر جاتا ہے رخ
رشک خورشید و قمر تم سایۂ دیوار ہم

داغہاے سینہ سے لپٹے ہین کچھ لخت جگر
گلشن الفت مین رکھتے ہین یہ برگ و بار ہم

مانگ کیا دیکھی گیا لٹ دل و ہوش و خرد
لٹ گئے تاتار مین گویا سر بازار ہم

ساتھ جسکے چھپ کے تم خلوت مین بیٹھے تھے شب آہ
شب وہی کے وہم ہین پونچے وہان سو بار ہم

آج نوک خار غربت آبلون کے منہ مین ہے
وہ بھی دن ہونگے کہ چوسین گے زبان یار ہم

پیکر خاکی مین رہکر غیر ممکن ہے وصال
اسلئے ہین وصل جان و تن سے اب بیزار ہم

چھوڑ تا کب بحر ہشیاری مین گرداب بلا
موج مے کی ایک جنبش مین ہوئے اوسپار ہم

خار صحرا چبا گلین چھالون کی بھرنے دین اگر
سینچین آب خضر سے سوکھے ہوے اشجار ہم

ناوک افگن تیر مژگان ہے جو ابرو کمان
ہر دہان زخم سے چوسین لب سوفار ہم

بعد مردن کیا جلائیگی ہمین نار سعیر
آتش ہجران سے ہین خود مرغ آتشخوار ہم

ابتو اے گردون گردان میری کہیان ہوٹ جائین
بن گئے ہین لاغری تن سے نوک خار ہم

اوسکے ہوتے سوے طفل برہمن کیون دیکہیے
کیا رگ جان ہی ملاتے رشتۂ زنار ہم

اشکہاے دیدہ نے چہینٹے دیے فرقت کی شب
بخت خوابیدہ پچونکا ہو گئے بیدار ہم

کیا عجب دم مین فنا ہو صورت قصر حباب
چرخ کو ہی دیکہتے ہین بے در و دیوار ہم

یاد آتا ہے ہمین وہ مست با تیغ و سپر
آنکھون پر جب دیکہتے ہین ابروے خمدار ہم

چاند کو کیونکر ہنو تا رشک حسن روے یار
عاشق اوسکا جانو دلدادۂ رخسار ہم

سن لواے شمشاد تم ہی مجمع احباب مین
پہیل گئی اپنی غزل پڑہتے ہین اور اشعار ہم

کفر ہم ایمان ہم تسبیح ہم زنار ہم
پردۂ اسرار و رمز پردۂ اسرار ہم

کفر ایمان سوز و برق جبہ و دستار ہم
شیخ مست ذوق و ذوق نغمۂ اسرار ہم

جلوۂ موسے فگن وہ طالب دیدار ہم
آتش برق غضب وہ وادی پرخار ہم

آرزوے امتیاز دوست دشمن اب عبث
بادۂ خمخانہ وحدت سے ہین سرشار ہم

اوسکے کوچے مین نہ سوتے کسطرح پا طلب
اپنے نقش پا کو سمجھے دیدۂ بیدار ہم

ہمکو کیا ہو اختلاف دوست دشمن سی فسر
محتسب ہم جام مے ہم بادہ ہم خمار ہم

دود دل ابر سیہ ہے سینہ پرداغ باغ
جام آنکھین اشک مے میخانہ غم میخوار ہم

کبتلک آنکھون سے رہیگا دلکے پردے مین نہان
حشر مین ہی کیا نہ دیکھین گے ترا دیدار ہم

محتسب کا خوف کیا خمخانۂ توحید مین
جام ہم مے ہم سبو ہم ساقی و میخوار ہم

اب کسیکو چین اوس بدخو کی صحبت مین نہین
شانہ چاک آئینہ حیران شمع سوزان زار ہم

قیس کے پردے مین تہے ہم آفتِ صحرا کے نجد
تیشۂ فرہاد مین تہے کاوشِ کہسار ہم

کسطرح کرتے رفو ہم چاک داما نِ نظر
چارہ گر سے لے بہی سکتے تہے نگہ کے تا ہم

ہاتھ اگر آسے خزانہ بہی کرین صرف خزان
صورتِ گل گلشن عالم مین ہین زردار ہم

صاف سادن کی جہڑی ہین تہ خاطف کا ہو وہم
عین گریہ مین جو کہینچین آہِ آتشبار ہم

اپنے دلمین کیا جمین یہ نونہالانِ چمن
انہین گویائی نہین ہین عاشق گفتار ہم

تیری وحدت کا ازل ہی سے ہمین اقرار ہے
ہیچ اگر کہیے تو ہین ردکردۂ انکار ہم

سرو کو کسطرح دیتے اپنی آنکہون مین جگہ
ہوگئے پامالِ خیالِ گردشِ رفتار ہم

سانس کی طاقت نہین آہین سراسر نارسا
چارہ گر سوزن شکستہ زخم دامندار ہم

راست بازی سے انا شمشادہی کہتی ہین
دار آسا سامنے دیکہین جو قدِّ یار ہم

ردیف نون

ندامت سے گردن جہکائے ہوے ہین
کسی کا مگر دل دُکہائے ہوئے ہین

سرِ بام بن ٹہن کے آئے ہوئے ہین
ہمین نیم بسمل بنائے ہوئے ہین

خم و پیچ زلفون مین بل ابروٗن مین
بلا کا سراپا بنائے ہوئے ہین

عجب کشمکش ہے ادہر موت آئی
اودہر وہ عیادت کو آئے ہوئے ہین

مرے دلکو دے طاقتِ صبر یارب
وہ نالونسے اب تنگ آئے ہوئے ہین

بہلا اونسے ممکن ہے ایفائے وعدہ
وہ اغیار کے بس مین آئے ہوئے ہین

رقیب اور اونمین ہوئی گرم جوشی
پسینے مین ہم کیون نہائے ہوئے ہین

گرایا ہمین اپنی نظرون سے جس نے
یہی ہین جو تیوری چڑہائے ہوئے ہین

مجھے کیا پسند آئین انداز لیلے
کرشمے یہ دیکھے دکھائے ہوئے ہین

ہمین نے نہین کی نئی عشق بازی
محبت کی سب چوٹ کھائے ہوئے ہین

نہ پلٹے تمہارے فقیرون کے نالے
تہ عرش دہونی رمائے ہوئے ہین

یگستاخ کیون ہون گنہگارِ الفت
کہ رحمت تری آزمائے ہوئے ہین

بظاہر اوٹہاتے ہین پہلو سے ہمکو
مگر دامن دل دبائے ہوئے ہین

نہین بے سبب یہ گلوری دکھانا
پئے قتل بیڑا اوٹہائے ہوئے ہین

اونہین کی سی کہتے ہین اعضای تن بہی
جو اپنے تھے وہ سب پرائے ہوئے ہین

وہ کیون خانۂ دل مین چھپ چھپ کے آئین
ہم آنکھون کی کہڑکی لگائے ہوئے ہین

ہوئے ہمسے کب فاش رازِ محبت
یہ فقرے اونہین کے بنائے ہوئے ہین

ابہی جی اوٹہون وہ کہین بہی تو آکر
ذرا آنکھین کھولو ہم آئے ہوئے ہین

اجی اسمین بہی مصلحت کوئی ہوگی
جو پہلو مین ہمکو بٹہائے ہوئے ہین

تصور مین بہی ساتھہ غیرونکے آئے
وہ شاید کسی کے ڈرائے ہوئے ہین

جلایا ہمین شمع رویون نے ایسا
کہ اللہ سے لو لگائے ہوئے ہین

ہمین داغ اورون کو پہولونکے دستے
یہ انداز کس کے سکھائے ہوئے ہین

نظر ایک جانب یہ شمشاد کیسی
کہین آپ دل دیکھے آئے ہوئے ہین

جو ہم لالہ سان داغ کھائے ہوئے ہین
تمہارے یہ سب گل کھلائے ہوئے ہین

لباس شفق لالہ و گل مین دیکھو
یہ سب رنگ میرے اوڑائے ہوئے ہین

وہ پوشاک پہنے ہوئے ہین گلابی
ہم اپنے لہو مین نہائے ہوئے ہین

نہین جنکی گنجائش ارض و سما مین
مرے دل مین کیونکر سمائے ہوئے ہین

مرے درد فرقت کے تم اونسے پوچھو
جو دلبر کوئی چوٹ کھائے ہوئے ہین

یہ آواز کسکی ہے بالائے مرقد
ذرا آنکھین کھولو تم آئے ہوئے ہین

نہ دیکھا کبھی ہمنے حور و پری کو
وہ آنکھون مین جیسے سمائے ہوئے ہین

بھلا مجھسے ملنے کو تم آؤ توبہ
یہ انداز کس کے بتائے ہوئے ہین

ملے آج کس گرم جوشی سے ہم تم
پسینے مین دونون نہائے ہوئے ہین

چمک اوسکے دانتون کی ہنسنے مین بجلی
ستارے جو یون جھلملائے ہوئے ہین

عدو تو اوٹھاتے ہین پہلو سے لیکن
وہ زانو سے دامن دبائے ہوئے ہین

انہین کو تے ہمسے محبت کے دعوے
جو پہلو مین تمکو بٹھائے ہوئے ہین

نہین آرزو وصل کی اپنے دل مین
مزے ہجر کے یہ اوٹھائے ہوئے ہین

مین سمجھا تمھاری لگاوٹ کی باتین
یہ فقرے کسی کے سکھائے ہوئے ہین

دکھا دینگے اپنا اثر یہ کسی دن
مرے نالے سب آزمائے ہوئے ہین

کہان عشق کامل کہان قیس و وامق
یہ لوگون کے قصے بنائے ہوئے ہین

لگاڑا ہے کہہ سن کے شاید کسی نے
کئی دن سے کیون منہ بنائے ہوئے ہین

در چشم کیونکر نہ مین بند رکھون
مرے قصر دل مین وہ آئے ہوئے ہین

یہ کس طرح آہ جگر سوز کھینچین
کسی شمع رو کے جلائے ہوئے ہین

ہمین سے جو ہے انکو تنہا محبت
تو کیون ربط سب سے بڑہائے ہوئے ہین

ترے بینوا تیرے کوچے مین آکر
فقیرانہ آسن جمائے ہوئے ہین

گل و لالہ پر چشمکین آج کیون ہین
نیا رنگ کیا کوئی لائے ہوئے ہین

پھرین کیون نہ دست ہوس اونکی جانب — دوپٹے مین وہ کچھ چھپائے ہوئے ہین
بکھرنے لگے اب رقیبون کے جھرمٹ — مرے خوف اونپر جو چھائے ہوئے ہین
نہ ہم چشم و مژگان نہ زلفون کے عاشق — نہ اس شکل پر دل لبھائے ہوئے ہین
کوئی اور شے لیگئی اپنے دل کو — جسے آج تک ہم چھپائے ہوئے ہین

غزل ہے یہ شمشاد کی عاشقانہ
کسی سے مگر دل لگائے ہوئے ہین

سرمست ترنم ہون نہ سرگرم فغان ہون — مین بلبل شوریدۂ گم کردہ زبان ہون
قطرہ تو سمندر مین ہی مین کسمین نہان ہون — کھلتا ہی نہین بھید کہ مین کیا ہون کہان ہون
عالم ہے اگر نام تری جلوہ گری کا — کیا عیب جو مین شیفتۂ طرز جہان ہون
دراصل نہین مجھہ مین کوئی اور نمائش — ہان ذرہ صفت مہر درخشان سی عیان ہون
دم بھر تو کمر سے یہ تن زار لپٹا — مین کشتۂ ہمرنگی زنار بتان ہون
باتون ہی مین کٹ جاتی ہی ہر روز شب وصل — یہ عاشق دلدادۂ انداز بیان ہون
کیون سرمۂ ارباب نظر ہے مری مٹی — ہان کشتۂ تیغ نگہ ناز بتان ہون
باقی ہین مرے دم سے محبت کے مظاہر — ساری دل عشاق مین مین صورت جان ہون
سمجھا ہون اقامت جسے وہ عین سفر ہے — ظاہر مین تو بیٹھا ہون حقیقت مین روان ہون
رگ رگ سے محبت تری دیتی ہے یہ آواز — مین پیکر عاشق کے لیے صورت جان ہون

ظاہر ہے مری شورش مستانہ روی سے
شمشاد گلستان تمنائے جوان ہون

درد سے جو بہرہ ور ہوتا نہین — اوسکے نالے مین اثر ہوتا نہین

سر بلندون کا جو سر کاٹے کوئی
شمع سان ہرگز خفا وہ ہوتا نہین

کیا اثر پیدا کرے یہ اشک گرم
تخم بریان سے شجر ہوتا نہین

تیرہ باطن مین نہ پائی بوے خلق
لالے مین گل کا اثر ہوتا نہین

سرکشی کا کیا نتیجہ پاؤگے
سرو مین ہرگز ثمر ہوتا نہین

خود پڑا ہے پر بتا دیتا ہے راہ
نقش پا سا راہبر ہوتا نہین

ہے جو میرے بخت کی صورت سیاہ
سرمہ منظور نظر ہوتا نہین

یون رہتا آئنہ پیش نظر
عاشق صورت اگر ہوتا نہین

بہر صورت قابلیت چاہیے
قطرۂ شبنم گہر ہوتا نہین

جب تلک اے شمشاد جان اپنی نہ دے
عاشقی مین نامور ہوتا نہین

دلنشین ہو وہ مگر سینے مین اپنے دل نہین
ہاے ای بخت سیہ لیلی تو ہے محمل نہین

کشتی دل بچکے نکلے اسکے ہم قائل نہین
بحر امواج طلسم عشق کا ساحل نہین

سچ تو یون ہے تخم الفت بونے کے قابل نہین
غیر ذلت کچھ بھی کشت عشق مین حاصل نہین

کہنے کو دل ہو حقیقت مین مگر وہ دل نہین
ور نہ جسمین کچھ نہین تیری طرف مائل نہین

تار اشک الجھے ہوئے ہین سوزن مژگان مین ختم
چاک دامان نظر کا سینے کے قابل نہین

بدگمانی کا برا ہو کون سمجھائے اوسے
لیکے دل پھر بھی یہی کہتا ہے تو بیدل نہین

جب بقدر عقل لازم ہے پریشانی دل
عیب کیا ہے اسمین اے ناصح جو مین عاقل نہین

وار کیون کرتے ہو شمشیر کلام تلخ کا
میٹھی باتون کے سوا کوئی ترا قاتل نہین

عاشق و معشوق کی وحدت مین دیکھا غور سے
غیر دامان تغافل کوئی شے حائل نہین

آنکھ مین سینے مین دلمین سب مین ہی جلوہ ترا
اے قمر تیرے لیے مخصوص اک منزل نہین

جذب کامل دلمین دم یاد سے نگاہ ہو نہین اثر
زور و زر کا اے خدا مین تجہ سے سائل نہین

جنکے دشتِ نجد مین دیکھا تو حسرت کے سوا
قیس سرگردان ولیلی ناقہ و محمل نہین

چہرۂ محبوب سے نسبت ہو گیا خورشید کو
ابرو و مژگان نہین آنکھین نہین اک تل نہین

رکھدے حلق اپنا تہ شمشیرِ ترک ماسوا
یون تو شیخ و برہمن کا مین کبہی قائل نہین

جی دہلتا ہے جو پڑتی ہے نتائج پر نظر ؁
یون تو دل دینا بہت آسان ہی مشکل نہین

ایک نظارے مین ہمنے تمکو اپنا کر لیا
پہر بہی کہتے ہو کہ تاثیرِ نگہ کامل نہین

جسکے جلوے نے کیا عالم سے وارستہ مزاج
ہائے اوسکے عاشقون مین پہر بہی ہم داخل نہین

آدمی مین بوے مردی اور غیرت چاہیے
دل اوٹھانا ہے بہت آسان کچھہ مشکل نہین

باہمہ و بے ہمہ دیکھا اسیکو عشق مین ؁
دعوی آزادیِ شمشاد کچھہ باطل نہین

لا دوا جنکے درد ہوتے ہین ؁
عاشقون مین وہ فرد ہوتے ہین

زالِ دنیا کو مارتے ہین جو لات ؁
وہی عالم مین مرد ہوتے ہین

کس کے نالو نہین عاشقون کے سوا
حزن و اندوہ و درد ہوتے ہین

مثل گل شاہدان بازاری ؁
بیوفائی مین فرد ہوتے ہین

اے صبا تجکو قدر لازم ہے
کسکے کوچہ مین گرد ہوتے ہین

دل جلا یا مرا تو خوب ہوا ؁
شعر پر سوز و درد ہوتے ہین

خاک اوڑا کر بیان کی گلیون کی
ہم عبث گرد برد ہوتے ہین

شاہدان بنارسی سارے ؁
بے نمک زرد زرد ہوتے ہین

سوز فرقت سے ہم تنگ آکر
اب کوئی دم مین سرد ہوتے ہین

یا خدا یو چھین ۱۰ سکے دامن تک
جسکے کوچے کی گرد ہوتے ہین

جیت لیتے ہین دل تک ا وسکا وہ
جس سے سرگرم نرد ہوتے ہین

رہتے ہین ساتہہ ساتہہ آپکے ہم
جسطرف رہ نورد ہوتے ہین

پان کہا کر لگاتے ہو مستی ؛
لعل اب لاجورد ہوتے ہین

ہمسے عاشق مزاج اے شمشاد
لاکہون مین ایک مرد ہوتے ہین

شکل ناقوس مین فریاد کرون یا نکرون
اے بتو تمکو کبہی یاد کرون یا نکرون

ستم و جور کی حد ہو گئی اے قاتل خلق
پہر بہی کہتا ہے کہ بیداد کرون یا نکرون

صورت یاس ہی ہو کوئی تمنا نہ سہی ؛
خانۂ دل کو مین آباد کرون یا نکرون ؛

دست رس زلف رسا تک نہین آیا ہی جنون
تجکو منت کش حداد کرون یا نکرون

نام شیرین کے عدو تم مجہے آتا ہے لحاظ
پاس جانبازی فرہاد کرون یا نکرون

یہ تو مانا نکرون چہیڑ کسی مطلب کی
یون ہی بات اے ستم ایجاد کرون یا نکرون

دل مبارک تمہین لیجاؤ مگر یہ لوگکو ؛
کبہی مین غمزدہ فریاد کرون یا نکرون

جوش سودا مین بہی ہے ہمت عالی سؤال
طلب نشتر فصاد کرون یا نکرون

بے بلائے ہوئے کیونکر نہ چلون مقتل مین
پاس خود داری جلاد کرون یا نکرون

تمکو شیشے مین اوتارا ہے رقیبون نے اگر
مین بہی تسخیر پریزاد کرون یا نکرون

بارش اشک تو تہمتے نہین اے قمر بدن ؛
مین تیرے حفظ کی بنیاد کرون یا نکرون

لگیٔے طائر دل پہلے تصدق کے لیے
اب یہ سہے فکر کہ آزاد کرون یا نکرون

نالہ کیا ضبط کرے گا اثر اے نالۂ دل
تجھسے پھر خواہش امداد کرون یانکرون

تیری باتون کی تو کچھ قدر نہین کہتے ہو
مین بھی پابندی ارشاد کرون یانکرون

عشق مین کاہش اعضا ہی تو ہوا اے ناصح
شکر اسباب خداداد کرون یانکرون

نشتر جوش جنون نے نکیا اسکو قبول
رگ جان ہدیۂ فصاد کرون یانکرون

مجکو جانے نہین دیتے مرے ہمجنسون مین
شاد اپنا دل ناشاد کرون یانکرون

شرم آتی ہے مجھے دیکھکے اپنی حالت
مشت پر ہدیۂ صیاد کرون یانکرون

تمنے تو ظلم مین انداز نکالے ہین نئے
مین بھی نالہ کوئی ایجاد کرون یانکرون

اپنے دامن کو اوٹھاے وہ چلے جاتے ہین
مشت خاک اپنی مین برباد کرون یانکرون

یہ تو ظاہر ہے کہ سنتا نہین وہ سرو سہی
عرض حال دل شمشاد کرون یانکرون

فرقت مین طبیعت جو سنبھلجائے تو جانین
سر سے یہ مصیبت کہین ٹلجائے تو جانین

جنت کو تو سنتے ہین کہ ہے سیر کے قابل
پر اپنی طبیعت جو بہلجائے تو جانین

آنے کو تو کیا کچھ نہین اس دل مین ہے آتا
ارمان کوئی دل سے نکلجائے تو جانین

قائل تو ہین ہر چیز مین تاثیر کے ہم بھی
تقدیر دعا سے جو بدلجائے تو جانین

باتون مین تو اوس گل کو لگا لائے ہین گھر تک
فقرہ جو کوئی اور بھی چلجائے تو جانین

دیکھے تو ہین ہمنے بھی بہت دست حنائی
چٹکی سے کلیجا کوئی ملجائے تو جانین

مانا کہ سر شمع مین بھی آتش گل ہے
پروانون مین بلبل کوئی جلجائے تو جانین

کہتے ہین مرے سینے کو زانو سے دبا کر
اب دل ترے پہلو مین اوچھلجائے تو جانین

کیا ہمکو ثمرون سے جو تہ ہلگئے افلاک
اوسکا دل نازک جو دہلجائے تو جانین

یون تیر فلک دوز سہی نعرۂ عاشق
یہ کوہ بلا سہے سے جو ٹلجاے تو جانین

ہم نزد محبت ہین نہ پہیرینگے کبھی رخ
اس کہیل مین وہ شوخ بہلجای تو جانین

کہنے بلکو تو جیلے ہین بہت ہجر کے صدمے
ہان اُنکے طبیعت جو بہلجاے تو جانین

شمشاد شگفتہ تو ہین گلہاے مضامین
گانے مین غزل آپ کی بہلجای تو جانین

بیان درد دل اونسی جو موقع پاکر تے ہین
تو ہنسکر کہتے ہین سنتے ہو ہم یہ بہی مرتے ہین

یہ سب فکر رسائی چارہ گر بیکار کرتے ہین
کہین ڈوبے ہوی دریای الفت کے اوبہرتے ہین

جواب نامہ لانے مین جو قاصد دیر کرتے ہین
تو پہر کیا کیا خیال بد مری دلمین گزرتے ہین

سمجھکر مجکو دیوانہ کسی جان نزاکت کا
بجاے سنگ لڑکے دامنون مین پہول بہرتے ہین

یہ عزت ہمنے دیکھی عاشقانِ چشم فتان کی
ہرن آنکھین بچہاتے ہین جہان وہ پاؤن دہرتے ہین

مے دیدار جانان سے ہمارے ساغرِ دیدہ
حباب بحر کیصورت نہ خالی ہین نہ بہرتے ہین

کہون کیا حال مین آنکہون سے اشکونکی روانی کا
یہ دو دریا جو چڑہ جاتے ہین مشکل سے اوترتے ہین

اولجہ پڑتے ہین لاکہون گالیان دیتے ہین غصے مین
ذرا سی ہاتہا پائی مین جو بال اونکے بکہرتے ہین

عجب انداز ہے اونکا کہ اپنی زلف کیصورت
بگڑنے مین بہی وہ سو سو طرح از خود سنورتے ہین

بظاہر لوگ انکو میرے قتل مین مانع نہین کوئی
مگر یہ خوف ہے کم سن ہین بسمل کے تڑپنے سے ڈرتے ہین

کرین کیا عرض حال دل کہ اتنا وہ ان کی صحبت مین
ہماری گفتگو کو بیچ ہی مین سب کترتے ہین

پڑے رہتے ہین اس آرائش پہ آخر کوئی حد بہی ہے
اودہر بگڑے ہے دل وہ اودہر بنتے سنورتے ہین

غزل مین کسطرح نکہے سنون سب ہر مضمون
دلِ صد چاک سے شانہ کشی شمشاد کرتے ہین

ہمین شیدائی مژگان وہ کانٹون پر تڑپتے ہین
فدائے ابروِ جانان تہِ خنجر تڑپتے ہین

سنا ہے کبک تیری چال پر اکثر تڑپتے ہین
اگر سچ ہے تو چل دیکھین ذرا کیونکر تڑپتے ہین

صفائی مین تمہارے ہاتھ کی ہو شک نہین ممکن
خطا تلوار کی ہے یہ جو ہم دم بھر تڑپتے ہین

پتا میرے ستمگر کا یہی کافی ہے اے قاصد
ہزارون اوسکے در پر عاشق مضطر تڑپتے ہین

جنہین الفت نہین آئینۂ رخ تیغ ابرو کی
وہ کیا جانین کہ سکتا کیا ہے یا کیونکر تڑپتے ہین

لکھین بیتابیِ دل کیا کہ مثلِ طائر بسمل
مطالب بے لکھے اندر حرف کا غذ پر تڑپتے ہین

تمہارے ابرو و مژگان کے جو شیدا ہین عالم مین
وہ ہردم بے جفائے ناوک و خنجر تڑپتے ہین

یہ کس جانِ نزاکت نے سبکدستی سی مارا ہے
کہ جتنے اسکے کشتے ہین وہ رہ رہکر تڑپتے ہین

الٰہی جب تپش دلکی مین لکھدونگا تو کیا ہوگا
ابہی سے سب نقوش سادہ مسطر تڑپتے ہین

صفائے رخ سے کیا حیران ہین اہل زمین تنہا
فلک پر عشقِ افشان سے تمام اختر تڑپتے ہین

تری زلف سیہ مین کیون نہ چمکین مانگ کے موتی
شب تاریک مین تلوار کے جوہر تڑپتے ہین

تمہارے کان کی بجلی کے مارے ہین جو آکہر و
پس مردن بہی اکثر قبر کے اندر تڑپتے ہین

اونہین ہے پاس ناموس اونکی بدنامی سے ہم خائف
وہ اپنے گہر مین ہین بیچین ہم باہر تڑپتے ہین

جسے دیتے ہین سولی سر دہو جاتا ہے اکدم مین
یہ ہم یاد قد دلبر مین کیون اکثر تڑپتے ہین

جو عاشق ہین ترے اے بحرِ خوبی تیری فرقت مین
برنگ ماہی بے آب بستر پر تڑپتے ہین

ترے کوچے مین اے قاتل لئے اپنی اپنی قسمت کے
بہت زخمی تڑپتے ہین بہت بے سر تڑپتے ہین

نپوچہو اضطراب عاشقان درد جدائی سے
جو دن بہر لوٹتے ہین خاک پر شب بہر تڑپتے ہین

اگر اغیار ہنستے ہین تو کہلجاتے ہین مثلِ گل
جو ہم روتے ہین بجلی کیطرح ہم پر تڑپتے ہین

شنو شمشاد و مضطر ابر زلف بحر خوبی مین

مین تو کہدون سوے مژگان خنجر بران نہین
پر لب زخم جگر نے جو کہا پنہان نہین

سینۂ پر داغ مین بہی دل شگفتہ چاہیے
وہ چمن کس کام کا جس مین گل خندان نہین

جب فناے محض ہی ہے پہر وصل کا کیسا خیال
ممتنع جو شے ہوئی وہ قابل امکان نہین

آہ و نالہ نے دیا ہے عشق کو سارا فروغ
پیش رو جب تک نہون کچہہ شوکت سلطان نہین

خلوت درویش کو کیونکر نہ سمجہون رشک خلد
یہ وہ جنت ہے کہ جسمین حاجت رضوان نہین

یہ بت خود کام آخر کیون جلاتے ہین مجھے
کافر الفت ہون مین کچہہ ہند و پہچان نہین

جو گلا ہے مجکو وہ اپنے دل ناکام سے
دوست دشمن مین کسیکے ہاتہہ سے نالان نہین

ہو گئے ترک تعلق سے ہم آزاد ابد
قید ہستی اب ہماری واسطے زندان نہین

مجکو کیونکر تو نہو تا اے غم جانان عزیز
آدمی کیا جسکے دلمین خاطر مہمان نہین

وہ بہی کوئی دل ہی جو رکہتا نہو کچہہ درد عشق
وہ بہی کوئی جان ہے جسمین غم جانان نہین

زور روز رہو شکل و صورت اور تہپر کا جگر
دل لگانا درحقیقت کار بیسامان نہین

ہاتہا پائی ہوا گر منظور خلوت مین چلو
یہ شہمند ناز بیجا قابل میدان نہین

کیا خیال آیا جو تمنے بند کر کے رکہدیا
آئینے مین کچہہ ہماری صورت حیران نہین

بند کرتا ہے جہروکے کیون مرا آئینہ رو
حیدمین پابند روزن دیدۂ حیران نہین

ہجر کی لذت جو کہودی وصل نے پہر لطف کیا
با مزہ وہ درد ہے جو قابل درمان نہین

جنت و دوزخ کسی کی بہی نہو جہار و زحشر
جنت جو خالی ہاتہہ [illegible] کی پرسان نہین

اب بہی مصر عشق مین لاکہون زلیخا ہین ہم
حسن کے بازار مین پر یوسف کنعان نہین

کیا تعجب ہے اگر جنت مین گبہراتی ہے روح
ہر مقام پر فضا تو کوچہ جانان نہین

دل لگا کر ہم کسی سی کیا کرین سامانِ عیش
وہ جوانی اب نہین وہ صحبت یاران نہین

ہمنے بازار محبت مین جو دیکھا غور سے
درد ہے وہ جنس جسکے کوئی دا رزان نہین

کیون نہ جاؤن برہمن آکے مرزاپور مین
کون سا بت ہے یہان جو دشمنِ ایمان نہین

او سمندِ فکر آہستہ روی کر اختیار
دیکھ میدان سخن اب قابل جولان نہین

عمر کی شمشاد جسنے راست بازی مین بسر
کیا پسند آئیگی اوسکو ہر گھڑی کی ہان نہین

تم تو شمشاد رہو وان ہو عاشق حیران نہین
ناز برداری حسینون کی تمنا یان نہین

ہاتھ اوٹھایا اسطرح ہمنے امید و یاس سے
دلمین حسرت ہی کوئی اب نہ ورد ارمان نہین

قتل کوئی بیگنہ تیغ تغافل سے ہوا
دیدۂ جوہر کبھی بیوجہ خون افشان نہین

کس لئے میرے جگر سے آخر اتنی کاوشین
موے مژگان مین نہ مانا صورت پیکان نہین

لذت الفت حقیقت مین نہین حاصل وسے
آتش فرقت سے کیا ... جگر بریان نہین

مین فقط بدنام ہون اس جوش موج اشک سے
ورنہ کسکو عشق سلک گوہر دندان نہین

کیا ہوا جو قاقم و سندس نہین زیبِ بدن
شکر للہ مین لباس نخل سے عریان نہین

ہاے دیوانہ بنایا اوسکی صورت نے مجھے
جس پریرو مین ذرا بھی سیرتِ انسان نہین

ناصح بیدرد کو کیا میری اولجھن کی خبر
اوسکے دل مین کچھ بھی عشق گیسوے پیچان نہین

ہر زمین شعر مین ہے بحر مضمون موج زن
فکر عالی کو خیال مشکل و آسان نہین

کیجیے بذل کرم پر آدمی پہچان کر
عاشقون مین بوالہوس تو قابلِ احسان نہین

دانت موتی سے جو پائے ہین غرور اسپر نکر
میری چشم تر سے کسدم بارش نیسان نہین

فائدہ کیا ہے جو اندھون کو دکھاؤن مین چراغ
جاہلون کیواسطے کچھ حاجت برہان نہین

آرزوے وصل ہی اوس شوخ سے بالکل عبث / بوسہ دینے پر بہی جو راضی کسی عنوان نہین

قد موزون ساعد سیمین حنائی ہاتھہ سے / ہمکو بڑہکر قدر سرو صندل و مرجان نہین

مین کہان جاؤن بتا اے لیلی شیرین منش / نجد کا مجنون نہین فرہادِ کوہستان نہین

دیجئے تشبیہ کیا اوسکے رخ پر نور کو ٭ / جسکے تلوے کے برابر بہی مہِ تابان نہین

تیری چشم فتنہ زا کے جو ستائے ہین بشر / اونکے آگے کچہہ بہی قدر گردش دوران نہین

تجہ تک آنیکا وسیلہ کس لئے ہوتا رقیب / مین کبہی راہ طلب مین پیروِ شیطان نہین

آپ میری دستِ کوتہ نارسا تہے اے پری / جرم ہے تیرا کیا قصورِ گردش داماں نہین

دلکو سینے سے جدا کر ڈالون کس حیلے سے مین / یہ وہ ارزان جنس ہے جسکا کوئی خواہان نہین

آج سارے ہند مین ہی دہوم جس شمشاد کی
لااُبالی آدمی ہے صاحبِ دیوان نہین

ہین نہین سادی ہمین تو اونکے گہر جاتے ہین کیون / اور اگر جاتے ہین تو دل دیکے پچہتاتے ہین کیون

بال و پر بیضے مین کب ممکن ہین طائر کے لئے / زیر گردون ہم پہ شہرت مر کے جاتی ہین کیون

صاف باطن زر کے لالچ حق چہپا نیکے نہین / آئینے کو زشت رو سونے مین منڈہواتے ہین کیون

٭ بیحجابی خاک پر انکو نہ بٹہاے کہین ٭ / روزن دیوار سے ذرے نکل آتی ہین کیون

یارِ آبائی کی آمد سنکے خوش ہوتے ہین سب / ہم قضا کا نام جب سنتے ہین تہراتے ہین کیون

ہے مگر نیرنگیِ حسنِ عباراتِ لطیف / صفحۂ دیوان سے میرے حرف اوڑہ جاتی ہین کیون

آرزوے رحم پر جہنجہلا کے کہتے ہین جو خوش / اور کہئے مار ہی ڈالو تو فرماتے ہین کیون ٭

اوج اگر لازم نہین ترکِ تعلق کے لئے / سوے گردون پہر بخارات زمین جاتے ہین کیون

دیکہئے عرش خدا مین ایک بوٹا بہی نہین / منعم کم ظرف اپنی چہت کو رنگواتے ہین کیون

کوئی اوس سے یہ تو پوچھے تو اگر دلبر نہین
ہر کسیکو بیدل اس کوچے مین ہم باقی ہین کیون

سائل ہی آبرو دیتے ہین روٹی کے عوض
منعم نادان انہین ورسے نکلواتے ہین کیون

جبکہ یاران کہن ہین باعث آرام روح
پہر تب کہنہ سے اکثر لوگ مرجاتے ہین کیون

کیا رقیب روسیہ ابلیس ہین مین ہون شہاب
یہ مرے آتے ہی جلکر خاک ہوجاتے ہین کیون

سر سے گزرا آب تیغ ہجر پر مین زندہ ہون
ڈوب کر بحر قضا مین لوگ مرجاتے ہین کیون

ہاتھہ کیون رکتے ہین منہ پر لوگ ہنگام دعا
یا تو مانگین ہی نہین مانگین تو شرماتے ہین کیون

سچ تو ہے جب ہے مآل کار سب پیش نظر
پہر تری دیوار سے ہم سر کو ٹکراتے ہین کیون

نقد دل کے جب نہین طالب ہین قاصان دم
نا چنے مین ہر طرف پہر ہاتھہ پہیلاتے ہین کیون



اب زمانے مین نہین شمشاد کوئی قدردان
آپ مشق شعر مین خون جگر کہلاتے ہین کیون



مار ہی ڈالا بتون نے ای خدا کس سے کہین
تو ہی ہے فریادرس تیری سوا کس سے کہین

ظلم جو تو نے کئے ای بیوفا کس سے کہین
کوئی سنتا ہی نہین تیری سوا کس سے کہین

کس مرض مین ہوگئے ہین مبتلا کس سے کہین
ہے ہمارے درد دل کی جو دوا کس سے کہین

آرزوے وصل جسکی ہے وہی حاجت روا
اپنے دل کا مدعا اوسکے سوا کس سی کہین

ہم بہی دل کے لئے سب آفتین جہیلا کئے
پر ہمارے ساتہہ اس نے جو کیا کس سے کہین

آپ تو اغیار سے شکوا ہمارا کر چکے
ہم اوٹہاتے ہین جو یہ جور و جفا کس سے کہین

کچھ ادائی ہے کرتے ہین وہ بیگانون کیطرح
ایک عالم ہے اونہین کا آشنا کس سے کہین

پر غنیمت ہے کہ زندہ رہ گئے ہم آجتک
جو تمہارے ہجر مین ہمپر ہوا کس سے کہین

ظلم جو ہم پہ ہوئے ہین ان بتون کے سامنے
کوئی سنتا ہی نہین اب ای خدا کس سے کہین

ایک عالم سے تو اونکی کرچکے تعریف ہم
جو برائی اب وہ کرتے ہین بھلا کس سے کہین

ظاہرا ہرچند اوسنے بات تک ہمسے نکی
دل مین جیسی گڑگئی اوسکی ادا کس سے کہین

اونکے چہرے کی صفائی برقِ عالم سوز ہے
کوئی کرسکتا ہے اونکا سامنا کس سے کہین

جو کچہ اونکے جی مین آیا وہ تو سب فرما چکے
جو ہمارے دل کے اندر ہے بہا کس سے کہین

وہ بت بیباک جس سے ہم تہے محوِ گفت گو
باتون باتون دل ہمارا لے گیا کس سے کہین

سنتے ہین فرہاد و مجنون کی خرابی عشق مین
پہر بہی ہین ہم اس بلا مین مبتلا کس سے کہین

رازِ عشق گل تو ظاہر مین کیا بلبل نے فاش
اور وہ غمازی بادِ صبا کس سے کہین

گل نسیم صبح کی تہین باغ مین اٹکھیلیان
پر خزان نے آج جو بدلی ہوا کس سے کہین

جانکر عزت اوٹہائین عشق مین جو ذلتین
کوئی سن سکتا نہین وہ ماجرا کس سے کہین

ہمنے تو شمشاد اوس گل کو دیا دل بے طلب
دل دہی کا جو صلہ اوس نے دیا کس سے کہین

جنکی ایذاؤن سے ہم آج سفر کرتے ہین
وہی حسرت بھری آنکھون سے نظر کرتے ہین

یہ جو دزدیدہ مری سمت نظر کرتے ہین
دلِ عالم مین انہین آنکھون سے گھر کرتے ہین

بے سبب کب وہ ادہر مڑکے نظر کرتے ہین
ابتو کچہ کچہ مرے نالے بہی اثر کرتے ہین

کرچکے تمکو تو جو ظلم و ستم کرنا تہے
ہم بہی اب آہ کو ممنون اثر کرتے ہین

اسطرف بہی ہو نگاہ غلط انداز کبہی
ہم بہی حسرت بھری آنکھون سے نظر کرتے ہین

زندگی خلد مین بہی انکی کٹے گی یونہین
یہ جو رو رو کے دنیا مین بسر کرتے ہین

ہمسے تو ایک گہڑی بہی نہین کاٹے کٹتی
لوگ کسطرح شب غم کو سحر کرتے ہین

جوش گریہ مین بہی سوزان ہی رہی میری نظر
لخت دل آنکھون مین کیا کام شرر کرتے ہین

آرزو ہے کہ ترے نقش قدم بن جائین
اسلئے آنسوون سے راہ کو تر کرتے ہین

کیون نئے رنگ مین ہر ر وز نظر آئے حضور
جب نہ تب حال مرا نوع دگر کرتے ہین

اصل معدوم مین کیا شاخ نکالین گے کوئی
خنجر ناز وہ کیون زیب کمر کرتے ہین

صورت قیس مین رہتے ہین جو ہم دشت نوردِ
شکل فرہاد مین سر نذر تبر کرتے ہین

زردی چہرۂ عشاق یہ کہتی ہے عیان
یہی معشوق ہین جو خاک کو زر کرتے ہین

کیون نہ مخلوق مین انسان کو سب پر ہو شرف
ہوسے کام ملک سے جو بشر کرتے ہین

کہین شب بہر کہین جہلکی کہین کچھ دیر قیام
آپ عشاق مین دوران قمر کرتے ہین

کچھ ہمین کو نہین اوس نور کے پتلے کی تلاش
گردشین شمس و قمر آٹھ پہر کرتے ہین

ہے عشاق سر شام ہی دیدیتے ہین جان
شب اندوہ کو اک پل مین سحر کرتے ہین

بے سبب نالہ و فریاد نہین آٹھ پہر
اپنی بیتابیون سے اونکو خبر کرتے ہین

اونکی مست آنکہین کبہی رخ تو ادہر کر دیکہین
نذر ہم بہر گزک لخت جگر کرتے ہین

وہ ادہر چین سے ہین محو نوائے مطرب
ہم عبث نالہ و فریاد ادہر کرتے ہین

گلشن دہر مین شمشاد ہزارون نادان
نخل الفت مین تمنائے ثمر کرتے ہین

ردیف واو

چہوڑ دی شمشاد عشق زلف قد یار کو
چلکے رونق دیجئے اب ریسمان و دار کو

غیر کیا ر دکین گے ایسے طالب دیدار کو
جو کہ ہر ذرے مین دیکہے عکس روے یار کو

یہ تحجر ہے نہ سمجہو نرمی رفتار کو
ڈر ہے میرے پاؤن سے صدمہ نہ پہنچے خار کو

پا کے آغوش تمنا مین خدنگ یار کو
کیا دہان زخم نے چوسا لب سوفار کو

کیون دل سبحہ مین دیتا ہے جگہ زنار کو
برہمن نے کیا پڑھایا زاہد دیندار کو

جذب کامل عشق صادق مین اسیکا نام ہے
لے گیا عرش برین پر احمد مختار کو

ہم سیہ بختون کی آسائش تہی کتنی ناگوار
جلوۂ رخ نے مٹایا سایۂ دیوار کو

میرے خون گرم کے پیاسے ہین یہ جوہر نہین
خوب قتل بیگنہ کے پہل ملے تلوار کو

کب گیا آنکھون مین جسکے چہرۂ رنگین یار
وقف نظارہ نہین کرتا کبہی گلزار کو

بات کی بہی مارے نازک دہانی کم نہین
سم قاتل جانتا مفہوم لفظ مار کو

جسکو مین نے دل دیا دزد وہ مرے سینے مین ہے
لوگ کیون دلبر سمجہتے ہین مرے دلدار کو

اوسکو کب معلوم تہے یہ خون فشانی کے چلن
تیغ ابرو نے سکہائے خنجر خونخوار کو

الفت دندان مین سچ پوچہو تو کامل ہو وہی
جو خزف پارے سے کم سمجہے در شہوار کو

کیا غرض گردش سے اوسکو جسکو نسبت بیت سے
سبحۂ زاہد نہ سمجہو رشتۂ زنار کو

کیا لکہی شمشاد نے وصف دندانمین غزل
موتیون سے تولتے ہین جوہری اشعار کو

عشق اے شمشاد کیا جب غیر سمجہے یار کو
آفرین صد آفرین اس آپ کی پندار کو

سبکی آنکھون پر جگہ دی ابروے خمدار کو
دی مگر تلوار ترک چشم مست یار کو

کیون نہ مین حسرت سے دیکہون نرگس بیمار کو
کر دیا نارنگ آنکھون نے جسم زار کو

دیکہے جو زاہد اے چشم مست یار کو
جام مے سے بدلے اپنی صندلی دستار کو

غیرون مین سنتے ہو تم آواز موسیقار کو
کیون نہ پیرون مین ہی ساز نالہای زار کو

آنکھین آئینے مین کیا چومین لب جان بخش سے
تہنے آغوش مسیحا مین دیا بیمار کو

کسکے جلوے نے بڑہائے لیلی و شیرین کے مول
ہے مرے یوسف سے رونق حسن کے بازار کو

[illegible]سے وادی ایمن عشق ہے اے کلیم
دل مین دیکھو اوس پری کے جلوۂ رخسار کو

لب اگر کھولون تو ہون وہ طوطی ہندوستان
بند کردون بلبل شیراز کی منقار کو

اپنی آنکھین تمنے دیکھی ہین جو سمجھو دکھ مرا
دیکھو آئینہ تو سمجھوگے مرے آزار کو

ہیچ تری ہر فعل مین حکمت ہے پنہان اے حکیم
میرے نسخے مین نہ لکھا شربت دینار کو

روے روشن کے تصور مین نہ جھپکی اپنی آنکھ
خواب مین ہمنے نہ دیکھا دیدۂ بیدار کو

رنگ رخ کافور ہو کیون نکر نہ ہر جراح کا
دیکھکے داغون نے ہنو چھپا مرہم زنگار کو

شعر غازی پور سے پڑھتا ہے پیش اہل لکھنؤ
مشک نافہ بھیجتا ہے ہند سے تاتار کو

بدسکے بازی نقد جان بھی لو اگر شمشاد کا
جیت [illegible] سمجھے گا وہ ایجان اپنی ہار کو

نئی باتین کرون پیدا طبیعت ہو تو ایسی ہو
چڑھون حاسد کی نظرون پر جو رفعت ہو تو ایسی ہو

جگہ دین اہل دل آنکھون مین عزت ہو تو ایسی ہو
سگ دنیا برا سمجھین جو ذلت ہو تو ایسی ہو

کسیکا مفت دل لیلین جو ہمت ہو تو ایسی ہو
نہ نکلے جی سے اک بوسہ سخاوت ہو تو ایسی ہو

شب وصلت مین بے پردہ ہو یا فرقت مین پردے مین
تمہین ہم دیکھ لیتے ہین بصیرت ہو تو ایسی ہو

دل و جان دین و ایمان نذر قاصد ایک نامے پر
تمہارے چاہنے والون مین ہمت ہو تو ایسی ہو

نہین اب امتیاز عابد و معبود بھی باقی
عبادت ہو تو ایسی اور وحدت ہو تو ایسی ہو

شمیم زلف کے پردے مین ہم بھی سحر [illegible]
اگر اے کاہش فرقت نحافت ہو تو ایسی ہو

کمال عشق مین عاشق انا المعشوق کہتا ہے
دو رنگی مین جو یکرنگی کی صورت ہو تو ایسی ہو

شب فرقت جو کھینچا اونکو آغوش تصور مین
ہوا سارا بدن نیلا نزاکت ہو تو ایسی ہو

اگر گنجایش ارض و سما اسمین ہوئی تو کیا
سمائی تو مرے دلمین جو وسعت ہو تو ایسی ہو

بیان عشق جو ہمنے کیا باتین وہ رسمی ہین
نہ پہونچا کوئی بھی حد تک جو وقت ہو تو ایسی ہو

کیا ترک تعلق روح نے جب جسم خاکی سے
چلی یہ کہکے اس زندان سے فرصت ہو تو ایسی ہو

بجا ہے مین نے مانا آپ دشمن ہین رقیبونکے
اونہین کا ذکر پہر ہر دم عداوت ہو تو ایسی ہو

ہماری بے زری سے منعمونکے زر کو نسبت کیا
زوال اسمین ترقی اوسمین دولت ہو تو ایسی ہو

نہ سایہ ہو نہ سختی ہو نہ قصر و طول لاطائل
کسیکے قد موزون مین لطافت ہو تو ایسی ہو

نہین کچھہ اختیار نیک و بد انسان کو لیکن
سمجھتا ہون گناہ اپنا ارادت ہو تو ایسی ہو

زمین شعر کتنی خشک تھی شمشاد کیا کہتے
کئے مضمون تر پیدا طبیعت ہو تو ایسی ہو

ہمین سے پوچھتے ہین بلبل آسا نعرہ زن کیون ہو
کوئی اونسے بھی پوچھے گلبدن غنچہ دہن کیون ہو

بتون کے جور سے ناقوس آسا نعرہ زن کیون ہو
نہو تاب و توان تو عاشق بیداد فن کیون ہو

ازل ہی مین تمہین شاید ہوا تھا خوف بوسونکا
خدا کیواسطے کچھہ تو کہو تم بے دہن کیون ہو

یہ مانا نیل پڑ جاتا ہے آغوش تمنا مین
کسیکا جسم نازک غیرت برگ سمن کیون ہو

کھلین راز و نیاز عشق ہم آنسو بہا سینگے
کسیکی سلک دندان غیرت در عدن کیون ہو

ترا ملنا نہین موقوف ہرگز دیر و مسجد پر
بنے کاہیکو کوئی شیخ کوئی برہمن کیون ہو

گلا کیا ہے جو ہمنے سلسلہ توڑا محبت کا
کوئی وعدہ کرے ہمسے تو پھر پیمان شکن کیون ہو

اگر میری رسائی دیکھنا ہو دل تک آنکھون سے
صف مژگان سے اونکی چشم جادو راہزن کیون ہو

بدن کا میل جسکے مشک سے زاید ہو خوشبو مین
پھر اوسکے چاہنے والیکو سودائے ختن کیون ہو

اگر ہو تاب دیدار رخ خورشید وش ہمکو
الٰہی بحر اشک آنکھون سے اپنی موج زن کیون ہو

خدا کیواسطے کیونکر سر محفل نہ ہم تڑپین
کوئی دزدیدہ نظرونسے ادھر ناوک فگن کیون ہو

جدا ہوتے ہین جب ذکر وطن ہی نت مٹے اپکیس سے
نہو سوداے غربت کیون ہمین لطف وطن کیون ہو

کفن ہی کیون نہ پہنین اک اک ان جو پہنتا ہے
لگانا ہے جو عریانی مین دہتا پیرہن کیون ہو

فضاے سینہ مین آؤ دل پر داغ کو دیکھو
بہار گل مین تم آمادہ سیر چمن کیون ہو

تعجب کیا جو چہوٹا ساتھہ ہمسے یار جانی کا
اگر کچہہ حق صحبت ہو فراق جان و تن کیون ہو

مرے کپڑون کے بن جانے سے ہوتی ہو جو بدنامی
کسی مین بہینی بہینی بو برنگ نسترن کیون ہو

کہان رحم اونکی طینت مین یہ سب باتین ہین کہنیکی
جو ایسا ہو تو پہر عاشق کشی اونکا چلن کیون ہو

نہین جب وسعت غمہاے دل اوسمین کیفصورت
فریب حسن سے حسن پوش خط چاہ ذقن کیون ہو

اگر زال شب فرقت کو آسائش ہی کرنا ہے
کوئی گہر اور ہی ڈہونڈہے مرا بیت الحزن کیون ہو

لب شیرین کے بوسے لی ہی لونگا میٹہی باتون سے
حجاب غیر رکہتے ہو تو سرگرم سخن کیون ہو

اونہین کو دیکہہ اے ناصح بنے جو لیلی و شیرین
نہ ہمسے کہہ کہ تم تصویر قیس و کوہکن کیون ہو

مرے دلمین جگہ کی ہے تو پہر غیر دلسے مطلب کیا
ملا ہو لطف خلوت جسکو محو انجمن کیون ہو

ہماری ہستی موہوم اگر رکہتی ہو کچہہ وقعت
کوئی یون بے کمر کیون ہو کوئی یون بے دہن کیون ہو

ہمیشہ سومنات دہر مین آوازا تی ہے
نتوڑے جو بت پندار پہلے بت شکن کیون ہو

اگر آوارہ ہو شمشاد تیری ہی محبت مین
تو درپے اوسکی بربادی کے پہر چرخ کہن کیون ہو

کیا مقابل ترے صنوبر ہو
تو کہڑا ہو اگر تو محشر ہو

یہ بہی ہے سرنوشت کی خوبی
سنگ در آپ کا مرا سر ہو

عشق دلمین نہین تو کچہہ بہی نہین
ہو ملک اسمین یا پیمبر ہو

زور وحشت مین یہ تمنا ہے
سر پہ خون سے لال پتہر ہو

پہلے مین دل کو تمام لون قاصد | پہر روانہ تو سوے دلبر ہو
کہین ایسا نہو کہ تیرے ساتھہ | دل ہی سینے سے میرے باہر ہو
جس مین الفت نہین وہ ہے حیوان | ق آدمی کیا نہ جس مین جوہر ہو
دل مین ہو درد نالون مین تاثیر | آنکھہ اشکون سے چاہیے تر ہو
آئینے سے کرو جو چار آنکھین | میری ہی طرح تم بھی ششدر ہو
شیشۂ دل ہو سنگِ غم سے چور | لب بلب تمسے روز ساغر ہو
سرِ گیسو نہو اگر سر مین | دلِ دیوانہ وقفِ اژدر ہو
شمع کو دیکھتا ہے جلتے ہوئے | کیون نہ پروانہ خاک جلکر ہو
کچھ ادائی تری نکالین فلک | ہمسے سیدہا اگر مقدر ہو
نامۂ دلربا کوئی لادے | اس مین قاصد ہو یا کبوتر ہو
کیون نہ جلجائین چاہنے والے | آپ سا شعلہ رو جو دلبر ہو
دل سوزان ہے جسم خاکی مین | راکھہ مین جیسے کوئی اخگر ہو

اُسکی قسمت سراہئی شمشاد
جسکے پہلو مین وہ گل تر ہو

نہ سچ سمجھو رقیبو یار کی الفت جتانے کو | تمہارا ذکر کرتا ہے فقط میرے ستانے کو
جو مثل آسیا تھے پیستے سارے زمانے کو | ہوے محتاج اک گردش مین آخر دانے دانے کو
بہار آئی ہے گل آمادہ ہین گلشن مین آنے کو | نوا سنجِ چمن بھی گائین اپنے اپنے گانے کو
ہمین جب جب خیال آیا گناہون کی کثافت کا | بڑہا دریاے اشک آب ندامت سے نہانے کو
کہان کا عشق کیسا جان دینا کون مرتا تھا | یہ سب یارون کے فقرے تھے تمہارے دام مین لانیکو

بھلا ہم دل لگی مین روئین یہ بھی بات ہے کوئی
ذرا سا منہ بنا لیتے ہین یارون کے ہنسانے کو

کہا تکنا نقد الفت بھر دیا ہے اسمین خالق نے
کبھی خالی نپایا ہمنے اس دلکے خزانے کو

نہ حال غیر کی پرسش کرین وہ آتی ہی کیونکر
بہانہ بھی تو آخر چاہیے کچھ روٹھ جانے کو

اسیرون کو بڑا دھوکا ہے تعمیر عمارت مین
بگڑنے کو بنے خود سمجھے آئے ہین بنانے کو

غریق بحر الفت طالب ساحل نہین ہوتے
کمال آشنائی جانتے ہین ڈوب جانے کو

جو ہے محتاج دست غیر دل صد چاک ہوا سکا
ذرا تم ہاتھ مین لیکر کسی دن دیکھو شانے کو

مرا دل بھی لیے جا نامہ بر ہمراہ نامے کے
کوئی رہبر بھی آخر چاہیے رستا بتانے کو

لحد مین بھی ہماری چشم تر یہ جوش مین آئی
حباب بحر ہم سمجھے فلک کے شامیانے کو

دکھاتے ہو عبث تیر و کمان سی دست و بازو تم
خدنگ ناز کم ہے طائر دل کے نشانے کو

کسی گل کا وہ چپکے چپکے ہنسنا یاد آتا ہے
چمن مین دیکھتا ہون غنچے کی جب مسکرانے کو

تمہارے آتشین رخ پر نہین تل تو عجب کیا ہے
ٹھہرتے آگ پر دیکھا ہے کسنے کالے دانے کو

زمانے مین مثال برق خندان کون سا دل ہے
کہ ابر حزن آمادہ نہین جسکے رلانے کو

اگر عریان کیا وحشت نے مجکو غم نہین اسکا
عوض مین دامن صحرا دیا پرزے اڑانے کو

سراپا مجکو ہونا ہے شراب غم کے پینے نے
یہ پانی آگ سے کچھ کم نتھا میرے جلانے کو

خدا محفوظ رکھے ان حسینون کے فریبون سے
بناوٹ سے ہزارون مکر کرتے ہین دکھانے کو

برنگ سرو تھے شمشاد آزاد ایک مدت سے
پر اب دل لیچلا ہے اوسکی زلفون مین پھنسانے کو

ہے جو دانا عاشق زلف پری پیکر نہو
دیدۂ و دانستہ اے دل طعمۂ اژدر نہو

عاشق و معشوق مین پیدا نہو وحدت اگر
ساتھ پروانے کے جلکر شمع خاکستر نہو

کسطرف سے آرہی ہے یہ صدائے جان خراش
دیکھنا پہلو مین یہ میرا دل مضطر نہو

دامنِ عصیان مرا اشک ندامت سے ہے تر
آتش دوزخ کو مجہسے خوف پہر کیونکر نہو

موج زن آنکھون مین کیونکر ہوگیا سیلاب خون
جاے دل چشمہ لہو کا سینے کے اندر نہو

تشنۂ خون وہ یہان اے ضعف اک قطرہ نہین
خشک لبہا تند عاشق کیون لب خنجر نہو

بارہین عکس رگ سنبل کی مجہپر بیڑیان
زلف کے سودے مین اسد رجہ کوئی لاغر نہو

غیر جب منہدی لگائین دست و پاے یار مین
میرے دل مین خون شوق و آرزو کیونکر نہو

میری وحشت کے اثر سے خون لاکہون کر گری
موج خون کی بیڑیون مین قید اگر خنجر نہو

حسرتِ عکس رخ روشن نے مارا ہے مجہے
غرق آب آئنہ لاشہ مرا کیونکر نہو

عکس گل پر بہی نرکہون پاؤن مین صہبا پرست
اس تصور مین کسی مے نوش کا ساغر نہو

جانکر مجہ بیگنہ کو کشتۂ تیغِ جفا
کہئے کیونکر تر لہو سے دیدۂ جوہر نہو

ابروے قاتل کا نقشا کہینچنا ممکن نہین
مو قلم مین صرف جب تار دم خنجر نہو

پڑگئی اونکے دُرِ دندانِ روشن پر نظر
تار نظارہ مرا کیون رشتۂ گوہر نہو

جوش پر ہے اندنون دریاے چشم اشکبار
خوف ہے یہ دفتر ہستی کہین ابتر نہو

شوق تو کہتا ہے لکہہ تجکو جو لکہنا ہے مگر
کہتی ہے نازک مزاجی یار کی دفتر نہو

وعظ مین بہی دیکہہ لین وہ حسنِ دخت رز اگر
واعظون کو چین پہر دم بہر سرِ منبر نہو

اوس بت کم سِن کو جب منظور ہے مشقِ ستم
جسم لاغر کیون برنگ رشتۂ منظر نہو

وصل مین بہی رکہتے ہو تشتاد فرقت کا خیال
کوئی تمسا دہر مین غم کہانے کا خوگر نہو

ہزار اے عاشقو تم پیٹو سر کو
نہین پاسکتے یہ نالے اثر کو

ذرا تو دالون پر رہنے دو نشتر کو
مرے سر کی قسم بہیجے نہ سر کو

نزوک اے ترک اب تیر نظر کو ؎
سیر کرتے ہین ہم اپنے جگر کو

بتا کر کوچہ جانان کی راہین
رقیب اپنا بنایا نامہ بر کو ؎

اوسے کیا راہ پر لائینگے ناصح
جو غول راہ سمجھے راہبر کو

دکھائیگی نزاکت رنگ اپنا
نجاؤ میرے پیارے دوپہر کو

جگر دل خون ہوکر بہ چلے اب
کہانتک روکون اپنی چشم تر کو

نجانا اوسنے دل ہے یہ کہ پتھر
یا دل مینے ایسے بیخبر کو

نہین وہ آپ سے اٹلاکے چلتے
نزاکت جھونکے دیتی ہے کمر کو

دھری رہجائے یہ ساری مشیخت
اگر دل دیجئے اوس فتنہ گر کو ؎

بہار آئی ہے اے باد صبا جا
خبر دے بلبل بے بال و پر کو

لپٹ کر سوئین تا صبح قیامت
جو رہجاؤ یہان تم رات بھر کو

اگر خط بہیجے وہ یکتائے عالم
پیمبر سمجھون اوسکے نامہ بر کو

جگر کے زخم کچھہ بھر چلے ہین
سنبھال اے ترک پھر تیر نظر کو

جگر دل پھک گئے سینے کے اندر
کہان تک روکون آہ پر شرر کو

دئے سوز جگر پر اسنے چھینٹے
خدا آباد رکھے چشم تر کو ؎

نہائے جاؤ آنسو عاشقو تم ؎
نتوڑو رشتۂ سلک گہر کو

کہا مانو نہین رہجاؤ شب بھر
چلے جانا سحر ہوتے ہی گھر کو

نکھولا اوسنے دروازہ نکھولا
پٹکتے ہی رہے ہم اپنے سر کو

کہان سے سیل کر آئے ادھر تم
بتاؤ سچ کہانتے تھے کدھر کو ؎

نہ آئی کیون دم نزعِ روان نیند ۔ فسانہ سمجھے شورِ نوحہ گر کو

دم شانہ کتنی دن مین کئی بار ۔ ملا دیتے ہو تم شام و سحر کو

اگر چہ آئینے سے ہو دہیہ کو نسبت ۔ کہون عکس رخ جانان قمر کو

لگا کر نخل الفت دل مین شمشاد
ترستے ہی رہو گے تم ثمر کو

وہ آنکھ کیا نہ نم سے کبھی جو پُر آب ہو ۔ ساغر اوسی کو جانئے جسمین شراب ہو

اسد رہے جوش گریہ چشم پر آب ہو ۔ شرما کے پانی پانی فلک پر سحاب ہو

نور نظر نہ سمجھے جو اوس بحرِ حسن کو ۔ وہ دیدہ پہوٹ جانے مین رشکِ حباب ہو

جانِ عزیز دیکھے مین سویا ہون ایک نیند ۔ ایسا ہی کوئی شخص نہ مشتاق خواب ہو

تشبیہ زلف کی جو ہو موذی سے ناگوار ۔ کالے کیطرح بالون مین کیون پیچ و تاب ہو

جس دل مین رہتے ہو اوسے کرتی ہو کیون خراب ۔ کیا فائدہ کہین تمہین خانہ خراب ہو

کیا خوب ہو کہ تم بھی رہو میرے سامنے ۔ جب حشر مین جفا و وفا کا حساب ہو

تلوون کے آبلون سے جو پیدا ہوا انقلاب ۔ نقش قدم مین عالم چشم پُر آب ہو

زاہد کو لطف خلد دکھا دون ہمین مین آج ۔ رند و جو تم مین دور شراب و کباب ہو

نالون سے آسمان کو کسطرح چین دون ۔ مین چاہتا ہون روز نیا انقلاب ہو

کچھ اپنے داغ دل کے مضامین ہون رقم ۔ اوراق لالہ سے جو مرتب کتاب ہو

پردے مین حسن رہ نہین سکتا کبھی نہان ۔ خوبی مین اوسکی شک ہے جو زیرِ نقاب ہو

میرے ہی ربط سے تمہین دنیا مین ہے فروغ ۔ مین رشک مہر ہون تم اگر ماہتاب ہو

ابلیس کیطرح جو کرے سرکشی رقیب ۔ جو شعلہ نکلے آہ سے تیر شہاب ہو

خوب رو پری جو تمکو کہے وہ ہے خود غلط
یکتا ہو بے نظیر ہو تم لاجواب ہو

مر جائے سوے جام جو مچہ رند کی نظر
موج شراب جادۂ راہ ثواب ہو

روندے جو میری لاش کو وہ شہسوار ناز
میرا غبار سرمہ چشم رکاب ہو

دل مضطرب زمانہ مخالف عدو حبیب
راحت کہان جو دہر مین یہ انقلاب ہو

مانا حیا و شرم کو رکہتے ہو تم عزیز
اک لحظہ مجہسے وصل مین تو بیحجاب ہو

سوچو تو اپنے دلمین کہ انصاف ہے یہی
اغیار سے جو بگڑو تو مجہپر عتاب ہو

شمشاد ایسے شخص کو کہنا ہے نا روا
جو خود خزان رسیدۂ فصل شباب ہو

ردیف ہائے ہوز

ترنگ ایسی نشے مین آئی کہ توبہ
اُٹھانی اونسے وہ پاتہا پائی کہ توبہ

جو تہک کر ذرا بیٹہے اوس بت کے در پر
اُٹھی ایسی لڑنے خدائی کہ توبہ

جگہ روح کو ہنے دی دل سے گہر مین
مگر پہر یہ کی بیوفائی کہ توبہ

ملی ہی جو نیند ایکدن جان دیکر
عزیزون نے دی وہ دُہائی کہ توبہ

وہ دل جسمین تہا آپ ہی کا تصور
اب اوسمین یہ وحشت سمائی کہ توبہ

سر راہ قاصد بچہائین تہین آنکہین
خبر اوسنے ایسی سنائی کہ توبہ

لحد مین بہی آرام سے ہم نسوے
فرشتون نے وہ جان کہائی کہ توبہ

عداوت کے پردے مین اوس سنگدل نے
محبت بہی وہ آزمائی کہ توبہ

فرشتے بہی رہ رہ گئے دل پکڑ کر
اداحسن نے وہ سکہائی کہ توبہ

رقیبون سے کرتے رہے چکنی باتین
مگر مجہسے کی وہ رکہائی کہ توبہ

رہے ہے عمر بہ قیدی دام فرقت ۓ ہوئی ہی تو ایسی رہائی کہ توبہ ۓ
کبھی ہنسے ناگا جو بوسہ بدون کا دہن ایسی تیوری چڑہائی کہ توبہ
جو تن تن کے چلتے تہے اوسکی گلی مین اونہین سب نے وہ منہ کی کہائی کہ توبہ
ہماری ہی جس دا ... پہلے جگہ تہی عدو کی بنے اب وہ سمائی کہ توبہ
سر بام دیکہا جو اوس رشک مہ کو یہ شمع فلک جہلملائی کہ توبہ ۓ
مرے خانۂ دل مین ہم عدو سے وہ شمع رقابت جلائی کہ توبہ
نظر پر چڑہا ہے مین اب ہمکو دشمن محبت مین ذلت وہ پائی کہ توبہ
گرے جاکے مرقد مین کروٹ کے بل ہم محبت کی وہ چوٹ کہائی کہ توبہ
اضطراب مین ہی جب حیا اونکی آئی ۓ پسینے مین ایسے نہائی کہ توبہ

محبت تو کی ہے شمشاد لیکن
مصیبت بہی ایسی اوٹہائی کہ توبہ

غم فرقت ہے وہ بلا کہ نپوچھ صبر بہی ہے عجب دوا کہ نپوچھ
مین لے کی اوس سے وہ دغا کہ نپوچھ ظلم اوسنے بہی وہ کیا کہ نپوچھ
تن عریان کی جامہ زیبی دیکھ وہ کہلا نقش بوریا کہ نپوچھ
آنکہین عالم سے بند کین ہمنے پر دل ایسی جگہ پہنسا کہ نپوچھ
راہ مین ہو گئین جو چار آنکہین اس ادا سے وہ پہر گیا کہ نپوچھ
اوسکے کوچے کے بینواؤن کی ۓ ایسی پُر درد ہے صدا کہ نپوچھ
ایک بوسہ ملا بصد منت ۓ پہر تو یون دوسرا لیا کہ نپوچھ
اے جفا جو تری محبت مین ۓ ظلم مجہپر وہ کچھ ہوا کہ نپوچھ

کیا بتاؤن کہ اوسمین کیا کیا ہے
ہر ادا ہے وہ دلربا کہ نپوچھ

جگر و دل کے اوڑ گئے پرزے
تیغ ابرو ہے وہ بلا کہ نپوچھ

دلکے پیچھے پونہچ گئے تجہ تک
وہ ملا ہمکو رہنما کہ نپوچھ

درد فرقت سے اب بہ تنگ آکر
دلنشین ہے وہ مدعا کہ نپوچھ

دیکھکر بے ثباتیِ دنیا
یہ ہوا تنگ حوصلا کہ نپوچھ

مجکو پایا جو محو رنگ وفا
پہر تو کی اوسنے وہ جفا کہ نپوچھ

پہیری اوسنے جو مجہسے چشم کرم
دل مرا بہی یہ پہر گیا کہ نپوچھ

عشق کرنے کو کر لیا شمشاد
صلۂ عشق وہ ملا کہ نپوچھ

ظلم کی آخر انتہا بہی کچھ
اب تو اے بیوفا وفا بہی کچھ

اے مرے جذب دل دکہا بہی کچھ
شعلہ انگیز ہے جلا بہی کچھ

اے مسیحا کبہی بتا بہی کچھ
درد فرقت کی ہے دوا بہی کچھ

ہان وہ مغرور ناز حسن سہی
نالہ اپنا ہے نارسا بہی کچھ

کون شرمندہ عیادت ہو
اوسکے بیمار مین رہا بہی کچھ

محو تمہید کبتک اے قاصد
ہو سخن وقف مدعا بہی کچھ

کیون نہ دل ٹہہرے اصلِ موجودات
سچ تو ہے دلسے ہے جدا بہی کچھ

حسرت آگین دل اور ملتا ایک
مین خدا سے جو مانگتا بہی کچھ

کیا ہو دن اب شغل اشک رنگین پوش
دل خون گشتہ مین رہا بہی کچھ

دیکہین وہ کسطرح نہین آتے
زور جذب دل آزما بہی کچھ

دست وحشت ہی سے اولجہتا ہے
دامن اسے چاہ گر سیا بہی کچھ

عرش اعظم ہلاکے آخر کار
نالہ و آہ نے کیا بہی کچھ

عشق فرہاد نخل بے بر تہا ؛
جان شیرین تو دی ملا بہی کچھ

لامکان تک تو جاکے پہر آئی
آتشین آہ سے جلا بہی کچھ

شوق سے دین مجہے سزای فراق
پہلے ثابت کرین خطا بہی کچھ

تونے کیا کیا ستم نہین ڈہاے ؛
مین نے اسکا کیا گلا بہی کچھ

حال دل آپ لکھ گئے شمشاد
کہئے اوس شوخ نے سنا بہی کچھ

ملے کیا کنز مخفی کا پتا کچھ
نہین یہ لفظ معنی آشنا کچھ

مزا دیتی ہے جب اوسکی جفا کچھ
وفا کرتا ہے تب وہ بیوفا کچھ

وفا کوئی کرے آخر کہان تک
جفا کی جب نہ ٹھہری انتہا کچھ

نہین بیوجہ آہو نمین دہوان آج
دل اپنا آتش غم سے جلا کچھ

دہوان کچھ منہ سے پہر نکلا الہی
جلا تہا قلب سینہ بہی جلا کچھ

حجاب اونکو ہے جنکے دیکہنے کو
اوٹہائے آنکہون کے احسان کیا کچھ

بڑہا پہر اختلاج قلب عاشق ؛
شکست رنگ رخ نے دی صدا کچھ

ادب آموز جوش بیخودی کو ؛
نہ آئی طرز عرض مدعا کچھ

کیا دست ہوس نے اور پرزے
جو چاک آرزو سے دل سیا کچھ

ہوا اک تیری فرقت سے جگر مین
ہجوم حسرت و اندوہ کیا کچھ

ترقی یاس و محرومی مین دیتے
جو کرتا رحم کی مین التجا کچھ

فقط سنکر ترا عزم عیادت ۔ / مریض عشق نے پائی شفا کچھ
مسیحائی کے دعوے ہین تو بولو / ہمارے درد کی بھی ہے دوا کچھ
تجھے عشق مژہ مین اے دل زار / بجز خار غم و حسرت ملا کچھ
جو مجھے ہے او نہین دعوای الفت / عدو سے کیون کرین میرا گلا کچھ
گھٹا جاتا ہے دم کنج قفس مین / مدد اے نالۂ زور آزما کچھ
نگاہ وقف نظارہ سے پوچھو / کہ حیرت کے سوا تجکو ملا کچھ
نہین ظاہر جو دست شوق شمشاد
گریبان گیر ہے شاید حیا کچھ

ردیف یاے مثناۃ تحتانیہ

صفحۂ ایجاد کا عنوان ہمکو یاد ہے / باب تعلیم محبت مین [illegible] یاد ہے
آدم خاکی کے سجدے کی حقیقت یاد ہے / سچ ہے سر حق سے جو واقف [illegible] ہے
کیا کہون ابروے قاتل مین ہے کیا نظر / [illegible] آئینہ دار جوہر حداد ہے
ہے تو آزاد اہل ترک تعلق ہو اگر / طائر رنگ پریدہ کا کہان صیاد ہے
آرزوے دید تک کشتہ ہوی جانیکے ساتھ / کوچۂ سفاک گویا روضۂ شداد ہے
ایسی دلکش صورتون مین بیچکر منع نظر / آپ ہی کہئے کہ ہے انصاف یا بیداد ہے
دم مین آنیکا ہے وعدہ اسلئے ہی دم عزیز / زندگی پر کیون مرے دل یہ ہو ناشاد ہے
ایک پل مین یار پر آسمان کی برسونکی راہ / واہ اے جذب محبت کیا نیا ایجاد ہے
یہ بھی ممکن ہے نہ مانے کوئی سنکر تیری بات / جسکو سنتا ہی نہین کوئی مری فریاد ہے
غیر کہین گے یہ مضمون دہن وصف کمر / بہر عنقا میری ہی طبع رسا صیاد ہے

زندہ جاوید ہے جسنے کسی پر جان دی
عشق آب خضر ہے کہنے کو گو جلاد ہے

سمجھے تھے پوچھینگے چلکر حال یاران عدم
دفن ہونے پر کھلا مدفن خموش آباد ہے

ہوکے ہمشکل صنوبر خاک پہل اے دل ملا
تو تو پابند محبت اور وہ آزاد ہے

جوہر آتش سے یہ پریان نہین پیدا ہوئین
انکی طینت مین یہ سوز رشک آدم زاد ہے

جہان شیرین سے جسے حاصل نہین کچھہ مدعا
بیستون عالم ایجاد کا فرہاد ہے

اونکے آنیکی خبر ہے موت سر پر آگئی
کیا ہوی تیری کشش اے دل دم امداد ہے

باتین ہین مصری کی ڈلیان ہونٹ شیرینی مین قند
واہ اے شیرین ادا صانع ترا قناد ہے

صورت آرائی و معنی آفرینی مین ہے فرق
میری مضمون زا طبیعت غیرت بہزاد ہے

نیک و بد پر تو فگن ہین لیکن اصلا حس نہین
دل جسے سمجھے تھے ہم آئینۂ فولاد ہے

میری جانب سے تری چشم کرم پہرنے نپای
گردش گردون گردان کیا وہ بے بنیاد ہے

نکتہ سنجو ہر القاب نشان مرنیکے بعد
ہو اگر دیوان اچھا بہتر از اولاد ہے

حضرت دل کیا چلے ہو سنگ سود چومنے
کچھہ لب ساغر کے بوسون کی بہی لذت یاد ہے

کیا کسی خوش چشم نے دیوان پر ڈالی نظر
میرے ہر ہر شعر پر اک سرمہ آگین صاد ہے

خون ہوکر بہگیا وہ حرص دنیا کا جنون
خار راہ سعی بے حاصل کوئی فصاد ہے

ہوگیا درس مقامات فنا کا تکملہ
عاشقی بہی آدمی کیواسطے استاد ہے

سنکے کیا کیا داد دینگے آسی دقت پسند
ہمصفیر کاشف رنگین نوا شمشاد ہے

یہ تو معلوم ہے بیکار ہے طاعت اپنی
اوسکی اسپرہی جو رحمت ہو تو قسمت اپنی

نغمۂ ساز محبت ہے تلاوت اپنی
حاصل بزم حضوری ہے ریاضت اپنی

مطلع مہر درخشان ہے وہان ہر ذرہ
اوسکے کوچے کی ہنون خاک تو شامت اپنی

ہم مین اور اوسمین نہین جب من و تو کا پردہ
پہر تو ہر ذرے مین ممکن ہے زیارت اپنی

ہم مین اوسمین نہین کچہ من و تو کا پردہ
حسرت دید نکالے گی زیارت اپنی ؎

کہتے مین وہ ترے دلمین نہین گنجائش غم
کس معمے مین بتاتے ہین وہ عزلت اپنی

نظر آیا رخ جانان نکل آئے آنسو
روے ہم آئنے مین دیکہکے صورت اپنی

حشر مین دعوے خون کرکے ہوی کیا نادم
لوح محفوظ مین تہی درج شہادت اپنی

پیر خمخانۂ وحدت ہے ہمارا مرشد
اپنے ہی ہاتہہ پر اسے شیخ ہی بیعت اپنی

زاہد و تمکو مبارک رہے فردوس برین
ایک سفاک کے کوچے مین ہی جنت اپنی

مرنے پر بہی یہی سودا جو رہے گا سر مین
یاد آئے گی وطن مین ہمین غربت اپنی

ہمنے ہر حرف تمنا کو بتکرار کہا ؎
محفل یار مین کام آگئی لکنت اپنی ؎

محو ہو جاتے ہین اس طرح کسیکے آگے
آپ ہم پہر دن کیا کرتے ہین غیبت اپنی

خاک جز بزم خموشان کوئی جلسا ہو پسند
نہ وہ احباب ہی باقی نہ وہ صحبت اپنی

پوچہتے کیا ہو غزالان ادا کی شوخی ؎
لیگئے صبر مرا دے گئے وحشت اپنی

تو نے بوسہ ندیا زلف و کمر نے تیری
اپنی اولجہن ہمین دی اور نزاکت اپنی

ابتو جم جم کے وہ اغیار کو کرتے ہین طلب
آئے برسون ہی مین شاید کہین نوبت اپنی

ہوا دلت پہ نیر ابہی کسب ضیا مین روشن
داغ دل چاند مین دیدی جو حرارت اپنی

شاعرون مین غزل اسوقت پڑہون کیا شمشاد
آج کچہ جان چہرائی سے ہے طبیعت اپنی

مطلع کثرت ہو تو وحدت کا تماشا دیکہئے
پردۂ محمل اوٹھا کر روے لیلے دیکہئے

تلملانا صورت بسمل ہمارا دیکھئے — اور بیدردی سے اونکا مسکرانا دیکھئے

پند مین ناصح نے سو سو بار نام اوسکا لیا — دلکو مین تہامے رہا میرا کلیجا دیکھئے

یاس وحسرت درد وغم رنج والم سوز وگداز — آیئے دلمین مرے آٹھونکا میلا دیکھئے

عشق یار شمع رومین کچھہ تردد ہو اگر — سبحۂ اشک رواں پر استخارا دیکھئے

خار بنکر جی مین ہی پہوڑون فلک کا آبلہ — جثۂ میرا دیکھئے میرا ارادا دیکھئے

حسن رخ مین داغ بہی دہبا لگا سکتا نہین — لالہ گلزار وخال روے زیبا دیکھئے

صفحہ صفحہ مین کسیکے رنگ و بو کی بحث ہے — چشم باطن سے اگر گل کا رسالا دیکھئے

ہر ورق پر بلبلون کی سینہ چاکی ثبت ہے — ہو جگر پرزے اگر گل کا رسالا دیکھئے

چشم بد سے خوبصورت کی حفاظت چاہیے — لالۂ احمر مین کاجل کا ہے ٹیکا دیکھئے

ہم یہ سمجھے کسطرح ناصح کو بہی اپنا رقیب — نام اوسکا سنکے ہمسے تلملانا دیکھئے

جسکو غم کہانیکی لذت ہے وہ باز آتا نہین — آپکو شک ہو جو اے ناصح اسے کہا دیکھئے

کثرت اوصاف ادہر ہین ادہر ہوش جاے ہے — کسطرح اوس مجمع خوبی کو تنہا دیکھئے

چاند سورج بہی اوسی جلوے کی نیرنگی سہی — دل کے اندر غور سے اوسکا تماشا دیکھئے

ق

حورون کی تعریف تو زاہد نے کی حد سے سوا — پیر مغ کہتا ہے دختِ رز کا جلوا دیکھئے

کشمکش مین ڈالتی ہے یہ نزاع نشاتین — سخت حیرانی ہے کسکو چھوڑئے کیا دیکھئے

کون سی وہ بات کعبے مین ہے جو دلمین نہین — سنگ اسود کے عوض اسمین سویدا دیکھئے

عشق ابرو مین کہین بلکین دل حاصل نہین — کعبے کی محراب یا طاق کلیسا دیکھئے

حلقۂ گیسو مین اوبجھا کر کہا شمشاد کو
دامنِ زنجیر سے نکلا ہے طوبی دیکھئے

جس بت رشک قمر پر دل مرا گردیدہ ہے
چاند بہی اوسکا پرستار جبین سائیدہ ہے

رنگ و بوے گل نہان ہے چہرۂ دلدار مین
صورت بلبل ہیولاے دلِ شوریدہ ہے

آب و تاب جلوۂ وحدت ہی اوسکی ذات مین
گوہر یکتاے معنی وہ بتِ سنجیدہ ہے

دل کی گستاخی نہین اوسکو ستاتے ہو عبث
گوشۂ خاطر مین لانا یہ بہی کارِ دیدہ ہے

دلبری تو کام اس حسنِ مجازی کا نہین
پردۂ صورت مین کوئی اور ہی پوشیدہ ہے

عاشقونکے دلسے کہو دیتا ہے برسون کا ملال
ہنسکے کہدینا کسیکا کیون ری تو رنجیدہ ہے

زاہدِ گمراہ ہو کر قیدِ زندانِ خودی
رشتۂ طول فراق یار مین پیچیدہ ہے

حور ہے کیونکر نہ دون تشبیہ اپنے یار کو
خوبصورت خوش گلو نازک ادا سنجیدہ ہے

شرح لکہی ہے جو خط نے صفحۂ رخسار پر
مصرعِ برجستہ کا کل مگر پیچیدہ ہے

زاہدِ نافہم کیون ایسا ترش رو ہو گیا
کیا شراب رنگ سے رویان نمک پاشیدہ ہے

دور کر دے سبزۂ خط عارض گلرنگ سے
اس چمن مین یہ گیاہ سبز خود روئیدہ ہے

کیون ہو اونکی کمر کا جسم لاغر پر گمان
عاشق موے میان ہون تن بدن کاہیدہ ہے

اشک بے تاثیر سے کہلتا نہین مضمون عشق
صفحہ چشم بو الہوس کا کاغذ نمدیدہ ہے

کیا تبِ غم سے مرا دل پانی پانی ہو گیا
چشمۂ اشک روان جو خود بخود جوشیدہ ہے

سیر کے قابل ہین تیرے خفتہ بختون کے مزار
خوب اونکی تربتون پر سبزۂ خوابیدہ ہے

تو اگر ہے سرو موزون مین ہون شمشاد روان
تیرے مصرع پر مرا مصرع بہت چسپیدہ ہے

بیان شمع و گل گلرو وہان تم صورتِ عین نکلے
غرض مطلوب ہر طالب جہان دیکہا تمہین نکلے

تفکر کی سرچہکا کر جیب گریبان تامل مین
جسے ہم غیر سمجہے مدتون تک وہ ہمین نکلے

اگرچہ خون بلبل گردن گل پر ہوا ثابت | جو دیکھا دیدۂ تحقیق سے قاتل نہین نکلے
لحد کی بیکسی کا عمر بھر کھٹکا رہا لیکن | وہان پہونچی تو لاکھون آشنا زیر زمین نکلے
نہین معلوم کیا کیا دست زاہد سے نکلتی ہو | اگر مسجد مین گھونگھٹ سے وہ محرابی جبین نکلے
لب شیرین کی الفت ہی ہماری قتل کا باعث | تعجب کیا وہان زخم سے بھی انگبین نکلے
کہان خدمت سفارت کی کہان محبوب کا رتبہ | کہین نعت مین کم انسان سے روح الامین نکلے
رہی ہٹی ہماری ساغر و مینا کے پردے مین | بدن سے روح نکلی یک بیک ہم نہین نکلے
جو کھل جاے وہ زلف پر شکن کا عنبرین جوڑا | گرہ ہو کر نہ پھر نافے سے بوے مشک چین نکلے
توجہ کی زلیخا پر چھپے یوسف کے پردے مین | جو رحم آیا سلیمان پر وہان نقش نگین نکلے
تمہاری گل سے گالون کو بچشم رشک کیون دیکھا | عجب کیا لالہ بھی مبروص مثل یاسمین نکلے
شب وصلت نقاب عارض تابان جو اوٹھ جاے | کوئی شب ہو مگر جب پوچھئے وہ چودھوین نکلے
ہوا انکار ہے مثبت نوید اے حسرت بوسہ | تردد کیون ہو ہستی دہن مین جب نہین نکلے
برنگ گل ضرورت کیا شگفتہ ہو کر مرجھانا | بھلا یہ کونسی صحبت ہے کہ خوش آئے حزین نکلے
جب آنکھین بند کین حسن ازل کا جلوہ ظاہر تھا | ہمارے دیدۂ باطن بھی کیا ہی دوربین نکلے
عدم سے جستجوے منزل مقصد کو نکلے تھے | مگر تقدیر کی گردش کہ جب ٹھہرے وہین نکلے
کلیسا و حرم کی خاک چھانی ایک مدت تک | مکان دل مین جب دیکھا وہ اوس گھر کے مکین نکلے
مین وہ شاعر ہون احیا نا اگر عزم بنارس ہو | لحد سے پیشوائی کے لئے روح حزین نکلے
حدوث عالم فانی تغیر سے ہو جب ثابت | کہ میرے سینۂ سوزان سے آہ آتشین نکلے

کلام ایسا تو ہو شمشاد جسکو سنکے محفل مین
زبان حاسد حق پوش سے بھی آفرین نکلے

پہرے پر اوس کے زلف مسلسل بکہر گئی
اب عادتِ جدائی شام و سحر گئی

برچہی نگہ کی آج عجب کام کر گئی ؎
سینے کو چہیدتے ہی جگر سے گزر گئی

مین کیا کہون کہ سینے مین کیا کام کر گئی
تہی تیرہ نگہ کہ جگر تک اوتر گئی ؎

مین دل پکڑ کے بیٹہ گیا کوے یار مین ؎
اوٹہی صداے نوحہ جہان تک خبر گئی

ملتا نہین نشان قدم کا بہی کچہہ اثر ؎
کیا عمر رفتہ صورتِ موجِ نظر گئی

پہلے تو خود ملادی ضعیفون نے خاک مین
اب جہک کے ڈہونڈہتے ہین جوانی کدہر گئی

پہنے جو ہار پہولون کے اوس سرو ناز نے
چلائی ازکی کہ سنبہالو کمر گئی

زیر و زبر تو آہ نے عالم کو کر دیا
اوس سنگدل کے پاس مگر بے اثر گئی

مین مر گیا مگر پسِ مردن یہ رشک ہے
کیون آپ تک صداے دلِ نوحہ گر گئی

دیتا ہے بندگان خدا کے دلون کو داغ
کب شوخی مزاجِ بتِ فتنہ گر گئی ؎

لڑتے تو چہیڑ چہیڑ کے ہو آج ہم سے تم
یہ بہی ہے کچہہ خیال کہ شب کئے پہر گئی

افسوس اب چمن مین کوئی ہمنوا نہین
بلبل تہی ایک جورِ خزان سے وہ مر گئی

کنعانیون کو رشک نہ کیونکر ہو مصر کا
کیا شکل دلفریب ادہر سے ادہر گئی

میرے دلِ شکستہ کی جانے دی فکر اب
یہ جنس تیرے ہاتہ سے ای مفت بر گئی

تاثیر جذبِ گریہ سے آیا وہ بحرِ حسن ؎
ندّی جو چڑہ گئی تہی یکایک اوتر گئی

پیری نے دانت توڑ دئے کیا ستم کیا
درجِ گہر سے سلک مسلسل بکہر گئی

اچہا کیا کہ سینے مین اوس گل لگائی آگ
فکر و تلاش مرہمِ داغِ جگر گئی

پیری مین شیخ وسمہ ابرو سے فائدہ
چڑہتی ہے آب تیغ کہین جب اوتر گئی

پژمردہ ہے وہ گل کہ امید ثمر لئی

ہے اونسے نوبت بوس وکنار آنیکو تھی
آئی اپنے وقت پر جیسی بہار آنیکو تھی

تونے اے بادصبا رسواے عالم کردیا
لاکھون پردون مین عروس نوبہار آنیکو تھی

کھل گئے فقرے رقیبون کے خدانے خیر کی
نوبت تکرار تمسے اے نگار آنے کو تھی

مژدۂ وصل صنم سے جان شیرین رک گئی
ورنہ کوئی دم مین مرگ ناگوار آنے کو تھی

کیون ہنسے بیساختہ تم مجکو روتا دیکھکر
کیا خزان کے ساتھہ ہی فصل بہار آنیکو تھی

کرگئی سرمست صہباے نگاہ چشم یار
میرے سر مین نوبت درد خمار آنیکو تھی

اوسکی زلفون کے تصور نے بنائی دلمین راہ
بہر تاراجی سپاہ زنگبار آنیکو تھی

خوب سوچے رند جو کی ترک جنت پر بہت
نہ ادہر دن سے نوبت قرب وجوار آنیکو تھی

بھیجا باتونے دوڑایا سمند تیز گام
اوڑکے میری خاک تجہ تک اے نگار آنیکو تھی

اس خرابے مین اگر آنے کو تہے اونکے قدم
تجہ مین رونق اے مرے اوجڑی دیار آنیکو تھی

جان دی خود ناتوان نے وصل مین اچھا ہوا
موت فرقت مین یقیناً ایکبار آنیکو تھی

آپکی صحبت کے جب مجکو نظر آئے یہ رنگ
روک لی مین نے طبیعت گو ہزار آنیکو تھی

خوب اوٹھایا میرے دلکو ہے یہ احسان رقیب
اونکے قابو مین طبیعت ایکبار آنیکو تھی

رنگ دنیا دیکھکر کچھہ ہو گئی تسکین دل
رقت اپنے حال پر بے اختیار آنیکو تھی

طالع برگشتہ کے ہمراہ وہ بھی پھر گئی
موت کی ساعت جو اے لیل ونہار آنیکو تھی

آتے ہی اوس گل کے اے شمشاد فوراً اوگی
وہ جو گلزار تمنا مین بہار آنیکو تھی

بعد مدت نوبت وصل نگار آنے کو تھی
کیا ہوئی جو میرے گلشن مین بہار آنیکو تھی

بیڑھو چلی تھی دلمین وحشت گیا بہار آنیکو تھی
یا گھٹا گھر گھر کے سوئے کوہسار آنیکو تھی

تھین صبا کی کیا سمائی چال مین اٹکھیلیان
سوئے گلشن جب عروس نوبہار آنیکو تھی

پڑگئی تھی کیسی الچل ثابت و سیار مین
سینے سے لب تک جو آہ شعلہ بار آنیکو تھی

اے گلِ نوخیز تجھسے اوس سب پر پڑ گئی
نوعروسان گلستان پر بہار آنیکو تھی

جان دینے کا کیا تھا جب ترے مجنون نے قصد
روح لیلیٰ حزین تک سوگوار آنیکو تھی

شیخ جی اب کیا پیین جب ہوگئی مہنگی شراب
پیتے تھے وہ خم کی خم جب تین چار آنیکو تھی

یک بیک آئی نہ تھین ہو جو میری ہچکیان
تجکو میری یاد اے غفلت شعار آنیکو تھی

مرتے ہی کیون مٹ گیا سینے سے داغ ظلم دوست
سنتے تھے یہ شمع تا زیر مزار آنیکو تھی

اپنے سے بڑھکر جو روز ہجر دیکھا مضطرب
برق خاطف میری جانب بیقرار آنیکو تھی

ضعف سے لب تک نہین آتی ہے اے گردون جو آہ
پھر سیر لامکان جو ایکبار آنیکو تھی

تو نے فرقت مین جو میری جان لیکر ٹالدی
کیا مصیبت اے مرے پروردگار آنیکو تھی

کچھ وہ سمجھے دلمین کچھ ہم بات یونہین ہوگئی
ورنہ کیا کیا گفتگو روز شمار آنیکو تھی

کیا عجب وہ داغ دل ہی ہو جلانے کے لئے
کوئی شے اونکی طرف سے یادگار آنیکو تھی

موت نے پہلے ہی آکر کر دیا سب فیصلہ
تیری نوبت اے کسیکے انتظار آنیکو تھی

شکر ہے اوس روے روشن سے جلا حاصل ہوئی
باہر آنکھون سے نگاہ پر غبار آنیکو تھی

ایک رشک گل کو تھی شمشاد سے ملنے کی فکر
اوسکے گلزار تمنا مین بہار آنیکو تھی

شہرت ہے چار سمت مری اونکی چاہ کی
یارب نکال دے کوئی صورت نباہ کی

اوسنے ادا دکھائی جو چشم سیاہ کی
سینے کے پار ہوگئی برچھی نگاہ کی

خوگر جو میری طبع ہے ذوق نگاہ کی
تا حشر کان تک نہ صدا آئی آہ کی

بکہرا کے بال پہاڑ کے کپڑے جہکا کے سر
روز شمار خوف نہین کچھ حساب کا

رک رک کے نکلے آہ تو کیا ہو ثبوت عشق
کہتی ہے مجسے یار کی مستی بہری نگاہ

ابکی شراب خانہ دکہا مینگے ہم ضرور
کچھ دلکی روشنی سے پتا آج ملگیا

آنکلے بہول کر جو مرے میکدے کی سمت
دیتی ہے دم مین زاہد صد سالہ کو فریب

آئینۂ ثبوت خرابی اوج ہے
مانند تیغ دل سے جگر تک اوتر گئی

عاشق کے دل مین ہوتی ہے تاثیر جذب عشق
بعد فنا بہی ہے جو تصور مین وہ جمال

جسپر گزرتی ہے وہی کچھ جانتا ہے حال
منزل کڑی عدم کی ہے درپیش کل ہمین

صورت ہی دال ہوتی ہے باطن کے حال پر
کرتا ہے غیر سے مرے آگے لگاوٹین

منظور ہے اگر کہ ہمیشہ بنی رہے

چتون وہان پہری کہ یہان مین نے آہ کی
سن لو جو ایکبار دل داد خواہ کی

تصویر کہینچتا ہون مین حال تباہ کی
حد ہی نہین ہے جب کوئی میرے گناہ کی

دعوے کو سست کرتی ہے لکنت گواہ کی
صحبت شراب سے بہی رہے گاہ گاہ کی

بہولا جو شیخ راہ کہین خانقاہ کی
مدت سے تہی تلاش تری خلوہ گاہ کی

شیخی بہلا دُن شیخ مشیخت پناہ کی
اوسنے سی چال اوس بت کافر نگاہ کی

گردش کبہی فضول نہین مہر و ماہ کی
ترچہی پڑی نگاہ کسی کج کلاہ کی

ہو کہربا مین جیسے کشش برگ کاہ کی
ہے رشک مہر شمع مری خوابگاہ کی

یوسف سے قدر پوچہیے کنعان کی چاہ کی
لازم ہے فکر آج ہی کچھ زاد راہ کی

اظہار عشق مین نہین حاجت گواہ کی
شوخی تو دیکہیے صنم کینہ خواہ کی

آپس مین دل لگی ہو مگر راہ راہ کی

جب خاک ہو گئے نہین ملتا ہے کچھ پتا
تربت گدا کی ہے کہ یہ مرقد ہے شاہ کی

شمشاد رشک جسم ہین گردون وہان غلام
بلقیس اک کنیز تھی جس بارگاہ کی

شکوہ رقیب کا نہ تمہارا گلا مجھے
حسرت بھری نگاہ نے رسوا کیا مجھے

جلسے مین غیر کے جو یہ دل لیگیا مجھے
میری نگاہ گرم نے رسوا کیا مجھے

سنتا جو کوئی غیر تو کہتا وہ کیا مجھے
او شوخ باتون باتون مین کیا کہ گیا مجھے

جو چاہئے وہ دیجئے صاحب سزا مجھے
لیکن بتائی بھی تو میری خطا مجھے

کیا کیا مصیبتین نظر آتی ہین عشق مین
انجام کار پھر بھی نہین سوجھتا مجھے

روز شمار ہے کہین مین بھی نہ کھل پڑون
سمجھائی حساب جفا و وفا مجھے

جی کھول کر مین اسلئے قاتل سے کھلگیا
تھا جان سے عزیز مرا مدعا مجھے

مانند حسن رکھتے تھے پہلے یہی عزیز
ابتو کوئی حسین نہین پوچھتا مجھے

اوس مہ جبین کے ہاتھ مین آئینہ دیکھکر
انجام کار سوچ کے سکتا ہوا مجھے

فارغ جہان سے ہے تمہارا نیاز مند
کیا ہو تلاش سایۂ بال ہما مجھے

نازک دماغ ہون دم گلگشت گلستان
تکلیف دیگی غنچۂ گل کی صدا مجھے

جور و ستم سے جسکے مین دم توڑتا رہا
آنکھین چرا چرا کے وہ دیکھا کیا مجھے

مین نے بھی نقد دین و دل و جان کیا نثار
احسان کیا جو آپ نے بوسہ دیا مجھے

درد فراق یار مین دی مین نے اپنی جان
کیا سوجھی اس مرض کی یکا یک دوا مجھے

سرکار عشق مین جو کیا مین نے نذر دل
مین کیا کہون ملا جو وہان سی صلا مجھے

مجھ بینوا کو سندس و قاقم سے کیا غرض
کافی ہے فرش کے لئے اک بوریا مجھے

یاران رفتہ سے جو مین کچھ پیچھے چھٹ گیا
آواز دے رہی ہے صداے درا مجھے

مین سیکھتا ضرور رہ و رسم دوست رس
ملتا جو ہولے بہٹکے بہی خضر رہنما مجھے

روز ازل سے واقف آغاز عشق ہون
اس ابتدا کی ملتی نہین انتہا مجھے

پامال جانکر مجھے اک گل کی چال کا
اٹکھیلیان دکھاتی ہے باد صبا مجھے

جھلکی دکھائی ترچھی نظر کی چلا گیا
قاتل کی ان اداؤن نے گھایل کیا مجھے

جسمین حواس کھو کے ابھی آرہا ہون مین
لو پھر اوسی گلی مین یہ دل لیچلا مجھے

اوس رشک گل نے دلسے بھلایا ہی آجکل
شمشاد جسکی یاد ہے حد سے سوا مجھے

جوش الفت سے جو ہم اونپر فدا ہونے لگے
پیار کیا کرتے کہ وہ اولٹے خفا ہونے لگے

کیا عجب ہے جو برہمن پارسا ہونے لگے
اب بتان دہر اکثر با خدا ہونے لگے

سچ اگر پوچھو غنیمت تہی تمہاری کم سنی
جسقدر ہشیار اوتنے بیوفا ہونے لگے

وہ بہی اب رہ رہ کے چونک اوٹھتے ہین خواب ناز سے
اسقدر تو میرے نالے بہی رسا ہونے لگے

درد بہی دینا تو ایسا درد دینا اے خدا
کچھ دل رنجور کی جس سے دوا ہونے لگے

نامناسب کوئی فقرا خط مین اے قاصد تہا
کیا کہا تو نے کہ مجھپر خفا ہونے لگے

اب ہماری اونکی الفت چھپ نہین سکتی کبھی
اپنے بیگانون مین چرچے جا بجا ہونے لگے

میل آرایش جو اوس یکتاے دوران کو ہوا
ہم پریشان صورت زلف دوتا ہونے لگے

ضد جو کی مجھپر مسیحا اور عزرائیل نے
دوست دشمن دونون مصروف دعا ہونے لگے

کسطرح ہمکو نہ و اب اپنے دین دل کی فکر
آپ کی جانب سے سامان دغا ہونے لگے

کسکے دلکش نغمون نے ایسا اوڑاے انکے ہوش
سب کے سب ساز طرب کیون ہمصدا ہونے لگے

عین گریہ مین جو یاد سلک دندان آگئی — قطرہاے اشک در بے بہا ہونے لگے
طائر مضمون کو اب خوف گرفتاری نہین — فکر کے ڈورے کچہہ ایسے نارسا ہونے لگے
دیکھین پیری مین دکھاتا ہے ہمین کیا کچہہ یہ ضعف — اس جوانی ہی مین ہم بیدست و پا ہونے لگے
ہمنے کیون تمکو جتائی اپنی الفت صاف صاف — جو نہونے تھے ستم اے دلربا ہونے لگے
مجسے رند مست پر اوبت جو تو ہے مہربان — شیخ و زاہد ہی تجہی پر مبتلا ہونے لگے

کرتے ہو شمشاد جو تعمیل ارشاد نثار
اک غزل ایسی پڑہو اب واہ واہ ہونے لگے

آشناؤن سے جو تم ناآشنا ہونے لگے — مدعی صرف بیان مدعا ہونے لگے
آپ نے بیوجہ ہمسے کیسی آنکھین پہیر لین — ہم اگر دل پہیر لین کیسا گلا ہونے لگے
تم تو کینے دور کر دو ہم نکالین حسرتین — پہیر جہٹ جاے دلون مین راستا ہونے لگے
ہے ہجوم آرزو آئین اگر اونکے قدم — کعبۂ دلمین طواف نقش پا ہونے لگے
آپ سے جس جس نے سیکھی آکے طرز دلبری — ناز کے انداز اونسے سب ادا ہونے لگے
میرے فیض عشق سے ڈہاؤگے اکدن آفتین — دو ہی دن مین دیکہہ لو تم کیا سے کیا ہونے لگے
غیر یا تنہائی گر جالین تو کچہہ پروا نہین — مین جو کچہہ منہ سے کہون آفت بپا ہونے لگے
تم تو کیا پتہر کے دلمین بہی کرے پورا اثر — میری جانب سے جو کچھ التجا ہونے لگے
جہلکیون ہی مین بناوٹ ہین وہ رشک کلیم — قہر ہو جاے جو پورا سامنا ہونے لگے
جان بلب ہو گو مریض عشق درد ہجر سے — تم عیادت کو جو آجاؤ شفا ہونے لگے
بو الہوس کیا کیا جتے باندہے ہے کوئی یار مین — اک نگاہ گرم عاشق سے ہوا ہونے لگے
آمدؤن نے کیا ہے خانۂ دلمین ہجوم — تم جو آجاؤ نہین معلوم کیا ہونے لگے

وصل اگر میں چاہتا کاہیکو جیتا چھوڑتے
ایک بوسے پر جو تم اتنا خفا ہونے لگے

معجزہ اپنا دکہائے وہ لب جان بخش اگر
پانی پانی شرم سے آب بقا ہونے لگے

تم اگر آنسو کے دو قطرے بہادو نعش پر
اے مسیحا منفعل میری قضا ہونے لگے

کسطرف ہے اے میری ذوق اسیری المدد
طائرِ دل دام گیسو سے رہا ہونے لگے

ربط جیسا گر خون سے پہلے تہا اب وہ نہین
تم بہی اے شمشاد کچہ کچہ پارسا ہونے لگے

پڑا اُجاو جو کام اک بے خبر سے
دعا بہی منہ چراتی ہے اثر سے

بلا سے میکشو بادل نہ برسے
جہڑی لگتی ہے میری چشم تر سے

جگر کیونکر بچے اوسکی نظر سے
کہین یہ تیر رکتا ہے سپر سے

ہمارا جسم لاغر شکل جوہر
لپٹ کر رہگیا تیغ نظر سے

بتاتا ہے یہ دل ذلت کی راہین
حذر لازم ہے ایسے راہبر سے

دکہاتا نوح کا طوفان دم مین
جہڑی لگتی جو میری چشم تر سے

لگاتے ہو جو دلمین نخل الفت
ابہی سے ہاتہ دہو بیٹہو ثمر سے

تماشا ہوا لپٹنے دے جو وہ شوخ
مرا تار نظر موے کمر سے

کمی کی آج کیا پہر آنسوؤن نے
برستا ہے لہو کیون چشم تر سے

لیا مین نے جو اون دانتون کا بوسہ
مرے لب تر ہوئے آب گہر سے

نہین دیتا ہے ظالم ایک بوسہ
خوشامد کرتے ہین ہم دوپہر سے

الہی کیسی نیند آئی پس مرگ
نہ چونکے ہم صدائے نوحہ گر سے

چہٹے کیا عشق زلف و رخ سے پیچہا
مفر ممکن نہین شام و سحر سے

رقیبون کی تو گلیان چہانتے ہو ۔ گزرتے تک نہین لیکن ادہر سے
ہماری آنکہون کا سیلاب دیکہو ۔ روان ہین ندّیان خون جگر سے
گئی مہمانیٔ غم مین مری جان ۔ نکالا میزبان کو اپنے گہر سے
بجا ہے دعوے یکتائی اوسکا ۔ دو عالم کو لبہایا اک نظر سے
انہین نے دام مین لاکر پہنسایا ۔ مجہے وحشت نہو کیون بال پر سے
مین عاشق ہون مجہے مرغوب ہے دشت ۔ کہو تم اسطرف آئے کدہر سے
چہڑاتا ہے جو مجہے عشق گیسو ۔ اولجہ پڑتا ہون اپنے چارہ گر سے
بلندی کی نلے اے چرخ گردان ۔ حذر کر میری آہ پُر شرر سے
جسے ہو اعتماد پارسائی ۔ لڑائی آنکہ میرے فتنہ گر سے
اگر مرجاؤن تو بہی وہ نپوچہے ۔ لڑی ہین آنکہین ایسے بیخبر سے
ملے کیا پہل گلون کی دوستی کا
نہین شمشاد کو نسبت ثمر سے

نہ مجکو نشۂ دولت نہ شغل مے پرستی ہے ۔ کسیکی آنکہین دیکہین ہین اوسی کی سارہی مستی ہے
عزیزون مین ہی ماتم قبر پر حسرت برستی ہے ۔ یہ کیا اندہیر ہے رہ رہ کے شمع گور ہنستی ہے
الٰہی کسطرح لیلون کہ جنس درد سستی ہے ۔ یہان تو نقدِ دل تک بہی نہین یہ تنگدستی ہے
بہت پامال ہین کچہہ وہم مطلق نہ جی ہلا ۔ جسے کہتے ہین سب دنیا عجب ویران بستی ہے
چلا جاتا ہے وہ گلپوش تب آنسو امنڈتے ہین ۔ ہماری چشم گریان کیا ہی بے موسم برستی ہے
بقائے بجت کا مصداق ہے حسنِ رخ جانان ۔ فنائے محض کہتے ہین جسے عاشق کی ہستی ہے
جسے یہ سر چڑہاتے ہین اوسے پامال کرتے ہین ۔ حسینون کی محبت مین بلندی عین پستی ہے

مبارک ہو انہین نو دولتون کو نشۂ دولت | سرِ درویش مین دردِ خمارِ فاقہ مستی ہے
اگر لی ہی نقد جان و دین دل کے بدلے بھی | تو ہم واللہ سمجھین جنسِ درد ارزان سستی ہے
الٰہی صبح ہم یون مرتے جنکی محبت مین | ہمارے قتل پر اونکی کمر ہر روز کستی ہے
ازل سے آجتک بدست ہون مین ایک جام مین | شراب تند الفت مین بھی کیا پُر زور مستی ہے
نظر کرتے ہین ہر مصنوع مین ہم صنعتِ صانع | ہماری بت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے
مزا تھا ہم کلامی کا کہ موسیٰ نے طوالت دی | وگرنہ بات اتنی تھی کہ کہتے چوب دستی ہے
مزے کی بات مین لطف طوالت پوچھو موسیٰ سے | کہ کیا کچھ کہگئے کہنے کو تھے یہ چوب دستی ہے
نہین ممکن کہ وقت قتل نکلے دید کی حسرت | روانی تیغ مین قاتل مین پوری تیز دستی ہے
عجب کیا ساتھ ہی نالے کے میرا دم نکلجائے | کہ ہر انسان کی اک سانس پر بنیاد ہستی ہے
کسیکی مست آنکھون کا تصور ہے جو مدت سے | او نہین وہ ساغرون کی میرے دلمین بسا رہی ہے
یہان آتے ہی نقد دین و جنس دل لٹا بیٹھے | جسے اندھیر نگری سنتے تھے دنیا کی بستی ہے
مجھے ترک خودی سے گوہرِ مقصود ہاتھ آیا | حجاب دید ہر طالب کو اوسکی خود پرستی ہے
سرِ تربت زبانِ حال سے کہتی ہے یہ نرگس | پئے نظارہ روح عاشق شیدا ترستی ہے
تصور کھینچتا ہے جو ہمارے دل کے صفحے پر | نہ وہ تصویر عکسی ہے نہ وہ تصویر دستی ہے
نہین زیبا ہے طالب کو پھنسے قید مجازی مین | معانی کے لیے زینہ فقط صورت پرستی ہے
نہین وہ دیکھ سکتے مفلسون کو اپنی حالت پر | خداوندان نعمت کی یہ کیا کم سرپرستی ہے

خریدارون کی قلت اور کثرت سے ہے نرخ اسکا
متاع درد اے شمشاد مہنگی ہے نہ سستی ہے

بتا دین کیا تجھے ہم اے بتِ عیار سمجھے تھے | جفا کار و وفا دشمن بڑا خونخوار سمجھے تھے

ہلالی چاند کو ہم شام غم تلوار سمجھے تھے
گریبان سحر کو زخم دامن دار سمجھے تھے

طلوع ماہ کو ہم آمد دلدار سمجھے تھے
گجر کے شور کو پازیب کی جھنکار سمجھے تھے

اگر رخسارۂ رنگین کو ہم گلزار سمجھے تھے
تمہاری مشک افشان زلف کو تاتار سمجھے تھے

وہ آئے بے نیازی پر تو ادنکے شعبدہ بازون نے
وہی محتاج ترنگے جنہین زردار سمجھے تھے

انا جب رہگئی منصور مین پھر بیخودی کیسی
عبث اوسکو مے وحدت سے ہم سرشار سمجھے تھے

سنی سبکی نہ بولے غنچہ آسا باغ عالم مین
خموشی مغز دار ... کے ہم اسرار سمجھے تھے

یہی مضمون سطر اشک چشم سرمہ آگین تھا
کہ ہم روتے ہین اونپر جو ہمین بیمار سمجھے تھے

دوبارہ چھیڑنا تربت مین کب معلوم تھا ہمکو
تری وحدت مین کافی ایک ہی اقرار سمجھے تھے

یہ ممکن تھا کہ ہمسے رند مست آتے ادھر زاہد
تری مسجد کو میخانہ تجھے میخوار سمجھے تھے

چمن مین تیرے جاتے چپ ہوئی غنچۂ سوسن
مگر تیری ادائے شوخی گفتار سمجھے تھے

خط سرخ بیاض چشم مست شوخ کا مضمون
شہیدان ادا دکشتۂ دیدار سمجھے تھے

عبث وربان نے نالون سے رد کا ہمکو اوس ربر
وہ میرے نالون کو آواز موسیقار سمجھے تھے

مری گردش سے ہے ریگ روان وادی غربت
جسے فرہاد و مجنون دشت یا کہسار سمجھے تھے

بھروسا کسطرح ہمکو خط تقدیر پر ہوتا
قلم کو وہ زبانی سے زبان یار سمجھے تھے

ستم ہے سرکشان دہر نے کل اوسکو سولی دی
جسے منصور تم ہم کشتۂ دیدار سمجھے تھے

غضب ہے منہ چھپایا اوسنے محشر مین بھی ہمسے
یہان پر ہم وفا سے وعدۂ دیدار سمجھے تھے

ہمین کو حضرت منصور کے پردے مین سولی دی
ہمین کو بادۂ توحید سے سرشار سمجھے تھے

وہی تھا جلوہ گاہ شاہد یکتا سے زیبائی
جسے موسیٰ فضائے وادی پرخار سمجھے تھے

ازل سے پابگل ہونا چمن مین بے سبب کب تھا
مگر یہ سرو تیری شوخی رفتار سمجھے تھے

نہین پرسش ہے روز حشر کچھ ایام غفلت کی
وہی ہشیار نکلے جنکو ہم میخوار سمجھے تھے

تری شہباز رحمت نے بچایا دام دوزخ سے
فرشتے تو ہمین کو مرغ آتشخوار سمجھے تھے

اوہی رستے تو آخر خانۂ دل مین چلے آئے
ہماری آنکھ کی کھڑکی کو تم دیوار سمجھے تھے

لگایا کیون گلے ہمسے بتان ہند وارہن کو
رگ گردن کو ہم کیا رشتۂ زنار سمجھے تھے

جھڑی ساون کی آنکھون سے لگی تھی تیری فرقت مین
ہماری آہ کو سب برق آتشبار سمجھے تھے

لب پیمانے خوب چوسا تونے اسے زاہد
ترے ہونٹون کو پہلے ہم لب فار سمجھے تھے

ارسطو کیا تمام عشق مین لاکھون سے بحثین کین
وہی نادان تر نکلے جنہین ہشیار سمجھے تھے

یہی باتین بناتے تھے کھڑے کل طور سینا پر
جنہین غفلت سے ہم ہی کشتۂ دیدار سمجھے تھے

غضب ہے یہ کہ تو شمشاد کو اب خار دیتا ہے
سمن بو تجھکو سمجھے تھے گل بیخار سمجھے تھے

وصل مین یار رکاوٹ کیسی
ایک ہی سمت یہ کروٹ کیسی

مجھسے کرتے ہو لگاوٹ کیسی
اور پھر اوس مین بناوٹ کیسی

سوے دل کر ہی چکے تھے وہ نظر
شرم حائل ہوئی جھٹ پٹ کیسی

خاک پر گر کے ترے کشتے نے
پھر لی سانس ہی کروٹ کیسی

دل جو تیرا نہ رکا اے قاتل
پھید یہ خنجر مین رکاوٹ کیسی

میٹھی چھریان ہین یہ میٹھی باتین
ذبح کرتے ہین لگاوٹ کیسی

ذبح کرنا ہے مرا طائر دل
پھانستے ہین وہ لگاوٹ کیسی

لب شیرین کی محبت تھی سم
جان لیلی مری جھٹ پٹ کیسی

ساتھ سوے تھے ابھی اوٹھ کے چلے
لی زمانے نے یہ کروٹ کیسی

وہ تو کرتا ہی نہین یاد ہمین ؎ نام کی اوسکے ہمین رٹ کیسی ؎

دیکھئے اون کی بناسے الفت وہی ہینٹون مین ہے چوپٹ کیسی

تم ہو یا ہم ہین نہین اور کوئی ؎ ہر گہڑی لیتے ہو آہٹ کیسی

رخنہ گر کوئی جو پہلو مین نہین جگر و دل مین یہ کھٹ پٹ کیسی

وہ پہرے بہر عیادت آکر ؎ بڑہ کے اب نبض گئی گہٹ گیسی

ملتے بہی ہین تو جلانے کے لیئے لاگ رکہتے ہین لگاوٹ کیسی ؎

ہاتہہ سے دل جو نکلی تا نہ ہے ؎ عقل ہو جاتی ہے چوپٹ کیسی

سب تکلف ہین فضول اے گارو جامہ زیبی مین سجاوٹ کیسی

ہمنے مانا کہ عدو آپ نہین ؎ پہر عدو سے یہ لگاوٹ کیسی

کیون جی شمشاد ہمارے آگے
دو سرو سے یہ لگاوٹ کیسی ؎

حق نے دی ہے تمہین صورت کیسی اور ساتہہ اوسکے یہ سیرت کیسی

کی ہے منصور کی نصرت کیسی ؎ دار پر دی اوسے رفعت کیسی ؎

وہ تو ڈہونڈہین نہ ملون مین اون کو ہاے اسد رجہ سخافت کیسی

اون کو جب ہمسے نہین کچھہ الفت ہمکو پہر اون سے محبت کیسی

ایکہی طالب و مطلوب ہین جب ہمکو دیدار کی حسرت کیسی ؎

ہوتے ہین غیر مکلف عاشق ؎ ان سے معشوقون کی طاعت کیسی

کیون نہ اس کوچے کو دلکش سمجھون کہچی جاتی ہے طبیعت کیسی

گرم جوشی وہ رقیبون سے کرین میرے دل مین یہ حرارت کیسی

اوسکے کوچے سے اوٹھاتے ہین مجھے
صحن جنت مین یہ نکہت کیسی

میٹھی باتون سے یہ گرودل کو
مار رکھتے ہین محبت کیسی

لے کے انگڑائی جھکالی گردن
یہ ادا بھی ہے قیامت کیسی

محو دیدار سے کوئی پوچھے
صورت آئنہ حیرت کیسی

یہ ہجوم غم و اندوہ اس مین
گوشۂ دل مین ہے وسعت کیسی

جس کو چاہا اوسے دل ہمنے دیا
آپ کی اس مین اجازت کیسی

وہ مسیحا جو اوٹھا پہلو سے
ہوگئی جان بھی رخصت کیسی

ہر جگہہ مین نے تمھین کو پایا
راس آئی مجھے غربت کیسی

آپ سچے ہین مگر یہ کہئے
باتون مین آپ کی لکنت کیسی

اب تو بوسون سے بھی جی پھیکا ہے
چوسے ہونٹون مین حلاوت کیسی

آپ محتاج ہین اہل دنیا
ان سے امید اعانت کیسی

کیا بٹھانے مین تھے پہلے اصرار
اب اوٹھانے مین ہے عجلت کیسی

میری ہر بات کے قائل ہین رقیب
پھر بھی کرتے ہین شرارت کیسی

جس سے ملتے ہو مٹاتے ہو اوسے
یہ عداوت ہے محبت کیسی

تمنے شمشاد عبث کی الفت
دو ہی دن مین ہوئی صورت کیسی

حسن کو ملتی ہے عزت کیسی
عشق مین ہوتی ہے ذلت کیسی

وہ جو بن ٹھن کے ادھر سے نکلے
بڑھ گئی میری طبیعت کیسی

ڈھونڈھ کر موت پھری جاتی ہے
اسقدر مجھ مین نحافت کیسی

اے مہ چار دہ حسن شباب
روز افزون ہے نزاکت کیسی

ایک ہی عاشق و معشوق ہین جب
خلل انداز یہ فرقت کیسی ؎

بے نیازی کے اگر دعوے ہین
طلب زہد و عبادت کیسی ؎

کیون یہ خوش چشم کیا کرتے ہین رم
ان غزالون مین ہے وحشت کیسی

ابھی کل ہی تو کیا تھا وعدہ ؎
بھول جانے کی یہ عادت کیسی

دیکھہ خال رخ جانان اے شیخ
سنگ اسود کی زیارت کیسی

ایک دم کے لیے آؤ دیکھو ؎
گوشۂ دل مین ہے عزلت کیسی

جس نے مانگا اوسے دل ہنے دیا
ہاتھہ پر ایک کے بیعت کیسی

اپنے جلوون سے جلا دے ہمکو
محو دیدار کو جنت کیسی ؎

بوسہ اوس بت سے مکرر مانگا ؎
کام آئی مری لکنت کیسی ؎

کیون ہوئی میری محبت ظاہر
کرتے ہین مجھسے وہ نفرت کیسی

پہلے کوئی بھی نتھا میرے سوا
اب رقیبون کی ہے کثرت کیسی

مگس خوان طمع سے پوچھو ؎
حرص کھو دیتی ہے عزت کیسی

مجھسے وعدہ ہو وفا غیر سے ہو
بیمحل ہے یہ عنایت کیسی

تمنے جو رنج دئے ہین ہمکو ؎
سامنے کہتے ہین غیبت کیسی ؎

بوسہ بازی مین ہوئی رات تمام
کیا بتاؤن رہی صحبت کیسی

غیر کے تفرقے مین آخر آکر
اب اوٹھاتے ہو ندامت کیسی

تمنے چھوڑن بھی جو ہمکو پوچھا
عاشقون مین ہوئی عزت کیسی

فتنے برپا کیے چلکر اوس نے
قد سے دکھلائی قیامت کیسی

نقد دل دیکے اوسے اے شمشاد
اب ہے ہرکام مین وقت کیسی

یوسف نے جو کہہ دی تہی نظر چشم پدر سے
وہ آہ بہی کیا آہ نہ جو اوٹھے جگر سے
اشکون کی جہڑی لگ گئی اب دیدۂ تر سے
نالہ ہے اگر رعد تو ہے دود جگر ابر
علت کو تو معلول ہے لازم یہ عجب ہے
جز داغ نہین منت اغیار سے حاصل
فرہاد نے دی جان مگر جہل کے باعث
مدلول تو لازم ہے ہر اک ال کو لیکن
نامہ نہ پڑہین دیکہ لین پر ہاے کبوتر
فرہاد علاج سر خسرو نہ کیا واہ
محفوظ خزان سے ہے وہ نمو جسمین نہین ہے
یاد رخ روشن مین نکلتے نہین آنسو
اے چشم کو اکب تمہین لگ جاے چکا چوندہ

تہا مد نظر بہائی بہی ہون دور نظر سے
وہ عشق بہی ہے کوئی جو خالی ہو اثر سے
ہان ابر سے کہدو کہ نہین اور وہ برسے
برسات نہ کسطرح رہے دیدۂ تر سے
بینائی یعقوب گئی نور نظر سے
روشن ہوئی یہ بات ہمین شمس و قمر سے
آگاہ نتہا کچہہ بہی وہ مفہوم خبر سے
خالی کمر یار ہے مفہوم کمر سے
ہو جائینگے واقف وہ مرے چاک جگر سے
اپنا سر شوریدہ کیا چاک تبر سے
ظاہر ہے عقیق شجری شاخ شجر سے
خورشید ٹپکتے ہین مرے دیدۂ تر سے
آنکہین جو لڑاؤ کبہی اوس رشک قمر سے

شمشاد نے کہینچی تہی جو روز ازل اک آہ
افلاک بنے سب یہ اوسی دود جگر سے

وہ مرا دل دکہا نہین سکتے
ساز غم ہم بجا نہین سکتے

عرش اعظم ہلا نہین سکتے
نالے اونکو سنا نہین سکتے

دل کسی سے لگا نہین سکتے ؛ بار فرقت اوٹھا نہین سکتے
وہ مرے پاس آ نہین سکتے ؛ ہاے ہم بہی بلا نہین سکتے ؛
قالب جام مین نہون جب تک لب سے لب ہم ملا نہین سکتے
مردم دیدہ سے ہے اونکو حجاب آنکہون مین بہی وہ آ نہین سکتے
مین اونہین اپنی جان کہتا ہون جہوٹی قسمین وہ کہا نہین سکتے
وہ قیامت خرام ہین اے دل اوٹہکے فتنے ہٹا نہین سکتے
یہ صداے شکست شیشۂ دل ہم اونہین کو سنا نہین سکتے
جان کر مجکو محو لذت درد دل بہی میرا دُکہا نہین سکتے
سنگدل ہو تمہارے دل مین ہم نخل الفت لگا نہین سکتے
چاکِ دل ہے نشان وحشت کا اس مین ٹانکا لگا نہین سکتے ؛
نوسے معشوق رکھتے ہین عاشق ناز بیجا اوٹہا نہین سکتے ؛
کسطرح اوسکے دل کو نگپہلائین سنگ خارا گلا نہین سکتے
خوف اظہارِ عشق دندان سے آنسو بہی ہم بہا نہین سکتے
چشم سوزن کو بہی جگر کا چاک کسی صورت دکہا نہین سکتے
وہ ہین نازک مزاج ضعف ہمین نالے بہی آزما نہین سکتے
اوس کی مہندی کے چور سے زاہد نقد ایمان بچا نہین سکتے
تیری صورت بسی ہے جب دلمین گل جنت سما نہین سکتے
[illegible] ہین اوسکے جہوٹے وعدون پر ایک بہی آزما نہین سکتے ؛
اور امید کیا ہو نالون سے عرش تک جب ہلا نہین سکتے

سخت نازک مزاج ہے وہ شوخ ۔ وصل مین گدگدا نہین سکتے

ہاے رے ضعف خاک ہونے پر ۔ تا لب بام جا نہین سکتے

آکے ابکی جو اوٹھ گیا شمشاد ۔ پھر اوسے آپ پا نہین سکتے

جب غمون کی ایک حالت ہوگئی ۔ ہر مصیبت ہمکو راحت ہوگئی

کس سے اے شمشاد الفت ہوگئی ۔ دو ہی دن مین کیسی صورت ہوگئی

بڑہتی جاتی ہے عداوت آپ کی ۔ یہ بہی کیا میری محبت ہوگئی

حُسن کی اونکے ترقی کچھ نہ پوچھ ۔ عاشقون کے دل کی حسرت ہوگئی

وہم مین بہی اونکے جا سکتا نہین ۔ ہاے کس درجہ نحافت ہوگئی

ہے غم کونین کی اس مین جگہ ۔ گوشۂ دل مین یہ وسعت ہوگئی

آگیا کس کا تصور خلد مین ۔ کیون وطن مین فکر غربت ہوگئی

ہمدم دیرینہ پر کیا اعتماد ۔ روح و تن مین جبکہ فرقت ہوگئی

زاہدو منہ دیکھکر رہجاؤ گے ۔ مجھسے مجرم پر جو رحمت ہوگئی

دلنشین ہے تنگی کنج لحد ۔ بزم دنیا سے یہ نفرت ہوگئی

جب عبادت کے عوض مین ہی نجات ۔ اوسکی رحمت میری طاعت ہوگئی

کیجئی تیغ نظر سے انتخاب ۔ چاہنے والون کی کثرت ہوگئی

گو کہ بہیجا دار پر منصور کو ۔ ہمسرون پہ اوسکو رفعت ہوگئی

گہر سے رہتا ہے غم عالم مجھے ۔ مفلسی کیا بادشاہت ہوگئی

ہنستے تھے حیرانی عشاق پر ۔ آئنہ دیکھا تو حیرت ہوگئی

سچ تو یہ ہے تیری رحمت دیکھکر ؎ ہم گنہگارون کو جرأت ہوگئی
پھر وہی سب حسرتین زندہ ہوئین ؎ آپ کیا آئے قیامت ہوگئی
لیتے ہین منہ دیکھنے کو آئینہ ؎ اون کی حیرانی کی صورت ہوگئی
ہے ضرر ہی ان حسینون کو مفید ؎ جب گھٹی طاقت نزاکت ہوگئی
پڑگئی رندون مین ہلچل ہر طرف ؎ آمدِ واعظ قیامت ہوگئی ؎
اُوٹھ گئے وہ پہلو سے جانے ہی کو تھے ؎ جان اون سے پہلے رخصت ہوگئی
آپڑا زاہد جو بزم رقص مین ؎ کچھ نپوچھو کیا بُری گت ہوگئی
کچھ نشان اسکا نہین اب غیر نام ؎ لو وفا ہی آدمیت ہوگئی ؎ ؎
بیوفائی کا گلا کیا کیجئے ؎ جب حسینون کی یہ عادت ہوگئی
اب اوٹھانا غیر کا کیا بات ہے ؎ بیٹھنے کی جب اجازت ہوگئی
جمع تھے ہوش وخرد صبر وسکون ؎ کچھ دنون کیسی یہ صحبت ہوگئی

دولتِ نقدِ دل شمشاد سے
کس بلا کی اون کو نخوت ہوگئی

سُنی اوس شوخ نے میری کہانی ؎ مگر میرے مخالف کی زبانی
ہزارون جھوٹ سچ کہتے ہو جانی ؎ کہان سیکھے ہو اتنی خوش بیانی
نہین تم واقفِ سوزِ نہانی ؎ سنو کچھ شمع سوزان کی زبانی
رہے مجھپر تمہاری مہربانی ؎ رقیبون پر بلاے آسمانی ؎
اودھر سب آرزوئین جان بلب ہین ؎ اودھر اون کا ہے آغاز جوانی
کہین بعد فنا آتے لحد پر ؎ کہ ہم کہتے تھے اونکو یار جانی

کہین دیکھا ہی ہے نورِ نظر کو
یہ تھا مقصود لفظِ لن ترانی

اوٹھائین لاکہ وہ پہلو سے مجکو
نہ اوٹھنے دیگی سپری ناتوانی

نہ کیون یوسف سے دونا ہو ترا حسن
کہ تھا وہ نقش اوّل تو ہے ثانی

ترا خنجر ہے کیون بے آب ای ترک
چورایا کیا مرے زخمون نے پانی

نہ مٹنے پاے اے عیش سبک گام
جگر پر داغ ہے غم کی نشانی

ضعیفی کھوتی ہے تاب و توان جب
بدن پر روح کرتی ہے گرانی

فلک بے رنگ ہے چشم ملک مین
دوپٹا کس نے اوڑہا آسمانی

نہین تمکو تمیز دوست دشمن
کروگے کیا ہماری قدردانی

سنین ہین تمنے لاکہون داستانین
ہماری بہی کبہی سن لو کہانی

کہین شمشاد پر عاشق ہوے تم
کہے دیتا ہے رنگِ زعفرانی

بس اب رہنے دو ساری لن ترانی
ابہی ہمنے حقیقت اپنی جانی

رولادیتی جدائی کی کہانی
جو تم سنتے کبہی میری زبانی

نہ جنت دے نہ عیش جاودانی
ہمین دیدار ہی کافی ہے جانی

نہ سمجہے ابتدا سے عشق مین حیف
محبت مین ہے عیب بدگمانی

کیا ان آنسوون نے فاش ادہر بہی
ہمارا عشق تہا راز نہانی

ترے کوچے سے آخر مرکے نکلے
کٹی جنت مین ساری زندگانی

جہان دو فقرے دیدیتے ہمنا دشمن
وہ کہدیتے ہین سب ہمنی کہانی

نہین اوٹہتا ہے مجہے ناز نا دنکا
نہ اوٹہتی کسی مین ناتوانی

بظاہر ہنس رہی ہے شمع سوزان — مگر ہے وہ دل غم کی نشانی
نہ میتے کو دکھائی جسنے صورت — کلام اوسنے کیا مجھسے زبانی
اگر شرح گداز دل لکھون مین — سیاہی مین ہو اشکون کی روانی
وہ میکش ہون کہ پیدا ہونیکے ساتھ — ہوئی گھٹی شراب ارغوانی
مٹاتا ہی رہا مین نقش ہستی — رہا جب تک میان وارفانی
وفا کی آرزو ہے تجھسے بیجا — کہ تو ہے عاشقون کی زندگانی
بہت دوڑا چکے کاغذ کے گھوڑے — کرو اب ہمسے کچھ باتین زبانی
بجا اے ناصح مشفق بجا تھی — مرے حق مین تمہاری غیبدانی

مبارک گلرخون کو عشق شمشاد
گلون کو ربط سرو بوستانی

بادۂ ذوق چمن سے جو وہ سرشار ہوے
روکش ساغر خون دیدۂ بیدار ہوے
تیری پلکین ہوئین یا ابرو خمدار ہوے
کس قدر تیز ہے اوسکی نگہ ناز کے تیر
زاہدون کی جو نظر پڑگئی اے بت تجبیر
پھنک گئے اور تپ عشق سے ہم تفتہ جگر
[illegible] ہے [illegible] کرتا ہون کبھی گردن پہ
[illegible] لئے آتے ہین
[illegible] گر بدن

کثرت داغ سے ہم غیرت گلزار ہوے
پر نہ ہم بادۂ دیدار سے سرشار ہوے
میرے حق مین کوئی خنجر کوئی تلوار ہوے
دل جگر چھید لے کو سینے کے اوس پار ہوے
دوڑے تسبیحون کے سب رشتہ زنار ہوے
پرتو سے جو سرخ آپکے رخسار ہوے
ہاتھ میرے ترے کھلائی ہوئی ہار ہوے
تیرے عشاق مین جو کشتۂ رفتار ہوے
مرض عشق مین ہم ایسے گرفتار ہوے

وہ رقیبون سے بگڑتے یہ کبھی ممکن تھا ۔ فقرے یارونکے فقط باعث تکرار ہوئے

بیچیاہین کہ جو ہم کرتے ہین اب خواہش وصل ۔ تیری جانب سے تو سو طرح کے انکار ہوئے

ہمسے جانباز تو جتنے تھے وہ سب ٹھہرے عدو ۔ پر جو دشمن تھے وہی آپکے اب یار ہوئے

میٹھی باتین بھی مری زہر ہین تیری نزدیک ۔ دل شکن بھلے ترے میرے لئے پیار ہوئے

روح کیون خانۂ تن مین ہو اب اتنی مضطر ۔ کہنہ اس گھر کے مگر سب در و دیوار ہوئے

گریۂ عاشق دندان سنوا کچھ بے سود ۔ جو گرے اشکون کے قطرے دُرِ شہوار ہوئے

سبکی آنکھون مین کھٹکنے لگے تنکا ہو کر ۔ اے گل تر تری نظرونمین جو ہم خار ہوئے

ان حسینون کو تو نقصان بھی ہوتا ہے مفید ۔ موئے مژگان جو بچے تیر کے سوفار ہوئے

صبحدم لوگ چلے جانب دیر و مسجد ۔ ہم روانہ طرف خانۂ خمار ہوئے

کسکی زلفون کی صفت نے یہ دکھائی تاثیر ۔ منتشر جو مرے دیوان کے اشعار ہوئے

جسطرف دیکھو خریدار نظر آتے ہین ۔ گھر حسینون کے مگر مصر کے بازار ہوئے

چاہتے ہین کسیصورت سے تجھے آئے ہنسی ۔ زعفران زار ترے عاشق بیمار ہوئے

گرتے ہین آہون سے شمشاد قیامت برپا
جبسے وہ شیفتۂ قامت دلدار ہوئے

خدا جانے وہ مجھسے کیا چاہتا ہے ۔ دل زار جس کی رضا چاہتا ہے

بھلا سن تو اے دل یہ کیا چاہتا ہے ۔ کہ اوس بیوفا سے وفا چاہتا ہے

ذرا دل سے آنکھون مین بھی آؤ پیارے ۔ کہ دونون مین جھگڑا ہوا چاہتا ہے

بڑھا ربط دل اوسکے شیرین لبون سے ۔ جو کچھ زندگی کا مزا چاہتا ہے

یہ راز محبت تو اشکون نے کھولا ۔ یہ الزام جب [illegible]

فقط حبیب [illegible] لپٹا ہے پھیلانا
وہ آئی ہنسی اب ہنسا چاہتا ہے

اوٹھاؤن تو کیونکر دل اوس سے اوٹھاؤن
کہ مجکو وہ مجھسے سوا چاہتا ہے

ترے آگے غنچے بہت ہنس رہے ہین
کوئی دم مین بس منہ بنا چاہتا ہے

ترے وصل کے جھوٹے وعدے [illegible]
یہ ارمان دل مین رہا چاہتا ہے

تڑپنے لگا کیون دلِ زار یارب
مرے پاس سے کون اوٹھا چاہتا ہے

ہٹاتے ہو اسطرح رہ رہکے تم منہ
کوئی جیسے بوسہ لیا چاہتا ہے

لیا مین نے بوسہ تو دی تو نے گالی
اب اسکے سوا کیا سزا چاہتا ہے

کبھی ذکر دشمن کبھی لن ترانی
کچھ اب تو ہی مجھسے سنا چاہتا ہے

نہین روندتا کیون شہیدون کی لاشین
جو تلوون مین رنگ حنا چاہتا ہے

اوتارے ہوے ہار شمشاد لیکر
سبھون کی نظر پر چڑھا چاہتا ہے

وفا کے عوض دل جفا چاہتا ہے
نئی طرز کا اب مزا چاہتا ہے

اسی دل نے زلفِ بتان مین پھنسایا
خدا جانے اب کیا کیا چاہتا ہے

اجازت دے آہون مین نالون کی دلکو
جو تو ساز غم مین صدا چاہتا ہے

عجب کیا جو ہو سبز کشت تمنا
کہ آنکھون سے دریا بہا چاہتا ہے

دوہائی ہے اے مشق رفتار جانان
مرا نقش ہستی مٹا چاہتا ہے

مرے یا جئے کوئی کیا تجھکو پروا
تو اپنا ہی ظالم بھلا چاہتا ہے

بھلا اوس سے کیا ہوگی طے راہ الفت
جو اس راہ مین رہنما چاہتا ہے

[illegible] چلے آتے ہین دل مین کیا تصور
یہ ویرانہ اب پھر بسا چاہتا ہے

نہ دیکھا گیا مرغ دل کا تڑپنا
مرا طائر رنگ اوڑا چاہتا ہے

نہ کچھ پوچھو کیا آگ دل مین لگی ہے
کوئی دم مین سینہ پہکا چاہتا ہے

وہان سے تو قاصد بھی پھر کر نہ آیا
یہان دم روانہ ہوا چاہتا ہے

رقیبون سے بھی وہ بگڑنے لگے ہین
مرا کام اب کچھ بنا چاہتا ہے

نہین روکتے تم جو غیرون کی آمد
تمہین سے مرا دل رکا چاہتا ہے

نہ کام آئے گا ورع و زہد ریائی
خدا طاعت بے ریا چاہتا ہے

منانا ہے اسے گل تو اسے اب منا لے
کہ شمشاد دم مین اوٹھا چاہتا ہے

خوف رقیب سے نہ مجھے روز ٹالئے
آخر کبھی تو وصل کی ساعت نکالئے

اب جی مین ہے کہ اپنی طبیعت سنبھالئے
بیٹھے بٹھائے دل کو نہ آفت مین ڈالئے

ارمان جو ہے دلمین اوسے بھی نکالئے
دم دیکے روز روز تو وعدہ نہ ٹالئے

آنکھون مین جوش اشک ہے دلمین ہے اضطراب
مشکل ہے کسکو روکئے کسکو سنبھالئے

رکھا کرم سے ہاتھ جگر پر چلا گیا
جاتا ہے دل بھی ہاتھ سے اسکو سنبھالئے

ڈرتا ہون نازکی نہ کوئی اور رنگ لائے
چوٹی مین پھول ہین تو کمر کو سنبھالئے

بوجھے سے سیس پھول کے ہین یہ کمر مین بل
کتنا ہی مانئے یہ بلا سر سے ٹالئے

خونخوار عافیت جسے کہتے ہین لوگ دل
گرگ کہن ہے اسکو بغل مین نہ پالئے

جی مین ہے آج نشۂ مے کی ترنگ مین
عمامہ شیخ کا سر محفل اوچھالئے

لینا ہے دل تو لیلو مگر چالین چھوڑ دو
مین جانتا ہون تمکو بڑے تم ہو چالئے

صورت تو بے نقاب دکھائی حضور نے
لیکن غش آچلا ہے مجھے اب سنبھالئے

بوسہ دیا رقیب کو دامن کی اوٹ مین
کچھ شرم ہو تو منہ کو گریبان مین ڈالیے

تیغ نگاہ ناز سے کرڈالیے شہید
غصے مین آکے روز نہ آنکھین نکالیے

جوبن تک اونکے ہاتھ ہمارا پونہچ گیا
خوش ہو کے آج جی مین ہے ٹوپی اچھالیے

کرنا جو تھا مجھے وہ کیا مین نے عرض حال
اب آپ اصل بات مین شاخین نکالیے

بھیجو جو بھی وہ لاکھون ہی دیتے ہین گالیان
پر کیا مجال کچھ بھی جو منہ سے نکالیے

شانے مین درد سر مین دھمک ہے کمر مین بل
چوٹی مین پھول رکھکے یہ صدمے اوٹھالیے

پیر و جوان سبھی تو ہین تیرے فریفتہ
چھوٹے سے سن مین یار غضب دل لبھالیے

پھر دیکھیے گلی مین تڑپتے ہین کون کون
گھر سے حضور پاؤن تو باہر نکالیے

جھگڑا جو ہے رقیب سے طے خود ہی کیجیے
مجکو نہ اس بلا مین خداوند ڈالیے

آرام اگر ہو مد نظر اس زمانے مین
ہو حور بھی تو آنکھ کسی پر نہ ڈالیے

جوش عتاب مین بھی مزا پیار کا ملا
مجھسے چھپا کے منہ جو ذرا مسکرالیے

اللہ رے وہ رشک مہ و آفتاب کا
اونکے قدم جو آنکھون سے مین نے لگالیے

پژمردہ پھول کیون ہوئے شمشاد دیکھکے سب
گلشن مین آکے رنگ یہ کسنے جمالیے

بسمل کو رقص چاہیے بسمل کے سامنے
پرواز روح کرتی ہے قاتل کے سامنے

تیغ نگاہ ناز کی سفاکیان نہ پوچھ
ٹکڑے کیے جگر کے مرے دل کے سامنے

لیلی کو دیکھ لے تو خدا جانے کیا کرے
مجنون تو بدحواس ہے محمل کے سامنے

کرتے تو مین بھی مری بیتابیون کی فکر
چلتی نہین کسیکی مگر دل کے سامنے

تیر نگاہ ناز سے چھلنی ہوا کیا
جب تک حجاب سینہ رہا دل کے سامنے

جو رند ہین وہ عشرت موہوم خلد کو
کب مانتے ہین لذت حاصل کے سامنے

اوچھے پڑے جو ہاتہہ برآئی مری مراد
تڑپا ٹھہر ٹھہر کے مین قاتل کے سامنے

خواب اجل کے بعد عذاب و ثواب کیا
رنج و سرور ایک ہے غافل کے سامنے

مجنون کو کون پوچھے مرے آگے عشق مین
ناقص کو کیا فروغ ہو کامل کے سامنے

نزدیک کوے یار پونہچکر ہوے فنا
کشتی ہماری ڈوبی ہے ساحل کے سامنے

کیون وقت نزع کرتے ہین توبہ شراب سے
کہوتے نہین حواس کو منزل کے سامنے

تسکین کچھہ تو ہو سکے اسیران غم کو ہوش
زہر کو وہ چاہئے رہے بابل کے سامنے

کاٹنے کیطرح ہاتہہ ترے سوکہ جائینگے
گلچین نہ پہول توڑ عنادل کے سامنے

موے کمر سے اولجہے گی زلف دوتا ضرور
بل اسقدر پڑا ہے سلاسل کے سامنے

کس جوش مین سناتے ہو شمشاد تم غزل
راز نہفتہ کہتے ہو محفل کے سامنے

جب اوسکے کوچے سے عاشق کوئی دلشاد آتا ہے
وہ دہوکا پہلے کہایا تہا جو ہمنے یاد آتا ہے

کسی پر ہمکو اپنا جان دینا یاد آتا ہے
نظر اب بہی جو کوئی با دل ناشاد آتا ہے

ذرا تیور بدل کر جب ستم ایجاد آتا ہے
حقیقت تو یہ ہے اوسدم خدا ہی یاد آتا ہے

جنہین شوق شہادت ہو مبارکباد ہو انکو
وہ دیکہو سامنے خنجر بکف جلاد آتا ہے

سبب کیا ہے طبیعت کیون بہی جاتی ہے رہ رہکر
مگر کوئی نکوئی آج مجھکو یاد آتا ہے

کہو بلبل سے تو اک فصل بہر چپکی تو کیا چپکی
بہت مدت مین طرز نالہ و فریاد آتا ہے

حواس و ہوش ابہی آئے ہین کچھہ اپنے ٹہکانے
الہی خیر ہو وہ موجب بیداد آتا ہے

نظر بہر کر جہان ہم دیکہتے تم جیب چاہتے تہے
کہو تمکو بہی وہ اپنا زمانہ یاد آتا ہے

[redacted]

وہین دل ٹوٹ جاتا ہی ہمارا گھبرانے مین
جہان ذکر بلائے روضۂ شداد آتا ہے

مجھے جوش جنون مین بہی نہین اغیار سی فرصت
ادہر فصاد جاتا ہے ادہر جلاد آتا ہے

شب معراج ہر جانب یہی غل تہا فرشتون مین
تماشا دیکھو سوئے عرش آدم زاد آتا ہے

مرا ہی طائر دل ہے کہ بچ جاتا ہی پہندو سے
الہی کیا کہون کس کسطرح صیاد آتا ہے

دلا دیتے ہین اکثر فاتحہ وہ آب شیرین پر
جنہین کچہہ بہی خیال حسرت فرہاد آتا ہے

پس دیوار مجکو دیکہکر جہنجہلاکے کہتے ہین
مرے کوچے مین کیون یہ خانمان برباد آتا ہے

پے تسکین خاطر مین تری تصویر کہنچوا تا
مگر مجکو خیال خجلت بہزاد آتا ہے

چڑہائے آستین ہاتہون مین خنجر تیورین پر بل
نئے انداز سے میرا ستم ایجاد آتا ہے

خزان تک دیکہئے کوئی نہین پرسان حال انکا
بہار آئی کہ وقت پرسش فصاد آتا ہے

جدہر جاتا ہون مین ارباب فن آپسمین کہتے ہین
اٹہو تعظیم کو یادش بخیر اوستاد آتا ہے

صنوبر قد جو مرزا پور مین ہین اونکو مژدہ ہو
کہ غازیپور سے پہر لکہنوی شمشاد آتا ہی

کشش عشق مین جب نہ کامل رہیگی
ہمیشہ یونہین حسرت دل رہیگی

طبیعت بتون پر جو مائل رہے گی
خدا کی محبت کے قابل رہے گی

نچھوٹی اگر تمسے سیر گلستان
اسی طرح بحث عنادل رہے گی

جو فرقت مین رہتے ہین محو تصور
اونہین لذت وصل حاصل رہیگی

مرے گوشۂ دل مین کیسا ہی چہپے
مگر وہم دو چار منزل رہے گی

نہ بر آئیگی تا قیامت تمنا
غرض جس مین اپنی ہی شامل رہیگی

کرین آرزوے وفا کیا کسی سے
جو دنیا مین ہے تو کہین مل رہیگی

جو یونہین رہا کچہہ دلون عشق گیسو
شب غم ہمیشہ مقابل رہے گی

مزا دیگی اک دن تمنا ے مجنون
جو وارفتۂ ذوق محمل رہے گی

اگر ہمسے جانباز مقتل مین پہنچے
حمائل نہ پہر تیغ قاتل رہے گی

جسے وصل کہتے ہین ممکن نہین وہ
خودی بیچ مین جبکہ حائل رہے گی

ہجوم غم و رنج و حرمان ہے جب تک
مرے خانۂ دل مین محفل رہے گی

جنون کی کمک پر جو ہے وحشتِ دل
تو دائم شکستِ سلاسل رہے گی

نہ ٹھہرے گی اک دل مین الفت تمہاری
یونہین رہ نوردِ منازل رہے گی

ہوس کارفرما ہے جب ملکِ دل پر
تو ہر امر مین سعی باطل رہے گی

تمناے دل اہلِ سے اکبار رکہکر
ہمیشہ کو شمشاد مشکل رہے گی

حقیقت مین الفت وہ کامل نہین ہے
تمناے دل جس مین حاصل نہین ہے

وہ ہے کون تجہپر جو مائل نہین ہے
کسی کو مگر وصل حاصل نہین ہے

ترے حسن کا جو کہ قائل نہین ہے
نظر باز لوگون مین داخل نہین ہے

طرحدار نظرون مین ہے شکل دنیا
مگر دل لگانے کے قابل نہین ہے

دل قیس ہی مین اسے ڈہونڈہئے کیون
وہ لیلی تو پابند محمل نہین ہے

نظر ہے جسے کچہہ بہی راہ طلب مین
کبہی پیرو سعی باطل نہین ہے

رہا مجہہ مین اور اوس مین اب کون پردہ
گمانِ من و تو جو حائل نہین ہے

عبث مثل گل کرتے ہو بیوفائی
مرا عشق عشق عنادل نہین ہے

فرشتے تو اب بہی ہین دل لیکے حاضر
مگر کوئی زہرہ شمائل نہین ہے

وہ رکھتا ہے تیر مژہ تیغ ابرو
مرا قتل قاتل کو مشکل نہین ہے

ذرا بھی ہے بوسے خودی جبین باقی
ترے عاشقون مین وہ داخل نہین ہے

مصیبت ہے ملک عدم کے سفر مین
صداے درا میل منزل نہین ہے

فرشتہ منش اس مین پہنستے ہین کیونکر
جو چاہ ذقن چاہ بابل نہین ہے

یہ سچ ہے کہ شمشاد یکتاے فن ہو
کوئی اب ہمارا مقابل نہین ہے

وہان شرط صحبت ہی کامل تو ہو لے
طبیعت یہ کہتی ہے داخل تو ہو لے

نکر عشق اے خام کامل تو ہو لے
ذرا پختہ کارون مین داخل تو ہو لے

کہے اوس پریرو کو جو چاہے دلبر
مگر اوسکو دل دیکے بیدل تو ہو لے

کرے مجھسے نقد دل و جان کی خواہش
کوئی پہلے لینے کے قابل تو ہو لے

ٹھہر جا ذرا او مرے ناوک افگن
گھڑی دو گھڑی رقص بسمل تو ہو لے

کوئی پردہ کے لیلی کے ناقے سے کہدے
ذرا قیس ہمراہ محمل تو ہو لے

کرد ن چھپے مین بنون رشک بلبل
کوئی پہلے گل کے مقابل تو ہو لے

کرینگے وہ خود میرے ملنے کی خواہش
مگر دعوی حسن باطل تو ہو لے

کرے غیر ہی تجھسے دعوی الفت
ذرا پہلے مجھسے مقابل تو ہو لے

دکھا دینگے شمشاد زور طبیعت
فن شاعری اور مشکل تو ہو لے

[illegible] نظر نہین آتی
نوبت درد سر نہین آتی

طبع جب راہ پر نہین آتی
جانب راہبر نہین آتی

ہاے اسے ضعف دل سے ہونٹون تک
سانس دو دو پہر نہین آتی

کیون یہ تیری نگاہ کی برچھی
دل پر خون سے تر نہین آتی

ہین کہان رہروانِ ملکِ عدم
کچھ کسی کی خبر نہین آتی

دل مین اوس شوخ کے ہماری یاد
یون تو کیا بھول کر نہین آتی

رشکِ ہمجنس کا سزا ہوتا
زلف کیون تا کمر نہین آتی

حالتِ دل تو سب ہے پیشِ نظر
گفتگو مین مگر نہین آتی

ایک ادا میرے دل لبھانے کی
تجکو اے فتنہ گر نہین آتی

کب اوسے یاد مین نہین کرتا
کب مری آنکھ بھر نہین آتی

نامہ کیا شے ہے کوے قاتل سے
خبرِ نامہ بر نہین آتی

ہے محبت ہی وہ مرض جانکاہ
جس مین صحت نظر نہین آتی

سینہ پھکتا ہے سوزشِ غم سے
آہ بھی بے شرر نہین آتی

دل پر خون ہے کوئی خون کی بوند
کیون سوے چشمِ تر نہین آتی

بارشِ متصل بسانِ سحاب
تجکو اے چشمِ تر نہین آتی

آنسوون مین بجز غمِ دندان
آب و تاب گہر نہین آتی

ہو بدنام ۔ جب سوِ صحت
طبع اے چارہ گر نہین آتی

دعوی شاعری ہے اب اونکو
بات تک جنکو کر نہین آتی

حال شمشاد پر تجھے رقت
اے دل نوحہ گر نہین آتی

کوئی تو پیچ غم زلف گرہگیر مین ہے
دلِ سودا زدہ کیون خانۂ زنجیر مین ہی

آہ کرنے کو تو سب کرتے ہین ہوئی چپ
گفتگو ہے جو ہمین صرف وہ تاثیر مین ہے

دست نقاش سے اوسکی تو نزاکت نہ کہنچی
اثر ضعف سے عالم مری تصویر مین ہے

کیون کہنچی جاتی ہے گردن سوِ دست قاتل
کیا رگِ جانِ نزار اوس دمِ شمشیر مین ہے

چارہ گر کوئی دشمن جان ہے میرا
مین بہی وہ ہون کہ زمانہ مری تدبیر مین ہے

نیند ہمسایون کی کہونے سے مجہے کیا حاصل
کچہ اثر ہی نہین جب نالۂ شبگیر مین ہے

کب ہو یہ خط وکتابت مری اولجہن کو مفید
پیچ کی بات تو ہر نامے کی تحریر مین ہے

ہوے عمہاے کہن زندہ جو صبح شبِ وصل
کیا دمِ صور بہی زاہد تری تکبیر مین ہے

بامزہ خواب ہے اے منعمِ عیش دنیا
تلخکامی پر اسی خواب کی تعبیر مین ہے

قیس و فرہاد کے حصے مین ہین کوہ وصحرا
کوچۂ یار سراسر مری جاگیر مین ہے

خاکساری نہو کیون مرضی طبع عارف
رفعت وحشمت کونین اسی اکسیر مین ہے

شانہ گردانی احباب سے کیا ہو تسکین
دلِ صدچاک جب اوس زلف گرہگیر مین ہے

کس گرفتارِ محبت کو رہا کرتے ہو
شور ماتم جو بپا خانۂ زنجیر مین ہے

تیرے ہی گرد سراے رشک قمر کیون نہ پہرون
صورت چرخ جو گردش مری تقدیر مین ہے

کردے پامال سمند اسے مرے ناوک انداز
اب بہی جوشِ تمنا دلِ نخچیر مین ہے

اور کچہہ بوسے لین جب تک نہین دیتے گالی
جرم سنگین ہو تاخیر جو تعزیر مین ہے

کب ہے یہ خال سیہ اونکے لب گردن پر
دانۂ مشک بہی شنجرف وطباشیر مین ہے

کشت امید فنا کردے ہری اے قاتل
جب روانی تری آب دمِ شمشیر مین ہے

ہو میدان سخن میرے مقابل کیا ہون
ان دنون ملک معانی مری تسخیر مین ہے

عشق گیسو نے یہ تاثیر دکھائی شمشاد

عالم زلف مسلسل مری تقریر مین ہے

کرنا ہے جو کچھہ جور و ستم تجکو وہ کر بھی
او میرے دل آزار مگر ایک نظر بہی

پہونکا تو آہ نے ہمرا دل ہی جگر بہی
اے آہ شرربار سلگے آگ ادہر بہی

کس کس کو بنایا ہے ہدف تیر مژہ نے
دل چور ہے زخمون سے تو گہایل ہے جگر بہی

مانا کہ نہین روز جدائی کے لئے شام
دیکہی ہے کسی نے شب فرقت کی سحر بہی

غیرون کی تو صحبت مین ہا کرتے ہو اکثر
بہولے سے مری جان کبہی آؤ ادہر بہی

سوز دل عاشق کو وہ کہتے ہین بناوٹ
اے آہ شرربار دکہا کچھہ تو اثر بہی

تسکین دل زار کرو چارہ گرو تم
پہلے یہ بتادو کہ وہان تک ہے گزر بہی

کہتا ہون جو اونسے دل بیمار کی حالت
کہتے ہین کہ اچہا ہو جو تو آج ہی مر بہی

اللہ ٹہکانا ہے کچھہ اس بیخبری کا
وہ دل مین رہین اور نہو دل کو خبر بہی

میرے دل روشن کو کیا جس نے منور
پرتو ہین اوسی نور کے یہ شمس و قمر بہی

زلف و رخ جانان کے تصور مین نہین چین
آفت ہے اگر شام قیامت ہے سحر بہی

پروانہ صفت شمع رخو جل ہی بجہو تم
سوز دل عاشق مین جو پیدا ہون شرر بہی

کیون آگ لگائی تہی مرے خانۂ تن مین
ٹہنڈا نہ کلیجے کو کیا پہونک کے گہر بہی

جب عشق وہ شے ہے کہ فنا رشک بقا ہے
ہم فائدہ جانین گے جو ہو اسمین ضرر بہی

دل خاک لگائے کوئی ان مفت بردون سے
نقد دل و دین لیکے طلب کرتے ہین سر بہی

معدوم اگر یہ ہے وہ موجود ہے کیونکر
جیسا دہن یار ہے ویسی ہی کمر بہی

شمشاد بجز خار رہ نیل تمنا
دیکہا ہے کہین نخل محبت مین ثمر بہی

پریزاد نہین تم اوستاد نکلے ‏ ‏ تمہین فقرے غضب کے یاد نکلے

بہت کم سن بڑے جلاد نکلے ‏ ‏ بنے نادان پر اوستاد نکلے

نرالے نکلے تم طرز جفا مین ؎ ‏ ‏ وفا مین اب کوئی ایجاد نکلے

خدا سے جا بجا کہین جا کے باتین ‏ ‏ بڑے بیباک آدم زاد نکلے ؎

جنہین سمجھا کئے ہم راحت دل ‏ ‏ وہی سب بانی بیداد نکلے

نہو جب رنگ اپنے عاشقون کے ‏ ‏ کہین مجنون کہین فرہاد نکلے

ہمارے حلقۂ ماتم مین ہین سب ‏ ‏ ترے کوچے سے جو ناشاد نکلے

تمہارے ابروِ خمدار دونون ‏ ‏ جفا مین خنجر فولاد نکلے

ستم ہے ہم جنہین سمجھے مسیحا ؎ ‏ ‏ ہمارے حق مین وہ جلاد نکلے

نہو برباد میرا خانۂ دل ؎ ‏ ‏ جو دل سے دلشکن فریاد نکلے

رہے کیا بات پھر ضبط قلق کی ‏ ‏ مرے دل سے اگر فریاد نکلے

ابھی آجاے دنیا مین قیامت ‏ ‏ اگر گردون فگن فریاد نکلے

جنون مین ہے شکست بند لازم ‏ ‏ کہ نقص جوہر حداد نکلے ؎

اونہین گل جان کر بلبل بنے ہم ‏ ‏ مگر دیکھا تو وہ صیاد نکلے

پس مدت جو نکلی صلح کی راہ ‏ ‏ مرے فقرے اونہین سب یاد نکلے

مرہی اک آہ سے زیر و زبر ہین ‏ ‏ فلک کیا سخت بے بنیاد نکلے

حسینون مین لگی ہے قید تزئین ‏ ‏ تمہین اس بند سے آزاد نکلے

اگر آجاے وہ رشک صنوبر ‏ ‏ تمناے دل شمشاد نکلے

جو دیکھا گلشن عالم مین ہمنے

صنوبر تم تو ہم شمشاد نکلے

یہان ہم نزع مین ہین غم ہی نیل آنکھون سے ڈھلتا ہے
وہان وہ مست ہین ہولی مچی ہے رنگ اوچھلتا ہے

پونہچکر اوس گلی مین جب دل سرکش مچلتا ہے
سوا اسکے سنبھالین وہ کسی سے کب سنبھلتا ہے

سلوک جادۂ الفت مین غیرون کی شکایت کیا
دل سرکش ہمارا جبکہ ہمسے چالین چلتا ہے

اگر شوخی نہین دست حنائی کے تصور کی
تو دلمین چٹکیان لیکر کلیجا کون ملتا ہے

نظر آتے ہو تم یوسف کہین لیلی کہین شیرین
تمہارا جلوۂ یکتا ہی کیا کیا داہج بدلتا ہے

وہ قاتل ذبح کرکے مہندی ملنے کی بہانے سے
ہمارے خون ناحق پر کف افسوس ملتا ہے

اگر ہے وصل کی خواہش تو کچھہ تاثیر پیدا کر
یہان کب کام اے ماداں زور و زر سے چلتا ہے

جگہ کیونکر ندون دلمین تجھے مین جانکی صورت
کہ جب پہلو سے تو ہٹتا ہے میرا دم نکلتا ہے

الہی طاقت ضبط فغان دے درد مندونکو
کہ جب مین آہ کرتا ہون تو اوسکا دل دہلتا ہے

سکون قلب حاصل ہے جنہین الفت کی گردش سے
وہ کیا جانین مری سینے مین کیونکر دل اوچھلتا ہے

غم فرقت کے صدمون مین جو ضبط گریہ کرتے ہین
پس دفن اونکی تربت پھوڑکر چشمہ ابلتا ہے

جلائین ہڈیان سوز غم قاتل نے کشتون کی
بجاے خون دہوان زخمون کے روزن سے نکلتا ہے

مرے آگے رقیب تیرہ باطن کی نہ چمکے گی
برنگ شمع کیون ہر بزم مین وہ آگ جلتا ہے

پسینا کب ٹپکتا ہے یہ اونکی زلف پیچان سے
لٹک کر سرو کی چوٹی سے کالا من اوگلتا ہے

تڑپتا ہے دل اپنا یون کسیکی سرد مہری سے
صراحی لیکے کوئی جسطرح شورے مین جھلتا ہے

پس قتل اک نئی لذت مجھے کیونکر نہ حاصل ہو
تڑپنے سے تن بسمل کے اوسکا دل بہلتا ہے

حقیقت مین شب غم بھی عجب اک بد بلا ہے
کہ جسکے نام سے سینے مین میرا جی دہلتا ہے

دل افسردہ سے شاید نہ جائے جوش اشکون کا
کہ اکثر برف گلتی ہے تب دریا ابلتا ہے

ہوا ہے کونسا خورشید رو پر تو فگن اسپر — کہ مثل ژالہ گرمی سے ہمارا دل پگھلتا ہے
وہ محو سخت گوئی ہین مین گرم دستبازی پر — زبان اونکی جو چلتی ہے تو میرا ہاتھ چلتا ہے

وہ کس غمزے سے کہتے ہین غزل شمشاد کی سنکر
کہ اسکے پُراثر شعرون سے میرا جی بہلتا ہے

ابتو ظاہر ہے کہ قسمت آزمائی ہو چکی — جب رقیبون کی وہان پوری رسائی ہو چکی
اب دل و دین نذر کر دینا مجھے کیا بات ہے — عقل جب پہلے ہی صرف رہنمائی ہو چکی
مژدۂ وصل پریرو چارہ گر نے کب دیا — جبکہ جسم و جان شیدا مین جدائی ہو چکی
مفت لطف وصل کھوتے ہو کٹی جاتی ہے رات — آؤ سینے سے لپٹ جاؤ لڑائی ہو چکی
عیش و عشرت کا کسی صورت نہین ممکن ہے دخل — فوج غم کی ملک دل پر جب چڑھائی ہو چکی
جو نہین کرنا جدا اُن سے تعلق کا لباس — بحر وحدت مین پھر اوس سے آشنائی ہو چکی
اے شہ خوبان عالم اب ہے بیجا سب غرور — نقد دل عاشق سے جب مانگا گدائی ہو چکی
رشتہ تقدیر کی گرہون مین کیون اولجھے ہین ہم — ناخن تدبیر سے عقدہ کشائی ہو چکی
اب رقیبون سے وہ کہتے ہین کہ رخصت ہو چکے — مجھ مین اونمین خوب ہی جب ہاتھا پائی ہو چکی
کیجیے سر نذر خنجر چلیے مقتل کی طرف — آستان یار پر اب جبہہ سائی ہو چکی
جب صبا کا بھی گزر چھپکر وہان ممکن نہین — پھر تو اوس کوچے مین قاصد کی رسائی ہو چکی
ہان تجھی سے کہتے ہین او سرو قد شیرین دہن — ابتو کچھ چرب و نرمی ہی لگائی ہو چکی
دیکھ لینا ہو گی سب بیکار فکر چارہ گر — قیدی گیسوے پرخم کی رہائی ہو چکی
اے دل شوریدہ لازم ہے تجھے کچھ ضبط بھی — اوڑ گئے کانون کے پردے ہائے ہائی ہو چکی
پہلے لازم ہے مجلّا ہون دلون کے آئنے — جب کدورت اونمین باقی ہے صفائی ہو چکی

مین تو ابتک جادۂ الفت مین ہون ثابت قدم
اونکی جانب سے تو کیا کچھہ بیوفائی ہو چکی

گو کہ ظاہر مین رہین شمشاد بالکل پاک صاف
گلرخون سے ربط ہے تب پارسائی ہو چکی

ستم یا و تیر نظر ہو گئی ؎
کہ چھلنی جگر کی سپر ہو گئی

کٹی رات جھگڑے مین جو کچھہ کٹی
ہٹاتے ہی گھونگھٹ سحر ہو گئی

بڑی تھی کہانی غم ہجر کی
شب وصل ہی مختصر ہو گئی

ملاتے ہی اونسے نظر کیا کہون
کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی

نکلتی شب وصل کیا آرزو
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

تری راہ کس نے بتائی مجھے
طبیعت ہی خود راہبر ہو گئی

ہوکی وقت پر آنسوون نے کمی
روان جوے خون جگر ہو گئی

وہان اونکی تیوری پر آیا جو بل
یہان میرے دل کو خبر ہو گئی

وہ سب حوصلے دل کے دلمین رہے
شب وصل دم مین سحر ہو گئی

کسی نے جو تشبیہ دی بال سے
تو بل کھاکے دوہری کمر ہو گئی

ہمارا دلِ غمزدہ لے گیا
کسے حاجتِ نوحہ گر ہو گئی

نہ پوچھو تلون مرے یار کا ؎
ادھر تھی نظر یا ادھر ہو گئی

نہ وعدے پر آئے جو تم کیا ہوا
شب ہجر آخر سحر ہو گئی

بچالیگی خود مجکو فرد عمل
جو اشک ندامت سے تر ہو گئی

نظر آتے ہو آجکل کیون اداس
تمہاری توجہ کدھر ہو گئی

ادھر اونکے جی مین جو گزرا خیال
ادھر میرے دلکو خبر ہو گئی

برنگ کتان دل کے پرزے گئے | شب غم ضیائے قمر ہوگئی
بہت کچھ تھی غیرون کو اونسی امید | توجہ مرے حال پر ہوگئی

کرو وصف گیسو مین شمشاد فکر
طبیعت پریشان اگر ہوگئی ؎

مجھے جبسے عشق کمر ہوگیا ہے | مرا جسم تا نقطہ ہوگیا ہے
جو موہوم وہ ہے تو معدوم یہ بھی | تن لاغر اونکی کمر ہوگیا ہے
مرے طفل اشک آج کیون مضمحل ہین | کسی کی نظر کا اثر ہوگیا ہے
تن زار پر رحم اے سیل گریہ | پرانا یہ مٹی کا گھر ہوگیا ہے
گیا لیکے خط اور واپس نہ آیا | رقیب اب مرا نامہ بر ہوگیا ہے
قیامت ہے اوٹھتی جوانی تمہاری | صنوبر مگر بار آور ہوگیا ہے
صبا آج پہولے سماتی نہین تو | کسی رشک گل تک گزر ہوگیا ہے
لگا کوئی تیر ایسے کس سے جاکر | کہ ہر دل مین تیر اگر ہوگیا ہے
سمجھتا ہون ہر سانس مین روح نکلی | مجھے ضعف اب اسقدر ہوگیا ہے
کہان تک بہلا وار تیر نظر کے | مشبک بہت اب جگر ہوگیا ہے
ہوئی ہے یہ کس بت کی آنکھونکو گردش | زمانہ جو زیر و زبر ہوگیا ہے
شعاع اوسکے دانتونکی یون دل سے گزری | کہ سوراخ مثل گہر ہوگیا ہے

لکھون کیا مین شمشاد حال پریشان
خبردار وہ سربسر ہوگیا ہے ؎

جب سے وہ برق وش مکدر ہے | دل بیتاب سخت مضطر ہے ؎

روے محبوب مہر انور ہے / اور افشان مین نور اختر ہے

بال سنبل ترے تو نرگس آنکھ / غنچہ ہے منہ تو قد صنوبر ہے

گلرخ اوسکے ہین تابع فرمان / جسکی مٹھی مین غنچہ سان زر ہے

شاید آتی ہے کوے جانان سے / آج باد صبا معطر ہے

کردیا خاک ہمکو اس غم نے / کہ وہ آئینہ رو مکدر ہے

جگر و دل مین کیون ہوا جھگڑا / نہ کھلا واقعہ یہ کیونکر ہے

کبھی لیتے تھے بوسہ مژگان / ابتو رگ رگ مین نوک نشتر ہے

سوے مژگان یار دستہ تیر / ابروے کج لبسان خنجر ہے

آتش عشق مین ہے اسکو سکون / دل سوزان مگر سمندر ہے

تیری پوشاک دیکھکر دھانی / چرخ نیلی کو اور چکر ہے

دیکھے بلبل نے اوسکے گلگون گال / خار نظرون مین اب گل تر ہے

دل ہے آئینۂ جمال اوس کا / حاصل اب رتبۂ سکندر ہے

ذکر پرواز ہوش ہے خط مین / نامہ بر اس لئے کبوتر ہے

کون رفتار ناز سے نکلا / آج برپا جو شور محشر ہے

زخم تیغ جدائی صیاد / مرغ جان کو ہمارے شہپر ہے

ہے غنیمت جو وہ خیال مین آے / وصل اوس کا کسے میسر ہے

حسن الفاظ و بندش اے شمشاد
تو عروس سخن کو زیور ہے

شعر و کون ہمسے برہم ہے / شعلہ افشان جو آتش غم ہے

خالی آغوش کر گیا جو وہ ماہ
عید میرے لئے محرم ہے

ہے تصور مین وہ سراپا نور
دل ہے میرا کہ عرش اعظم ہے

ترک عادت کی آرزو اے جان
یہ عداوت مرے لئے کم ہے

کیا کہون عشق کا مین سوز و گداز
دل تڑپتا ہے آنکھ پر نم ہے

حسن بیشک ہے دلکش انسان
آدمیت مگر مقدم ہے

جسم و جان مین مفارقت ہے ضرور
آج گو اختلاط باہم ہے

ہے نظر تیر نیچے نشترگان
بھون تری رشک تیغ پرخم ہے

بہر شادابی گل رخسار
یہ پسینا نہین ہے شبنم ہے

دل ہے صد چاک صورت شانہ
زلف کیطرح کون برہم ہے

حال تم پوچھتے تھے کل جس کا
آج اوس کا عجیب عالم ہے

اب گلا غیر کا نہین کچھ بھی
جان کا دشمن ایک ہمدم ہے

سچ ہے روح روان تجھے کہنا
جو ترا شیفتہ ہے بیدم ہے

کیون نہو مجھے خوفناک رقیب
حال سے میرے خوب محرم ہے

رشک جنت بھی ہو جو بزم طرب
تو نہو اوس مین تو جہنم ہے

تجھسے حور و پری کو کیا نسبت
تجھ مین نور جمال آدم ہے

سینے پر ہاتھ رکھکے کہتا ہے
ابتو دل کی تڑپ بہت کم ہے

سبزۂ خط نہین زنخدان پر
بلکہ خس پوش چاہ زمزم ہے

باغ ہے اب تو غمکدہ شمشاد
سرو بے یار نخل ماتم ہے

نہین سوتے کیصورت آرزو وادی ایمن کی
تجلی ہمنے دیکھی ہے کیسکے روے روشن کی

خموشی معنے دارد کہ درگفتن نمی آید
زبان حال سے ہر پنکھڑی کہتی ہے سوسن کی

رفوے چاک دامن مین جو خود ہی ہوگئی گیاہل
بنی بتّی مرے تار نظر سے زخم سوزن کی

مری برق نظر نے ساتھ ہی نالون کو پونہچا یا
حقیقت کہل گئی سب پنبۂ ارگوش وزن کی

صبا کیطرح چھپکر جاے جبا اوس گل کوچے مین
مجھے اوس دوست مین بہی صاف بو آتی ہے دشمن کی

میسر شاید آجاتا مساس اوس دست نازک کا
بناتی کاہش تن مجکو بتلی اوسکی چلمن کی

کیا دست و بغل کیا رشتۂ الفت کی بندش نے
ہمارا اوسرا اوسکا ساتھ ہی گو ندہن ہے جوشن کی

رگ جان سی کسیکا قرب مین سنتا ہون اے قاتل
وگرنہ فکر تہی کیا سر کی کیا پروا تہی گردن کی

رہے مصروف فکر شست و شو ہم عمر بہر لیکن
نچہوٹی میتے جی ہمسے کثافت جامۂ تن کی

مرے ساتھ اوسکو اظہار گمان بد بناوٹ ہے
مین سب چالین سمجہتا ہون نگار شوخ پر فن کی

ہمارے قتل سے انکار ہرگز ہو نہین سکتا
کہ خون آلود ہے قاتل ابہی سنجاف دامن کی

نہین ممکن رگ جان تک وہ شمشیر دودم پونہچے
کشش جبتک ہو آپسمین مقناطیس و آہن کی

کسی رشک چمن کی کہپ گئی چہب ایسی آنکہو نمین
کہ اب باقی نہین دلمین تمنا سیر گلشن کی

نہ پونہچا پر نہ پونہچا تا بمطلب دلگی اولجہن سے
کرون تقلید درس عشق مین کیا قیس کودن کی

کٹی شمشاد و ساری عمر میری جان نثاری مین
مگر اوسکو تمیز ابتک نہین کچہہ دوست دشمن کی

فقط تہی زندگی تک سب مت اپنے مسکن کی
خبر لی روح نے کب بعد مردن خانۂ تن کی

ہیولاے فلک ساری مہندس جسکو سمجہے ہین
وہ مٹی ہے ترے سرگشتۂ دوران کے مدفن کی

بنا ہے کیون سراپا گوش جو گل ہے گلستان مین
مگر بلبل کے نالون مین ادا ہے میرے شیون کی

حواس وہوش کہو بیٹھے ملاتے ہی نظر تمسے
نگاہِ ناز بجلی بن گئی دونون کے خرمن کی

جو سچ پوچھو تہا یہ لطف یوسف کی صباحت مین
تمہارے زعفرانی رنگ مین سرخی آ کندن کی

مسی مالیدہ لب مین گوہر دندان چمکتے ہین
عجب کیا سوسنی ہو ہیرے کی بہی معدن کی

ترا اے شہسوارِ ناز مین جبدن سی عاشق ہون
طبیعت مین حرونی آگئی ہے تیری توسن کی

مجہے پہلو مین دیتا ہے جگہ غیرون کی صحبت مین
سمجہتا ہون مین یہ ہی چال ہے اوس شوخ پرفن کی

تعجب کیا جو شیخ و برہمن اپنا چلن بہولے
ادائے دلبری دلدادہ ہے اوس ست کی چتون کی

خیالِ زلف مین آہ رسا تا عرش جا پہونچی
ترقی پر مگر پرواز ہے اس شوخ ناگن کی

یہ کہٹکا ہے کہ اب بلبل اوجڑ جائیگی گلشن سے
کہٹک ہے دیدۂ صیاد مین خار نشیمن کی

ہزارون لطف دیکہے آکے مرزا پور مین ہمنے
ارادہ ہے کہ رہکر دیکہہ لین کجلی ہی ساون کی

غزل سنتے ہوئے دشمن جو محفل مین سنبہل بیٹہا
مرے شعرون مین شاید چوٹ ہے سنگ فلاخن کی

غضب شانہ کشی شمشاد کی ہے طبع موزون نے
ادا ہے ہر عروس بیت مین بیساختہ پن کی

پہر جو ہم اونکی پریشان زلف سلجہانے لگے
سینۂ اغیار پر پہر سانپ لہرانے لگے

جانب جیب و گریبان ہاتہہ پہر جانے لگے
دامن صحرا مین پہر ہم پاؤن پہیلانے لگے

پہر کیا تیغ محبت نے مرا دل چاک چاک
پہر بجائے اشک قطرے خون کے آنے لگے

زلف کے سودے مین پہر زنجیر خوش آنے لگی
کاوش مژگان سے پہر اب تلوے کہجلانے لگے

پہر کسیکی چشم کیفی کا تصور آگیا
آج پہر ہم لغزش مستانہ دکہلانے لگے

حشر برپا ہوگیا پہر ناز کی رفتار سے
پہر تڑپ کر قبر سے مردے نکل آنے لگے

ہانک مین پہر دم ہے روتے روتے ہجر یار مین
آنسو اپنے جوش سے پہر قصر تن ڈہانے لگے

جی دہلتا ہے کہین صیاد پہر آفت نہ ڈہاے
پہر نواسنجان گلشن سب کے سب گانے لگے

یہ نظر آتی نہین لعل بدخشان تیری خیر ہا
پہر پڑہیگی سرخی لب پان وہ کہانے لگے

ہر قدم پر پہر اونہین منظور ہے مشق ستم
شوخی رفتار سے پہر کبک چلانے لگے

پہر مجہے پایا ہے شاید محو طرز گفتگو
اپنی ہر ہر بات مین پہر رنگ وہ لانے لگے

جور دربان سے ہمین پہر درد سر پیدا ہوا
پہر تری دیوار سے ہم سر کو ٹکرانے لگے

پہر بگاڑا ہمنشینون سے ملکر اونکا مزاج
پہر مری ہر بات پر غصے سے جہنجلانے لگے

پہر مضامین دہن کی ہوئی سبکو تلاش
پہر عدم کو شاعر باریک بین جانے لگے

عاشقان سرو قد کی پہر جو کثرت ہو گئی
بے تکلف دار پر پہر سبکو کہنچوانے لگے

گل نکالا مین نے جب غصے مین پہر دلکا بخار
پہر رقیبون کے بدن لرزے سے تہرانے لگے

پہر گذر شمشاد کا شاید عدم تک ہو گیا
پہر مضامین کمر وہ ڈہونڈہ کر لانے لگے

نازک مزاجیون نے کیا سرگران مجہے
پتہر سے بڑہ کے سخت ہے ناز بتان مجہے

آخر بناکے تار نفس جسم زار کو
لفظون سے لاغری نے کیا ہی نہان مجہے

مانند بوے گل ہون جو آمادہ فنا
لطف بہار کچہہ ہے نہ خوف خزان مجہے

وصف میان یار جو آئے زبان پر
کہنے لگین گے اہل جہان غیب دان مجہے

اپنا خیال بنکے کرون اوسکے دل مین گہر
پہلو سے جو اوٹہا دے وہ آرام جان مجہے

بیجا خیال غیر مین ہے بسر تلاش یار
کرتا ہے یون ذلیل دل بدگمان مجہے

سوز درون نے پہونکدیا اور اُف نکی
ہمرنگ شمع جانئے صاحب زبان مجہے

رونے سے شوق دشت نوردی کہان گیا
پہنائے موج اشک روان بیڑیان مجہے

سنتا ہے چھیڑ چھیڑ کے دشمن کی سرگزشت
سمجھا ہے اپنے زعم مین افسانہ خوان مجھے

مین بھی فریفتہ ہون کسی گلعذار کا
اے بلبلو پسند ہے آہ و فغان مجھے

قسمت مین اپنی زہر ہے ہمراہ شہد کے
بوسے کے ساتھ دیتے ہین وہ گالیان مجھے

اے رہروان ملک عدم مین بھی ساتھ ہون
کیون غم مین چھوڑتے ہو بس کاروان مجھے

سمجھا مین بادہ نوش صراحی شراب کی
آیا جو اوس گلے سے نظر رنگ پان مجھے

انجام کار چاہ زنخدان کو سوچ کر
رویا نظر پڑا جو شکستہ کنوان مجھے

دامان دل کی اوڑ گئین پہلے ہی دھجیان
اے رشک مہ نہ چھیڑ سر رنگ کتان مجھے

عاشق ہون کس طرح تری چشم کبود پر
جور فلک اوٹھانیکی طاقت کہان مجھے

داغون سے دل تو سینے مین طاؤس بن گیا
شمشاد کیا نصیب ہو باغ جنان مجھے

کبھی ہم شوخی طبع جوان تھے
کبھی ہم حرص پیر ناتوان تھے

کبھی دیتے تھے داد بیزبانی
کبھی ہم موسی معجز بیان تھے

کبھی ہم تھے مسیحاے زمانہ
کبھی ہم کشتۂ لعل بتان تھے

کبھی تھے بادۂ وحدت کی مستی
کبھی وردِ خمار این و آن تھے

کبھی تھے آفتاب عالم آرا
کبھی ہم ذرۂ ریگ روان تھے

کبھی تھے باغبان باغ ہستی
کبھی ہم گرمی باد خزان تھے

کبھی سربازی عشاق تھے ہم
کبھی ہم شیوۂ جور بتان تھے

کبھی تھے تازگی رنگ گلشن
کبھی ہم خشکی برگ خزان تھے

کبھی تھے رونق بازار ایجاد
کبھی ہم گنج اسرار نہان تھے

کبھی تھے راستی مین صورت تیر
کبھی ہم پشت خم مثل کمان تھے

کبھی تھے مژدۂ باد بہاری
کبھی ہم آمد فصل خزان تھے

کبھی گل تھے کبھی تھی بلبل زار
کبھی خندان کبھی گرم فغان تھے

کبھی تھے دیر مین فریاد ناقوس
کبھی مسجد مین ہم بانگ اذان تھے

کبھی تھے لیلی محمل نشین ہم
کبھی مجنون کبھی ہم ساربان تھے

کبھی تھے باعث آرام وتسکین
کبھی ہم علت آہ و فغان تھے

کبھی خلوت مین ہم بہی تھے سرفراز
کبھی ہم بہی بتون کے رازدان تھے

ہمارا بہی دل جانان مین گھر تھا
کبھی ہم بہی خیال دستان تھے

کبھی ہم بہی تھے شمع بزم احباب
ہمارے بہی ہزار دن قدردان تھے

ہماری بہی کبھی بہاتی تھین باتین
کبھی مشہور ہم بہی خوش بیان تھے

جو دیکھا غور سے شمشاد ہمنے
اونہین کے جلوے سب ہم مین عیان تھے

مجھے مد نظر وصف کمر ہے
سوے ملک عدم عزم سفر ہے

نزاکت اوس پری مین اسقدر ہے
کہ گویا خود ہی سر تا پا کمر ہے

وہی رشک چمن مد نظر ہے
رگ گل سے بہی جو نازک کمر ہے

گرہ تار نظر مین دیکھتا ہوں
خیال ناف ہے فکر کمر ہے

نحافت سے ہمارا جسم لاغر
کسی جان نزاکت کی کمر ہے

کہون معدوم کس کو کسکو ثابت
کہ جیسا منہ ہے ویسی ہی کمر ہے

تصور کا اگر پڑ جاے سایہ
لچک جائے یہ وہ نازک کمر ہے

خلافِ عقل ہے معدوم کہنا — قیام ناف سے ثابت کمر ہے
نحیف و زار کسکے عشق مین ہون — اگر معدوم وہ موے کمر ہے
یہی کہتی ہے زنجیرِ طلائی — مری آنکھون سے دیکھو یہ کمر ہے
چکور اوسپر فدا اسیر خدائی — قمر ہے وہ تو یہ رشکِ قمر ہے
برنگ جسم بیجان گھر ہے یار — چھپر کھٹ گورِ کافر پُر خطر ہے
وہ نکلا یا نہ نکلے اپنے گھر سے — مرا سر اور اوسکا سنگ در ہے
وفور شوقِ دید شمع رو سے — ہر اک پروانہ میرا نامہ بر ہے
خیال زلف ہے لب یاد عارض — یہ کیسی رات ہے جو لب سحر ہے
نہین زلفون مین وہ پرنور رخسار — تعجب ہے میان شب سحر ہے
نمود خط عدو ے حسن عارض — عروج شام پستی سحر ہے
نہ پہل پایا گلون کی دوستی مین — عجب بے برگ الفت کا شجر ہے
غم و رنج و الم جسکے ثمر ہین — زمانے مین وہ الفت کا شجر ہے
لگائی آگ وہ سوز نہان نے — کہ آنسو کا ہر اک قطرہ شرر ہے
شب وصل اوسنے مین لپٹا تو بولے — ہٹو بیٹھو ابھی تو رات بھر ہے
دل عشاق مین رکتے ہین گردش — حسینون کو تو گھر بیٹھے سفر ہے
جو دل دہڑکا مرا خوف سحر سے — وہ سمجھے صبحدم کا یہ گجر ہے
گئی وسنے خیال زلف و رخ مین — غضب کی رات آفت کی سحر ہے
عبث ہے بحث ای گلچین و بلبل — خزان آپونہچی اب جھگڑا ابھی سر ہے

حسینون کو لبہا لیتے ہو شمشاد ٭

تمہاری میٹھی باتون مین اثر ہے

موے مژگان نیچے ابروے خم خنجر بنے — تو وہ قاتل ہے کہ گیسو تک تر مرا اژدر بنے

ہے غرور عشق مجکو اون کو دعوے حسن کا — آپ ہی فرمایئے دونون مین پھر کیا نکر بنے

تہا جو دل مین کہہ لب ساقی کے بوسہ کا مزا — خاک ہونے پر مری مٹی کے بھی ساغر بنے

مین نے جو روز ازل کھینچی تہی آہ پر شرر — ماہ و مہر اوس سے بنے گردون بنا اختر بنے

حیف ہے اوس سے نہ ملنا جسکی ہو یہ آرزو — عمر بہر اون سی بگڑے آپسے دم بہر بنے

جب سے وہ بہی ترا او سمین نہین رکہتا قدم — یہ نکیون اپنا دل ویران غمون کا گہر بنے

سیکڑون زندہ کئے مردے خرام ناز سے — چال وہ ایسی چلے خود فتنہ محشر بنے

ہے لب رنگین و دندان کی محبت کا اثر — جو گرے اشکون کے قطرے لعل یا گوہر بنے

رشک ہوگا گو زیارت کے لیے آئینگے لوگ — قبر عاشق کو چہ معشوق سے باہر بنے

دیکہہ لیتے ظالمون کے ظلم اپنی آنکہہ سے — کور کیون تیغ دو دم کے دیدۂ جوہر بنے

دیکہکر آئینے مین اپنا وہ حسن زلف و رخ — صورت گیسو کبھی اولجھے کبھی ششدر بنے

میری قسمت مین جو تہی سودا الفت سے نجات — دفع جوش عشق کو فقرے ترے نشتر بنے

ہوگئی ہے طوق و زنجیر ابرو و گیسو کی یاد — کس بلا کے تیرے مجنون کے لئے زیور بنے

خوب دیکہا کام تنہا حسن سے چلتا نہین — آدمیت پہلے حاصل کرلے تب دلبر بنے

ہجر کی شب کے ستارون مین تپش کیونکر نہو — میری آہ گرم سے جل جل کے سب اخگر بنے

موت تہی مشکل جنون مین عاشق ناشاد کی — بہر مرغ روح چاک سینہ سب شہپر بنے

کرتے ہی جو رنگ مجکو تیغ آرسی ہوگئی — اسقدر صدمے اوٹہائے دل جگر پتہر بنے

چین اگر منظور ہو بن حامل رنج و محن — بعد تکلیفون کے یوسف شاہ و پیغمبر بنے

تب ہو شمشاد الفت روے کتابی کا ثبوت
قد موزون گمل کے نقش رشتہ مسطر بنے

بلبل نالان سے ممکن ہے گلستان چھوڑدے
دلسے مشکل ہے کہ عشق روی خندان چھوڑدے

ہے نہ یسا ناکہ زاہد باغ رضوان چھوڑدے
غیر ممکن ہے کہ عاشق کوی جانان چھوڑدے

سمل ہے بال و پر مرغ جنون کا باندھنا
دست وحشت کیون مرا تار گریبان چھوڑدے

صورت یوسف اگر انجام پر رکھے نظر
روح جسم ظاہری کو شکل زندان چھوڑدے

مجکو دے اپنی گلی او لیلی شیرین منش
پھر قیس و کوہکن کوہ و بیابان چھوڑدے

منہ سے منہ جب ملگیا کیونکر بچھڑسون اوسکی
تشنہ لب کسطرح جام آب حیوان چھوڑدے

کیون اوبل کر اوسکے آگے مجکو رسوا کردیا
دیکھ اب بھی یہ طریق اے چشم گریان چھوڑدے

آتشین رخسار پر ہے اسطرح خال سیاہ
آگ مین جیسے کوئی ہندو سے پیچان چھوڑدے

انقلاب فقر و نعمت سے کشاکش مین ہے دل
ایک حالت پر مجھے گردون گردان چھوڑدے

روے خندان بھی ہے ابتک زلف مین اولجھا ہوا
گل کے جلوے دیکھ سیر سنبلستان چھوڑدے

قید لگ جائیگی آزادی مین آئیگا خلل
اے دل شوریدہ عشق زلف پیچان چھوڑدے

ایسے گل بوٹے نکالے جال مین صیاد نے
دیکھکر بلبل جیسے اپنا گلستان چھوڑدے

مین یہ ڈرتا ہون کہ راز عشق مژگان کھل نجائے
چھوڑدے دامن کو اے خار مغیلان چھوڑدے

مجکو کہنا ہے جواب قاصد تو کہدی اصل بات
دم اولجھتا ہے یہ تقریر پریشان چھوڑدے

اوس بت پرفن پر اے شمشاد تم شیدا ہو
زاہد صد سالہ جسپر دین و ایمان چھوڑدے

دور ہے آزار میرا فتنہ گر ہونے کو ہے
نونہال زندگانی بے ثمر ہونے کو ہے

چینئی رنگون کی الفت کا اثر ہونے کو ہے
زرد رنگِ رخ ہمارا مثلِ زر ہونے کو ہے

کسطرح اولجہن سنو میرے دلِ شوریدہ کو
بکہری زلفین تمنے سلجہائین سحر ہونیکو ہے

جس گہڑی کی آرزو ہی کاش وہ آئے کہین
یون تو روز و شب کی آمد عمر بہر ہونے کو ہے

کوئی روئے یا نروئے عاشقِ جانباز پر
بیکسی لاشے پر اوسکے نوحہ گر ہونے کو ہے

آپ چلئے دو قدم یا ہم کوئی نالہ کرین
آج ہی محشر بپا ہو کل اگر ہونے کو ہے

او بتِ بیرحم اب تو اسطرف کروٹ بدل
کٹ گئی جہگڑے مین ساری شب سحر ہونیکو ہے

تیرِ مژگان تیغ ابرو کے کرو دو چار وار
عاشقِ جانباز اب سینہ سپر ہونے کو ہے

ہمسے اونکی کچہہ نگاہون مین جو ہو جاتی ہی بات
وا بدبختی کہ اوسکا شور و شر ہونے کو ہے

سینے مین بیکار کب ہے تیرِ مژگان کی خلش
رفتہ رفتہ راہ دلسے تا جگر ہونے کو ہے

قسمتون سی وصل کی شب بہی جو ہاتہہ آئی تو کیا
حوصلے سب دلکے دلمین ہین سحر ہونے کو ہے

کیون پہڑکا اوٹہتا ہی سینے مین ہمارا مرغِ دل
وار اوس تیرِ نظر کا کیا ادہر ہونے کو ہے

اب تو کچہہ ہوتی ہے شامِ کامرانی کی امید
کوئی دم مین روزِ غم کی دوپہر ہونے کو ہے

کیا مزا قاتل کو آئیگا مرے مرنے کے بعد
اک زمانہ میرے غم مین نوحہ گر ہونے کو ہے

قصرِ تن کی خیر مجکو اب نظر آتی نہین
آبِ اشکِ چشم بالائے کمر ہونے کو ہے

چلتی ہین ٹہنڈی ہوائین جہلملاتی ہین چراغ
آؤ سینے سے لپٹ جاؤ سحر ہونے کو ہے

کیا فلک سی کچہہ عداوت ہے دلِ پرسوز کو
دود آہِ آتشین کیون پر شرر ہونے کو ہے

جوشِ رقتِ عشق دندان مین جو ہو کچہہ غم نہین
قطرہ قطرہ اشک کا رشکِ گہر ہونے کو ہے

دلمین کچہہ وحشت سی بڑہتی جاتی ہی گو تم ہو پاس
ٹہنڈی کالون کی لوین ہین کیا سحر ہونیکو ہے

بے سبب غیر دلسے کب خالی کیا جاتا ہی یہ
خانۂ دلمین تمہارا ہی گزر ہونے کو ہے

آج رہ رہکر پھڑک دستی ہین بازوئین پسلیان
وار اوس تیر نظر کا کیا اوپہر ہونے کو ہے

اونکے دلمین کیون خیال ترک الفت پر بندہا
کیا مری آہ رسا کچھ بے اثر ہونے کو ہے

شمع جان عاشق شیدا جو گل ہو کیا عجب
وصل کی شب اب کوئی دم مین سحر ہونیکو ہے

تیز یون پر ہے زبان تیغ قاتل بے طرح
سخت جانی کا بھی قصہ مختصر ہونے کو ہے

صندلی دستار رنگواتے ہین واعظ کس لیئے
کیا انہین دنیا خرمی کا درد سر ہونیکو ہے

اہل بینش کیون نہ ترک شعر گوئی اب کرین
زیر مشق عیب بینی یہ ہنر ہونیکو ہے

تمکو اے شمشاد اوس گل نے بلوایا ہے آج
نخل گلزار تمنا بارور ہونے کو ہے

رابطہ کیونکر بڑہ نجائے اوس بت بے پیر سے
کام سب تدبیر کے لیتے ہین ہم تقدیر سے

عشق ابرو چھٹ نہین سکتا کسی تدبیر سے
آپ چاہین قتل کرڈالین مجھے شمشیر سے

کیون نہ لیتے ملک دل وہ حسن عالمگیر سے
کچھ مدد ہمنے نپائی عشق بے توقیر سے

حسن کا شعلہ جو بھڑکا یار کی تصویر سے
خود مصور محو حیرت ہو گیا تنویر سے

خانۂ دل کی مرمت کی عبث رہتی ہے فکر
یہ وہ گھر ہے جو بگڑتا جائیگا تعمیر سے

کیون نہون ارباب معنی پہلے سب ظاہر پرست
اوسکی صورت دلمین تہی جب آنکہ اوٹہی تصویر سے

تیرے دلمین تہا نہ راز عشق مژگان فاش ہو
کہل گیا صحرا مین لیکن خار دامنگیر سے

جسنے کہولا راز الفت کو وہ ہے ظاہر پرست
اہل معنی کو ہمیشہ ضد رہی تشہیر سے

شور رعد ابر سیہ مین اور بجلی کی چمک
اک کنایہ ہے ہماری نالۂ شبگیر سے

زندگی مین کب ہے عشق زلف پیچان سے نجات
قید ہستی سے جو چھوٹین نکلین اس زنجیر سے

نشے کے ڈورے ہین گرد مردمان چشم یار
یا یہ مست بادہ ہین جکڑے ہوے زنجیر سے

اسطرح آتی ہے اوس ابروئے مژگان سے نگاہ
جیسے طائر بچکے سیدہا جاے لاکہون تیر سے

واعظو کیونکر ملا تمکو مرا احوال معاد
کچھہ پڑہا ہے تمنے میرے نامۂ تقدیر سے

کوئی میرے طائر دل کو کرے کیونکر شکار
جو شکاری ہین وہ خود ڈرتے ہین اس نخچیر سے

اے طبیب درد دل کچھہ چاہیے میرا علاج
اختلاج قلب ہے پر عشق کی تاثیر سے

جسطرح آنکھون نے تجکو دیکھکر پایا مزا
لطف ملتا کاش کانون کو یونہین تقریر سے

جب نہ آیا رحم کچھہ بہی اوسکو میرے حال پر
تب تو مین نادم ہوا اس آہ بے تاثیر سے

یون تو تم بہی ساتھہ میرے عشق کا بہرتے تہے دم
پر جو تہا دلمین تمہارے کہل گیا تقریر سے

مین یہ سمجہا یہ بہی لکہا ہے مری تقدیر کا
کوئی مطلب جب نہ نکلا آپکی تحریر سے

تجکو کہانا ہین اگر مجہہ دل جلے کی ہڈیان
اے ہما منقار لے مرغ آتش گیر سے

اس سے پہلے تو کبہی ایسا نہتا تمکو سکوت
دل گرفتہ ہو مگر اب عاشق دلگیر سے

جو زیارت گاہ ہو حوران سیم اندام کا
خاک مین ملنا بہی اوسکا کم نہین اکسیر سے

عاشق نالان ترا بیٹہا غزل لکہنے جو رات
مرغ مضمون اوڑ گئے سب نالۂ شبگیر سے

ہم کرین گے دوستی جس سے وہی ہوگا عدو
ہمکو یہ مطلب ملا ہے خط تقدیر سے

اوس قد موزون کو ہمنے سرو سے تشبیہ دی
دار کے قابل ہوے شمشاد اسی تقصیر سے

زیب آغوش تصور کون خوش تقریر ہے
آج پہر شمشاد چپ کیون صورت تصویر ہے

ابرو و مژگان کے سودائی کی یہ توقیر ہے
حلقۂ چشم پری کی پاؤن مین زنجیر ہے

طائر دل اے کمان ابرو ترا نخچیر ہے
تیر ہین موے مژہ تیری پلک رہگیر ہے

عشق ابرو سے رہائی کی یہی تدبیر ہے
آج میری گردن اور اونکی دو دم شمشیر ہے

شمع و پروانہ ہلاک یا مین جو ہے تیری بزم مین
کوئی گریان ہے کوئی سوزان کوئی دلگیر ہے

خندۂ گل نالۂ بلبل مین ایما ہے یہی ؎
باغ عالم مین جو اک شادان تو اک دلگیر ہے

دیکھتا ہون جسکو ناکام اپنی تدبیرون کی بعد
جانتا ہون میری اسکی ایک ہی تقدیر ہے

ناسمجھ جسکو سمجھتے ہین ستارے ٹوٹنا
یہ مرا جوش شرار نالۂ شبگیر ہے ؎

خانۂ دل اپنے عاشق کا جو توڑا کیا ہوا
یہ وہ گھر ہے ٹوٹنا جسکے لیے تعمیر ہے

کسطرح مین دلسے پوچھون یار کے ملنے کی راہ
حسن اداب محبت مانع تشہیر ہے

ہمسے دیوانون سے ہے یہ عشق مژگان کو خلش
جسطرف وحشت مین نکلین خار دامنگیر ہے

طے ہوئی جاتی ہے پھر کیونکر رہ ملک عدم
قید ہستی جب ہمارے پاؤن مین زنجیر ہے

ہر قدم پر دیکھتا ہون تودہا سیم و زر
نفرت اسباب دنیا بھی عجب اکسیر ہے

بنگرید آن نونہال حسن می آید بسیر
سرو گمنا اوسکے قد کو فکر کی تقصیر ہے

گردن جان بھی ہے نذر تیغ ابروے بتان
طائر دل تیر مژگان کا اگر نخچیر ہے

شعلہ ہاے عشق کو باہر نکلنا ہے محال
جلے دل سینے مین اپنے مرغ آتشگیر ہے

راتدن یہ مہر و مہ جسکے لیے چکر مین ہین
وہ نرالی اوس رخ پرنور مین تنویر ہے

عندلیب گلشن معنی نپاؤن کیون خطاب
نالۂ موزون مرا کسدرجہ پر تاثیر ہے

بند کر دیتا ہے سبکو جو کرے تجھسے کلام
فلسفی سے بھی مدلل تر تری تقریر ہے

اوس کمان ابرو نے جو چھلنی کیا سارا جگر
یہ تو اونے ایک اوسکا امتحان تیر ہے

ابتو جی مین ٹھن گئی ہے وصل ہو یا ہو دما
فکر بھی سب ہو گئی آگے مری تقدیر ہے

مہر و مہ کیونکر نگر جائین نظر سے شکل اشک
اک سراپا نور کی پیش نظر تصویر ہے

نجم شماری کرتے کرتے تھک گیا بیمار غم
اے مسیحا تیرے آنے مین ابھی تاخیر ہے

ریشۂ الفت نہ دوڑ آئے گلون کو دلمین کیون
آہ شمشاد اک نہال گلشن تاثیر ہے

نرگس نہین یہ قبر پہ اے گلعذار ہے
بعد از فنا بہی ہمکو ترا انتظار ہے

آنکہین سمند مردمک دیدہ شہسوار ہے
دنبالہ تازیانۂ ابلق سوار ہے

دل مین لگی ہے آمد و رفت خیال غیر
اپنا بہی ہو گزر تو یہی کوے یار ہے

جانے بہی دے حساب جفا و وفا نہ چہیڑ
ہے یہ شب وصال کہ روز شمار ہے

شاید خیال زلف صنم نے کرم کیا
خوشبو مین دل جو نافۂ مشک تتار ہے

اوس سے سلوک راہ وفا کی امید کیا
رنگ حنا بہی پاون مین جس گل کے بار ہے

مضمون چشم یار کی رکہتا ہون جستجو
مرغوب میرے دل کو ہرن کا شکار ہے

ہر رنگ مین وہ گل مری آنکہون مین ہے پسند
حاصل خزان مین بہی مجہے لطف بہار ہے

عشق مژہ نے اسکو سکہایا ہے اسطرح
کانٹے سے بہی نزار مرا جسم زار ہے

مارا گہلا کے کیسے بحر حسن نے
رشک حباب اس لئے میرا مزار ہے

جو دل نہین رحیم وہ پتہر سے ہے برا
جس ہاتہ مین کرم نہین شاخ چنار ہے

ابر سیہ اگر ہے مری آہ کا دہوان
بجلی بہی ایک آتش دل کا شرار ہے

بعد از فنا بہی فکر ہے اوس شہسوار کی
برباد چار سمت جو مشت غبار ہے

نالان ہے رعد برق تپان ابر اشکبار
اسباب غم بہم ہین یہ کیسی بہار ہے

کس رنگ کی بہار ہے گلزار عشق مین
جو شاخ دیکہتا ہون وہ بے برگ و بار ہے

میرا اثر ہے پنجۂ خورشید حشر مین
دامان صبح روز جزا تار تار ہے

کرتا ہے کس لئے مرے سینے کو پاش پاش
کس اضطراب مین یہ دل بیقرار ہے

نرگس کی طرح اب تو جھپکتی نہین پلک
اک گل کے آنے کا یہ مجھے انتظار ہے

جوش جنون کی ہونے لگین پھر ترقیان
شاید کہ آمد آمد فصل بہار ہے

کیون گلشن خیال سے کرتے ہو اوسکو محو
شمشاد اک لطیفہ پروردگار ہے

ہوے مسجد نشین جو رمغان سے
کہان لائی ہمین گردش کہان سے

نہین وصل ابد ممکن کسیکو
یہ ثابت ہے فراق جسم و جان سے

صبا نے کی ہے برہم زلف پرخم
نہ اولجے اب کہین موے میان سے

بصد محنت اب آتے ہین لبون تک
جو بڑہ جاتے تھے نالے لامکان سے

نہین جس دلکو درد عشق سے لاگ
وہ کیا واقف مرے سوز نہان سے

عجب بے مہر ہین یاران رفتہ
نہ بھیجی کچھہ خبر جاکر وہان سے

دہان یار کے اوصاف لکھکر
صلہ ہم چاہتے ہین نکتہ دان سے

رہون شیدا رسول دو جہان پر
دعا ہے یہ خدائے انس و جان سے

عدم مین دل لگی کوئی ہے شاید
کہ جاتے ہین وہان اکثر یہان سے

ترے کوچے مین شکل مرغ بسمل
تڑپتے ہین ہزارون نیمجان سے

اوسے دلمین جگہ کیونکر نہ دین ہم
وہ گل ملتا ہے کچھہ روح روان سے

بہت کچھہ سو چکا اپنا مقدر
جگائین اب اوسے آہ و فغان سے

وہ جرم نغمہ سنجی ہے کہ بلبل
ہوئی برباد اپنے خانمان سے

کسی بت پر مگر شیدا ہو شمشاد
نہین ٹلتے جو تم ہندوستان سے

مین خوش ہون بارِ ضعفِ جانستان سے ... کہ اوٹھہ سکتا نہین کوے بتان سے
نہین ممکن تھے پیر و جوان مین ... جو تنگ ہو پوچھہ لو تیر و کمان سے
فنا ہو کر ہین آخر کو پونہچے ... ازل کے دن چلے تھے ہم جہان سے
نہین ممکن اثر ہو اوس کے دلمین ... ہلے گو عرش شورِ الامان سے
ستم کرتے ہین گو وہ حد سے زائد ... تسلی ہے گمانِ امتحان سے
تری انکھون کی گردش جس نے دیکھی ... اوسے کیا خوف دورِ آسمان سے
سبکرو ہو کمر سے عشق کر لو ... عدم کی راہ سیدہی ہے دہان سے
نہین آبِ دُرِ دندان مین کچھہ فرق ... وہ لب یاقوت ہین گو رنگ پان سے
رہے شیدا سے خال و خط ہمیشہ ... نکلتے کس طرح ہندوستان سے
ترا کوچہ ہمین پھر یاد آیا ... ہوی وحشت جو گلگشت جنان سے
پے تسکین بناتے ہو جو کچھہ بات ... سمجھہ لیتا ہون مین طرز بیان سے
جو ہین یک رنگ وہ سنتے ہین ای بت ... تری تسبیح ناقوس و اذان سے
مجھے کیونکر نواب اون سے کھٹکا ... وہ جب در پے ہین اپنے رازدان سے
جو عالی قدر ہین گردش ہے اونکو ... کھلی یہ رمز دورِ آسمان سے

یہ کس گل پیرہن کے عشق مین تم
ہوے شمشاد و شاخ زعفران سے

بہا گئی پھر ایک صورت دیکھئے کیسی بنے ... آگئی پھر دل کی شامت دیکھئے کیسی بنے
ہے خیال سرو قامت دیکھئے کیسی بنے ... سر پر آئی ہے قیامت دیکھئے کیسی بنے
دم دلاسا دیکے مجکو کوچۂ سفاک مین ... لیچلا شوق شہادت دیکھئے کیسی بنے

عشق مین ہرگز نہین مجکو خیال نام و ننگ
اور اونکو پاس عزت دیکھئے کیسی بنے

اونکے جی مین بندھ گئی دہن پرسش اعمال کی
مجکو ہے جوش ندامت دیکھئے کیسی بنے

محتسب کو فکر ہے بربادی میخانہ کی
اور رندون مین شرارت دیکھئے کیسی بنے

شیخ نے رندون مین آکر وعظ کی ڈالی بنا
اب بُرا ہے رنگ صحبت دیکھئے کیسی بنے

اسطرف ہے مجکو زور جذب الفت پر گھمنڈ
اور اودہر مانع نزاکت دیکھئے کیسی بنے

رنگ لائی ہے ابھی سے الفت موئے میان
بڑھ گئی میری نحافت دیکھئے کیسی بنے

واعظ و ناصح کو میری ہر روش پر اعتراض
مجکو ہے امید رحمت دیکھئے کیسی بنے

مین دل و دین عقل و عزت اونکی چھپ کھو چکا
اون کو مجسے اب بہی نفرت دیکھئے کیسی بنے

زاہد بیمغز کو ہے دعوی عشق خدا
سر مین ہے سوداے جنت دیکھئے کیسی بنے

میرے دلمین تو چھایا رنگ گل سی گال نے
سر چڑھا سوداے قامت دیکھئے کیسی بنے

نفس سرکش ہے خلاف مشرب پیر مغان
مین مرید با ارادت دیکھئے کیسی بنے

اون کی تو ہر ہر ادا مین حد سی زیادہ ہے غرور
اور مجھ مین ہے ظرافت دیکھئے کیسی بنے

ہاتھ مین پیسا نہین ساقی نہین دیتا ہے قرض
گھر کے آیا ابر رحمت دیکھئے کیسی بنے

اوٹھنے پر ہے پہلوئے شمشاد سے وہ رشک گل
اور اس کو حرص صحبت دیکھئے کیسی بنے

رباعیات

جب سالک مسلک صفا کو دیکھا
سمجھے کہ جناب مصطفے کو دیکھا
عالم مظہر ہے اور ظاہر اللہ
یہ سچ ہے تو تو نے خدا کو دیکھا

دیگر

رندون نے تو یاد اُسکو چاہا | زہاد نے حور با صفا کو چاہا
باہر نہین اولیا بہی اس کوچے سے | یہ بہی تو طلب ہے جو خدا کو چاہا

دیگر

ہنسنے سے جو بہتر ہے یہان کا رونا | اسوقت یکایک مجھے آیا رونا
کہتا ہے یہ طفل بے زبان اے شمشاد | تعلیم بزرگان ہے ہمارا رونا

دیگر

ذرہ بہی جو حسنی توکل سمجھا | بے برگیون کو جاہ و تجمل سمجھا
سمجھا وہی عمر کی حقیقت شمشاد | جو اپنی ترقی کو تنزل سمجھا

دیگر

کس بات مین غیرون سے مین کمتر نکلا | اندازِ جنون مین سب سے بڑہکر نکلا
شہرت مین بہی احباب نے تولا جو مجھے | مین راز رقیب کے برابر نکلا

دیگر در حسن التعلیل تنگی چشم

اب ذکر تمہارا ہے وظیفہ اپنا | الفت مین ہے کچھہ اور طریقا اپنا
آنکھین دراصل ہین یہ چہوٹی چہوٹی | یا شرم سے روکتے ہو غمزا اپنا

دیگر

اے سرو روان ہوی جو تجہسے فرقت | شمشاد مین باقی نرہی کچھہ حالت
ہوش و خرد و صبر نہ پاس آئے کبہی | ہان عمر نے جیتے جی نچھوڑی سنگت

دیگر

دیکھی جو وہ جوشش کیفِ مل کیصورت | جاتی رہی ہوشِ جزو و کل کیصورت

لاکھون ہی بگاڑ ڈالے ہمسے بلبل | صانع نے بناکے ایک گل کی صورت

دیگر

حاکم کی خوشامد ہے کسی مین بے حد | بنتا ہے کوئی پیر و سیّد احمد
شمشاد کسی نے یہ بہت ٹھیک کہا | ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد

دیگر

فریاد کرون مین کس سے جاکر فریاد | ہوتا ہی نہین کبھی غمون سے آزاد
جب مجکو عدو سے کوئی نسبت ہی نہین | گردش مین ہون کیون برنگِ گردون شمشاد

دیگر

ہوتا جو کبھی رنج و محن سے آزاد | کچھہ عشق کے قانون مین کرتا ایجاد
کیونکر سہون معشوقون کے نازبیجا | ہون عاشقِ معشوق مزاج ای شمشاد

دیگر

سیلاب ز اشک ست جگر مے سوزد | در دیدہ پر آب نظر مے سوزد
از سوز درون ما چہ پرسی شمشاد | آتش تہ آب ست مگر مے سوزد

دیگر

و بدے کے ہمین سوز درون نے جگر | گردش کی حرارت سے کیا خاکستر
جب آپ ہی جل بھن کے یہان خاک ہوئے | بھڑکے گی وہان آتشِ دوزخ کیونکر

دیگر

شمشاد نے اسوقت بحالِ مضطر | آئینہ کئے شیشۂ دل کے جوہر
جب سنگ سے درست آئنہ حیرت ہے | ٹوٹا تو ہر اک ذرہ ہے اسکا نشتر

برسون رہے گلشن مین ریاضین کر
گل کوئی ملا نہ فرحت آگین ہوکر
فرہاد نے پتھر مین بنائی وہ شکل
جو دل مین نہ آئی جان شیرین ہوکر

دیگر

حیران ہین اب اون کو سنائین کیونکر
جب بات بگڑ گئی بنائین کیونکر ؎
خط بہی بہیجے مگر نہ پہونچے اون تک
تقدیر کے لکّہے کو مٹائین کیونکر

دیگر

دہوکے ہی مین سب عمر گنوائی افسوس
عقبے کی نہ بن پڑی کمائی افسوس
شمشاد ہوئی آتش دوزخ غالب
کچہہ کام نہ تردامنی آئی افسوس

دیگر

از دود شکستہ باد ایاغ چیچک ؎
خاموش ز آہ ما چراغ چیچک
رخسارۂ بیعدیل آن غیرت مصر
ہمرنگ قمر گشت ز داغ چیچک

دیگر

شمشاد ملے بہی وہ تو پہر کیا حاصل
پیش آگئی اسوقت عجب کچہہ مشکل ؎
اون کو تو ادہر ناز و ادا کے دعوے
معشوق مزاجی مین ادہر ہم کامل ؎

دیگر

ہے تیغ ادا جو ان بتون کی قاتل
معشوق مزاجی مین ہمین ہین بہی کامل
شمشاد ملون سنگ دلون سے کیونکر
شیشے سے بہی نازک مری پہلو مین ہے دل

دیگر

آنکہون مین یہ کب دیا ہے اوسنے کاجل
کہینچی گل نرگس کے ورق پر جدول

مخمور نہ بیمار نہ مست بادہ ؛ شمشاد ہوے اسی ادا سے بیکل

دیگر

سکتے ہین جو بے مغز دماغ مختل ؛ تثلیث کے قائل ہین چڑھا کر بوتل
کہتے ہین یہ تین مین کہون کیا انکو ؛ دو کہتے اگر یہ تو مین کہتا احول

دیگر

آنکھون کی محبت مین ہون گو مین بدنام ؛ پر خاک مین سوچتا کچھ اس مین انجام
یہ ربط ہے چشم نرگسی سے شمشاد ؛ دل ٹوٹے مرا جو کوئی توڑے بادام

در مرض سخت بمجلس مشاعرہ رفتم ہمانجا این رباعی گفتم

کیا عرض کرون کہ آج مین کیسا ہون ؛ ہان فضل الٰہی سے بہت اچھا ہون
بیماری عذر تھی عیادت مین جنہین ؛ مین اون کی عیادت کے لئے آیا ہون

دیگر

مین لاکھ کسی سے نکرون حال بیان ؛ انداز محبت ہین یہ چھپتے ہین کہان
ہوتی ہے دم سرد سے روشن شمشاد ؛ یہ آتش عشق ہے جو دل مین پنہان

دیگر

حیرت مین کھڑا ہے چپ جو سرو گلشن ؛ ہم بھید سمجھ گئے نہین کچھ کہدون
عارف کو بتائین کو رنگو نگے بہرے ؛ نرگس نہ غضب سے دیکھے سو کے سوسن

دیگر

واللہ جو نوشتۂ مقدر سمجھون ؛ اکسیر کو خاک کے برابر سمجھون
لغزش قدم زہد و توکل کو نہو ؛ ہاتھ آئے اگر لعل تو پتھر سمجھون

دیگر

ہاتھ آئے اگر لعل تو پتھر سمجھوں — اکسیر کو خاک کے برابر سمجھوں
اوٹھ جائے جو بیچ سے دوئی کا پردہ — جس چیز کو دیکھوں اوسے دلبر سمجھوں

دیگر در حسن التعلیل تنگی چشم

ہے قد سہی کہ نخل گلزار جنان — میوے جنت کے ہین کہ نار پستان
تنگ آنکھین ہین یا نیم شگفتہ نرگس — کلیان بیلے کی ہین کہ سلک دندان

دیگر

رندون مین جو شیخ جی کبھی آتے ہین — مین کیا کہون توقیر جو وہ پاتے ہین
کیونکر نہو یارنگون مین بے رنگ ذلیل — بالون مین سفید سب چنے جاتے ہین

دیگر

شمشاد وہ کیون تم سے بگڑ جاتے ہین — ہر بار جو روٹھتے ہین کیا پاتے ہین
تم جس سے خفا ہوے نہین پھر ملتے — کیا یہ بھی خیال مین نہین لاتے ہین

دیگر

دلدادہ ہین جس گل کے یہ سب سنگ چمن — وہ شوخ ہے گو رنگ مین رشک سوسن
شمشاد ہے لیکن یہ ملاحت اوسمین — ہے مردمک دیدۂ آہوے ختن

دیگر

جب دل ہی مین کچھ خیال محبوب نہین — پھر ذکر ربانی کبھی مرغوب نہین
ہر چند کبوتر کہین یاہو یاہو — لیکن یہ عبادت مین تو محسوب نہین

دیگر

حیرت ہے کسے عین کسے ضد سمجھین ‌ یا ور کسے اور کس کو شاہد سمجھین
جب تیرے سوا کچھ بھی نہین پھر کسکو ‌ شمشاد و رقیب و یار و قاصد سمجھین

دیگر

شمشاد یہ ہین آم کہ جانِ شیرین ‌ صدقے انپر مرا بیانِ شیرین
فرہاد جو یہ انبہ شیرین چوسے ‌ پھر وہ نہ کبھی چوسے زبانِ شیرین

دیگر

اس عشق نے عالم وہ دکھایا مجکو ‌ ہمدرد کوئی نظر نہ آیا مجکو
آیا بھی نظر تو عشق پہچان کیطرح ‌ جب میرے گلے ملا جلایا مجکو

دیگر

نفرت سے وہ دیکھتے ہین شیدائی کو ‌ رسوا ہی وہ کرتے ہین تمنائی کو
ہے قحطِ وفا مین بھی محبت ہمسے ‌ اس زال سیہ رو شبِ تنہائی کو

دیگر در حسن التعلیل داغہاے چیچک

ہر عضو بدن ہے عاشقونکے دلخواہ ‌ کیا حسن ہے کیا رنگ ہے ماشاء اللہ
چیچک کے نہین داغ رخِ روشن پر ‌ اوکھڑے ہین نزاکت کے سبب پائے نگاہ

دیگر

یہ روح جو تن مین بشکلِ مہمان ٹھہری ‌ ٹھہری تو مگر بہت گریزان ٹھہری
ہے میل جو سوے اصل سبکو شمشاد ‌ مٹی کی بو عزیزِ انسان ٹھہری

دیگر

رحم اوس نے ابھی تک نہین کھایا کیا ہے ‌ رستا ہی ادہر ادہر ستایا گیا ہے

ہمکو بہی تو گہیرے ہے سراسر ظلمت
کیون خضر ہدایت نہین آیا کیا ہے

دیگر

عالم ہی نئی تہی دیکہی صورت جسکی
تعریف کرون مین تمسے اب کس کسکی
اک گل سے لڑی تہی آنکہہ گلشن مین فقط
حیرت ہی مین سب عمر کٹی نرگس کی

دیگر

دل سینے مین ہے جامِ مئے مشتاقی
کیا کم ہے جو کچہہ دن ہے یہ صحبت باقی
مضمون صراحی کی صدا کا یہ ہے
جو مولب پیمانہ و دستِ ساقی

دیگر

تو شعلہ فروزِ دلِ بلبل ہو جاے
اوٹہے جو دہوان وہ تارِ سنبل ہو جاے
تبدیل کرون جو رنگ طرح ایجاد
جس شمع کو پہونک دون وہی گل ہو جاے

دیگر

مین شمع کو پہونک دون تو وہ گل ہو جاے
دو لفظون مین پروانہ بہی بلبل ہو جاے
تاثیر کے انوار دکہا دون شمشاد
روشن جو کہین شمعِ تو گل ہو جاے

دیگر

شمشاد جو دیوانہ بنا رہتا ہے
عاقل ہے کہ لوگون سے جدا رہتا ہے
سو بار یہ زاہد سے کہا سمجہے سے
دانا چکر ہی مین پڑا رہتا ہے

دیگر

دنیا کے دورا ہے مین تو بیٹہا کیا ہے
نیکی و بدی مین یار اٹکا کیا ہے
چلنا ہے تو کر لے ہاتہہ دونون خالی
جب مال نہین پاس تو کہٹکا کیا ہے

دیگر

دم حسن ملیح پر نکلجا تا ہے ٭ انسان کا رنگ ہی بدل جاتا ہے
کیونکر ہو اثر پزیر پندِ ناصح ٭ پڑتا ہے نمک میں جو وہ گلجاتا ہے

دیگر

اے شدت نزع بیچڑ ہائی کیسی ٭ اے ہوش وحواس یہ جدائی کیسی
مین نے تجھے مدتون جگہہ دی دلمین ٭ اے روح یہ تیری بیوفائی کیسی

دیگر

صد چاک ہو جسکا دل نہ اوس سے اوجھے ٭ عزت جو ملی ہو اوسکو ہاتھون سے نہ دے
دیکھا نہین کیا تو نے تماشا شمشاد ٭ جو سر سے گرے بال وہ پاؤن سے رندے

دیگر

کیا ہے جو یہ آشفتہ بجنون رہتی ہے ٭ کس سوچ مین باحالِ زبون رہتی ہے
کچھہ دال مین کالا ہے ضرور اے شمشاد ٭ لالے کی کلی جو سر نگون رہتی ہے

دیگر

پوچھا جو سبب بے بصری کا ہمنے ٭ یعقوب سے یہ جواب پایا ہمنے
کیا دیکھئے غیر کو اب اون آنکھو نسے ٭ جن آنکھون سے محبوب کو دیکھا ہمنے

دیگر در حسن التعلیل تنگی چشم

اوس نے کب مجھسے گرم جوشی کی ہے ٭ مین نے شمشاد سر فروشی کی ہے
دراصل نہین یہ اوسکی آنکھین چھوٹی ٭ عاشق سے شروع چشم پوشی کی ہے

دیگر

اک خلق تری یار تماشائی ہے — جو منکر حسن ہو وہ سودائی ہے
نون ابروے پر خم ہین تو ہین صاد آنکھین — یعنی کہ تری شان مین نص آئی ہے

دیگر

صورت کوئی آگے اوس پری کی دیکھے — رنگت گوری تو گال بھولے بھولے
کب آئنہ رخ مین ہین داغ چیچک — ہین عکس ہجوم مردمک کے دہبے

دیگر

الفت جو بہت شعلہ رخون سے کی ہے — اک آگ رگ و پے مین مری ساری ہے
اشکون کے شرارے نہ رکین گے شمشاد — پانی مین لگی آگ کہین بجھتی ہے

دیگر

جو مال حرام کچھ بھی کہا جاتا ہے — اپنا بھی حلال کہو کسے پچتا ہے
دیکھو شمشاد جس نے کہائی تکی — کہانا سب پیٹ سے نکل آتا ہے

دیگر

کیا جانئے کیون درد جگر رہتا ہے — ہر سمت کو میلان نظر رہتا ہے
احباب تو اوٹھ گئے ہمارے لیکن — اک غول ہے جو آٹھ پہر رہتا ہے

دیگر

سمجھے نہ کوئی کلام تو کیا غم ہے — اشعار پر اون کے اور ہی عالم ہے
شاگرد تنہا مین جب بھی تھا میر اول — آتش کا مثل شاعرون مین کم ہے

اعجوبۂ تواریخ

۱۳۰۲ھ

قطعہ سفر اول از حقیر محمد عبد الاحد شمشاد لکھنوی

بست و ہفتم از صفر کردم سفر — ہمرہ یک عالم فخر جہان
نام پاکش رحمت اللہ واعظ گو — زوجہ ام را جد فاسد ہست و عم مہربان
بود با حسرت وداع لکھنؤ — رخصت اہل وطن ہم آن ماین
آمدند احباب من تا نہر گنگ — بہر تشخیص من جاد بیان
شہر غازیپور شد جاے قیام — وحشتم بفزود و گشتم نیم جان
در سرم سوداے آزادی نماند — قید تعلیم و تعلم شد گران
از دل بیمار شمشاد حزین — خواستم تاریخ تبدیل مکان
بعد فکر از خیال نازکش — بند غازیپور آمد ناگہان

وله تاریخ عقد نکاح محمد عبد الاحد لکھنوی

کدخدا گشتم از عنایت حق — بست و ہفتم چو از رجب برسید
سال ہجری بسیط مصرع شمشاد — با مراد دلم بفضل مجیب

تواریخ ترتیب مدینۂ لغت مصنفہ جناب حکیم سید محمد اسحاق صاحب حاذق

تعالی اللہ زہے دیوان نادر — بافضال خداے پاک و قادر
بلغت باعث [illegible] عالم — رسول و علت غائی آدم

جناب مصطفیٰ محبوب یزدان
ز کلک حضرت اسحاق حاذق
طرازی یافته کو بے مثال ست
سخن کوتاه تعریفش چه گویم
مسیحی زد رقم کلکم در آنے
پے ہجری چراول بقرار ست
مکرر چون دُر تاریخ سفتم
نظام فکر تاریخی ست نامش
۹۱ ۱۲ھ

ثنا خوانش بود ثانی حسّان
که معشوق خدارا ہست عاشق
عدیلش ہمچو ممدوحش محال ست
ہمین خوشتر که تاریخش بجویم
شبیه سرورِ عرش آستانے
۱۸ھ
کلام حاذق معجز نگار ست
۹۱ ۱۲
کلام نادر و فرخنده گفتم
الٰہی تا ابد بادا لطف امش

ایضاً

سید پاک حضرت اسحاق
ہست حاذق تخلص پاکش
فارسِ عرصهٔ ولا و وفا
شارح متن اتقا و رضا
ہفت اقلیم علم را سلطان
مشورت جز حضرت احسن
پارسی اہلیتش صد ناز
خاص در نظم سکه اش جاری
آنکه شہرت پذیر آفاق ست
آنکه یکسر بود خزینهٔ لغت

حکمتِ اوست شہرهٔ آفاق
عرش پیاست پیک ادراکش
عاشق حضرت رسول خدا
جامع زہد و خلق و ورع و حیا
پاسے تخت ولیست اصل زبان
اوستاد زمانه فخر زمن
در فن نظم و نثر بے انباز
ہست دیوان دلیل بیداری
آنکه اہل زمانه مشتاق ست
آنکه مشہور شد مدینهٔ لغت

آنکه مستغنی ست از ادهان ٭ نے بتعریف اوست لاف و گزاف
وقتِ ترتیب آن ریاض مراد ٭ جست تاریخ عیسوی شمشاد
ناگهان این ندا ز غیب رسید ٭ نظمِ رنگین لغت باید دید
نیک بنگر که سال سنبت راست ٭ لغت محبوب نوشتۂ عقبے ست
سال رومیش نور افشان گشت ٭ دلِ حاذق عدیل حسان گشت
گوهرِ سال فصلیش سفتم ٭ دفترِ لغت دید لی گفتم
هاتفِ غیب باز کرد بیان ٭ لغت را عرش سال هجری دان

تاریخ رسالہ قرناب سخن مصنفہ مرزا محمد ابراهیم صاحب رئیس عدل آباد ضلع غازیپور

پے تذکیه هر لفظش بهارست ٭ تو گوئی سطر سطرش جویبارست
بحرفش نقطۂ خال سیاہے ٭ که از دلها بر آرد دود آہے
چه صفحه رشک جوشِ نوبهاران ٭ شگفته تر ز طبع باده خواران
ز تصنیفات ابراهیم مرزا ٭ خلیل کعبۂ نثرِ دل آرا
گلے از گلشنِ تعلیم حاذق ٭ که با من هم ولاے اوست واثق
جنابِ حضرت اسحاق نامش ٭ فن انشا وطب آمد غلامش
به تعلیم دو روزه میرزا را ٭ فن انشاگری فرمود القا
زدل جوشید این تاریخ چون می ٭ زبان خاص را سرمایه ازوے

ایضا

چو از ابراهیم اشرف و اسعد ٭ از ازل بود خوش سیر افصح
ور سیدِ ابتداے تعلیمش ٭ حاذقش کرد بیشتر افصح

وقتِ تعلیم در زمان قلیل　　زو رقم نامہ سر بسر افصح

از سرِ دوستی بن ہاتف　　گفت انشاے تحصیل افصح

تاریخ رسالہ تسہیل الفرائض مؤلفہ جناب مولوی حافظ محمد عبد اللہ صاحب مدرس اول حشمتیہ

ذی جوہر و باکمال و عالم　　عبد اللہ اسم و پاک سیرت

ہم حافظ و ہم محدّث آمد　　محسود زمانہ در قرارت

تالیف نمود در فرائض　　یک نامہ بمختصر عبارت

چون نامہ بشد عزیز دلہا　　از حُسنِ بیانِ با فصاحت

فکرے کردم براے تاریخ　　ہاتف گفتا ز سال ہجرت

شمشاد شگفتہ دل رقم کن　　محبوب حدیقہ درایت

تاریخ طرح مسجد از محمد عبد الاحد لکہنوی

عظیم الدین خان ذی مروت　　رئیس شہر غازیپور و عابد

ہوے نوکر جو صاحب گنج مین وہ　　با فضال خداے پاک و واحد

قدم سے اونکے بیشک فتحپور اب　　ہوا رونق مین سب تمانونسے ائد

زبس ہے اتقا و زہد اون مین　　صلوۃ و صوم مین بہی ہین موکد

ہوی تاریخ ہاتف نے کہا جب　　بنا و اے عظیم الدین مسجد

قطعہ سال مؤلفہ محمد عبد الاحد شمشاد

رمضان را شب ششم ناگہ　　بانگ فریاد و آہ آہ رسید

متحیر بخویشتن گفتم　　کین ستم بر کہ بے گناہ رسید

چون فزون گشت اضطراب روکن　　ناگہان دورِ صبحگاہ رسید

ملک الموت گفت در گوشم — شیخ کلو بر اللہ رسید ؎
گریہ سازند در حرمگاہش — بیخبر کو ببارگاہ رسید
کز بلندیش تا بخاک درش — القیارانہ جز نگاہ رسید
باعث این عروج پرسیدم — گفت از ترک ماسواہ رسید
شیخ حافظ چو گشت زین آگاہ — کہ جدش ہم بقبلہ گاہ رسید
پے تاریخ گفت باشمشاد ؎ — فکر او تا باوج ماہ رسید
بہر تاریخش از خزانۂ غیب — شیخ دوران دین پناہ رسید

۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ صاحب حال از محمد عبد الاحد لکھنوی

ہائے سوئے حوض نواب یکدن — شیخ چمرو نے لی بہر غسل راہ
عید کی انیسوین تاریخ تھی ؎ — روز سہ شنبہ میان صبحگاہ ؎
آدمی ستھے وہ بہت ہی نیکبخت — بخش دے اللہ اونکو سب گناہ
پاؤن پہسلا ابتدائے غسل مین — سیڑہیون نے بہی ندی آخر پناہ
ڈوبتے ہی غرق رحمت ہوگئے — مستزاد او سپر شہادت واہ واہ
حال یوسف سے بڑہا یہ ماجرا — دیکھو فرق مصر و جنب حوض و چاہ
تہی علی بخش اونکے بیٹے کو یہ فکر — ہو کوئی تاریخ فوت قبلہ گاہ
بول اوٹھے شمشاد از روی بکا — حیف ڈوبے شیخ چمرو آہ آہ

۱۲۹۳ھ

اولین داغ دل تباہ محمد عبد الاحد لکھنوی

شہر شعبان رسید و ہیژدہم ؎ — فوج اندوہ در کمین آمد
فلک نادودادو جان دردم — زہر قاتل بانگبین آمد ؎

شیب ظاہر شدہ بعین شباب | ضعف در خاطر حزین آمد
زد رقم سال خامۂ شمشاد | اولین داغ دل چنین آمد
۱۲۹۴ ھ

نیم براتہ نجی لسان محمد عبد الاحد شمشاد

بست و ہفتم ز شہر ذی الحجہ | کد خدا گشت چون برادر ما
کہ بعبد العزیز موسوم ست | مثل آبا ست زبدۃ العلما
جملہ احباب شادمان گشتند | جشن جمشید ساختند بپا
عم شمشاد گفت و شد تاریخ | کہ زہے جوش عروسی زیبا
۱۲۹۴ ھ

تاریخ بنای مکان جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب وکیل غازیپور زاد لطفہ

چو عبد الصمد ساخت قصر رفیع | کہ بگذشت از اوج چرخ برین
پے سال تعمیر شمشاد گفت | بہشت ہم قصر والا ببین
۱۲۹۴ ھ

ایضاً

مرتب چو شد قصر عبد الصمد | بطرز پسندیدہ با کار و کشت
ز شمشاد پرسید سال بنا | بگفتا کہ بنیاد رشک بہشت
۱۲۹۴ ھ

قطعہ تاریخ مکان جناب نجم الدین حیدر صاحب ڈپٹی کلکٹر زاد عنایتہ

بنا فرمود نجم الدین حیدر | زہے حاجت روا قصر مبارک
دلم گفتا پے تاریخ شمشاد | گلستان عطا قصر مبارک
۱۲۹۴ ھ

تاریخ باغ

چو حسب حکم نجم الدین حیدر | مرتب شد ریاض بے مثالے
بتاریخش رقم زد کلک شمشاد | شگفتہ گلشن جاہ و جلالے
۱۲۹۴ ھ

تاریخ حوض

تعالی اللہ بآب و تاب حوضے | بنا فرمود نجم الدین حیدر
چو دریاے دلم جوشید شمشاد | دُرِ تاریخ سر زد حوض مرمر

۱۲۹۴ھ

ولہ

چہ لبریزِ صفا حوضے بنا کرد | سپہر جاہ نجم الدین حیدر
رقم کردم پے سالِ مسیحی | پدید آمد برنگ حوض کوثر

۱۸۷۷ع

قطعہ تاریخ ولادت فرزند دوئین فقیر عفی عنہ

صبحدم از رجب بنوزدہم | دُرِ فرحت بروے من بکشاد
یعنے اقبال و بخت راخورشید | شدہ طالع ز آسمان مراد
ہست عبد العظیم امام ہمام | اسم و تاریخ آن خجستہ نہاد

۱۲۹۵ھ

تاریخ مسجد

شیخ باصدق و صفا نعمت علی | صاحب جود و سخا و رکن دین
مسجدے را طرح نو انداختہ | در سکندرپور بہرِ ساجدین
خامۂ شمشاد رنگ سال ریخت | مسجد نور رشک فردوس برین

۱۲۹۵ھ

قطعہ ہمناک طبعزاد محمد عبد الاحد شمشاد

ہفدہم بود از مہ رمضان | کہ بجا ہست گفتنش سعدیک
آہ از دارِ دنیا پروا | گفت پیک ممات را لبیک
سر فرو گفت بعد انشاء | شیخ واجد علی سلام علیک

۱۲۹۵ھ

نالۂ دل خراش محمد عبد الاحد شمشاد

۱۸۷۰ع

بعد بستم ز شهر ذی الحجه — عبد باسط فقیه باشوکت
رفت زین جایگه بعین شباب — خوبرو خوش لباس خوش سیرت
گفت تاریخ رحلتش شمشاد — یوسف مصر رونق جنت

قطعہ تاریخ ولادت امانت اللہ خلف جناب احمد اللہ صاحب زاد لطفہ

مهر طالع گشت از برج حمل — چون چهارم شد ز ذی الحجه عیان
گفت شمشاد از پے تاریخ او — احمد اللہ را خلف پدر جهان

ایضاً

دوشنبه است روز ذی الحجه را احیا — طفل سعید و زیبا شد جلوه زیر چون مه
بهر ولادت او شمشاد گفت تاریخ — آمد امانت اللہ ریحان شد احمد اللہ

عنوان لوح تربت احمد اللہ مرحوم مع قطعہ تاریخ وفات آن مغفور

قبر احمد اللہ مرحوم ابن حامی اسلام جناب محمد خلیل صاحب

تاریخ بست و هشتم هست و سه رجب هم — یکشنبه است روز و بگذشته چند ساعت
یعنی وزید صرصر بر گلشن خلیلے — پور وے احمد اللہ بگرفت راه جنت
در علم و فقر یکتا عبد الغفور نامی — زد چاک دامن دل از دست این مصیبت
از بهر سال فوتش ایمائے ابرویش شد — تا یادگار ماند بر لوح سنگ تربت
شمشاد شد بفکر و آمد ندا از هاتف — در عالم جوانی آزاده کرد رحلت

قطعات معجز نمائے مولفہ محمد عبد الاحد لکھنوی

به بست و چهار شوال مکرم — محیط حزن و غم طوفانی آمد
که بود از عاکفان یزدان پرستی — دل پاکش دُرِ نورانی احمد

بخاک افتاد از لغزیدن پا ・ مگر درد جگر پنهانی آمد
همان افتادن و جاندادن او ・ خدنگے آمد و پیکانی آمد
نمودم فکر تاریخ وفاتش ・ که مرگش باعث حیرانی آمد
بگوشش من سیحی سالش از غیب ・ ضمیر الدین خان یزدانی آمد

مادهٔ وفات آن محمدی در سنه هجری نبوی

در بست و چهارمین ز شوال ・ ڈپٹی که مثیل بوذر آمد
فارغ ز وظائف سحرگاه ・ بہر اشراق مضطر آمد
افتاد چو بر زمین ز پا لغز ・ ناگه اجلش چو صرصر آمد
سالِ فوتش بفکر شمشاد ・ در داڈپٹی کلکٹر آمد

قطعهٔ تاریخ بنای چاه از ناچیز محمد عبد الاحد لکهنوی

ببیند ز ڈاکٹر علی بخش ・ این بحر لوال و بئیر بخته
تاریخ بنائے این ز شمشاد ・ هست آب زلال و بئیر بخته

قطعهٔ کاوش دل نما مصنفهٔ محمد عبد الاحد شمشاد لکهنوی

حلیمه زوجهٔ حیدر علی آه ・ حرارت از تپ مزمن شدش تیز
چو شد خشک از نحافت پوست بر تن ・ قضا دامن گرفت و گفت برخیز
شب ششمین بود از ماه ربیعی ・ که شد مرگش لب ما خاک غم بیز
پے تاریخ فوتش گفت شمشاد ・ حلیمه شد بجنت رونق انگیز

قطعهٔ حادثهٔ پسر دوم از محمد عبد الاحد شمشاد

[illegible] شدم ز نو نهالم سیزدهم ・ آن گل نو دمیده شمشاد

دومین بود از مہ شعبان ؎ که بناگاه از سموم مرگ افتاد
مصرع سال در غمش گفتم ہاے عبد العظیم من جان داد

ہدیہ نظم از محمد عبد الاحد شمشاد

مرا ہست آشنائے چون برادر خدا دادہ ام در آباد و ارادت
رضا را با علی ترکیب باید براے نام آن فرخندہ بنیاد
چون ثلث آخر از ماہ صفر شد دوم فرزند او را داد گر داد ؎
بسمع این نوید فرحت افزا طرب اندوز گشتم مثل شمشاد
پے تاریخ آن فرخندہ طالع بگفتم نیک اختر باد آباد ؎

قطعہ بوجہ عبد الحق بن مولوی صمصام الحق از محمد عبد الاحد شمشاد

از جمادے اولین گویم ؎ جو ربست و سوم بجان حزین
تیرہ و تار شد ز غم عالم رفت یک ماہ پارہ زیر زمین
بود نو عمر و نام عبد الحق سیزدہ سالہ جامہ زیب و حسین
یافت شمشاد مصرع تاریخ نوبر نونہال خلد برین ؎

دلسوزی ماتم برادر زادہ محمد عبد الاحد شمشاد

ابن عبد العزیز عبد لطیف نور افزاے دیدۂ حیران
از رجب چون رسید چاردہم شد سہ ماہہ ز چشم من پنہان
مصرع سال یافتم شمشاد لعبت خلد بالک و جہان

مرثیہ زوجہ عم حق پژدہ از محمد عبد الاحد شمشاد

ہست امروز ہفتم شعبان آسمان بر تنزل رحمت دال

زوجهٔ پارسائے مرشد من — میرد وسوئے خلد فارغ بال

پسر و بنت نوجوان رفتند — پیشتر زین جہان حزن وملال

سر مژگان ز اشک نم نگرفت — حبذا صبر آن ستوده خصال

غم پنہان بسوخت چون جگرش — آفتاب رخش گرفت زوال

ہمان سال از تراکم غم — روح او باخداش یافت وصال

دل اندوہگین من شمشاد — گفت طومار غم رقم کن سال

۱۲ ۹۶

قطعہ شورش دل جانگزا از عبد الاحد شمشاد

۱۰

چارشنبہ ز دوم شعبان — ہر طرف ماتم غم است بپا

زوجۂ بایزید احمد خان — جامع اتقا و حسن و حیا

بعد سہ روز مردن پسرش — رخت بربست سوئے دار بقا

گفت شمشاد بہر تاریخش — رونق خلد آبروے وفا

۹۶ ۱۲

ہدیہ احسن از شمشاد بمحمد حافظ

۱۲

بعد از دو صوم اندر شہر صیام در شب — طالع شده است ماہی روشن چو مہر نو

شادست و چون بباشد حافظ ز مقدم او — بعد از سہ عقد دادش فرزند رب داور

شمشاد فکر کردم سال ولادت او — از غیب گفت ہاتف فرخنده سعد اکبر

۱۲ ۹۶

قطعہ سال اکسیر حیات از عبد الاحد شمشاد لکھنوی

چون بہر نظم کرد نامہ نو — جوہر طبع او عیان گردید

جملۂ معنی و معنی آمیزش — کہ نظیرش کسے ندید و شنید

مصرع سال گفتش شمشاد — نامہ نظم و مطلع امید

۱۲ ۹۶

سال مسعود تولد شافعه سلمہا اللہ تعالیٰ

چون سحر ہشتم ذی القعدہ ماہ | جلوہ شدہ صورت اردی بہشت
دختر من شافعہ پیدا شدہ | تازہ برنگ گل باغ بہشت
خانۂ شمشاد پے سال او | دختر زیبا و حمیدہ نوشت

قطعہ تاریخ سال ولادت حفیظہ سلمہا

روز پنجم زمہ ذی الحجہ | خالقم دخت جوان طالع داد
دختر پاک نہژاد از ہاتف | بہر تاریخ شنیدم شمشاد

قطعہ تاریخ ازاحۃ الاغلاط تالیف لطیف شاگرد رشیدم مولوی محمد ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ

چون شوق یگانہ کرد تالیف | این نامہ بوستان تحقیق
گفتم شمشاد سال تاریخ | جان تنقیح و جان تحقیق

سال طبع دیوان علامہ عصر مولانا محمد سعید صاحب حسرت

تعالے اللہ برنگ دلکش و خوب | بسا زو برگ شد دیوان حسرت
پے تاریخ طبعش کلک شمشاد | رقم برزد چہ نخل صناعت

ایضاً

ہمانا نسخۂ دیوان حسرت | بود فردوس وش مطبوع ہر دل
بدل انداخت پرتو سال طبعش | گلستان معانی شمع محفل

ایضاً

سرزد چو ز بحر طبع حسرت | این گوہر آبدار منظوم

شمشاد طبع سال طبعش | گل کرد کہ نو بہار منظوم ؎
۱۳۱۳ھ

ایضاً

چہ وصف دیوان نو طرازم کجا اشارات آن بیانم | زہی عبارات با فصاحت خوشے مضامین با بلاغت
روان معنی بصد لطافت بقالب طبع چون در آمد | بگفت شمشاد سال طبعش کتاب حسن کلام حسرت
۱۳۱۳ھ

اسم تاریخی فرزند محمد معین الدین صاحب مچھلی شہری

محمد ظہیر الدین
۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ این دیوان باعتبار ترتیب بار اول

یافت دیوان من چو حسن ختام | کرد ہر نکتہ پرورش تحسین ؎
گفت تاریخ بلبل فکرم | گلستان معانی شیرین
۱۳۱۲ھ

رباعی در سال وفات عالم زمان جناب حکیم سید محمد اسحاق موہانی

حاذق چو بحکم حضرت رب کریم | بگرفت ازین جہان رہ دار نعیم
شمشاد حزین بگفت تاریخ وفات | مداح رسول پاک نباض حکیم
۱۳۱۳ھ

قطعہ ترتیب گلدستہ معانی

داد ترتیب حمد و نعت بہم | سالک ما چو بہر امر زش
گفت شمشاد مصرع تاریخ | توشہ راہ جاے آسائش
۱۳۱۳ھ

قطعہ تاریخ انطباع دیوان جناب شیخ احمد حسین خانصاحب مذاق تعلقہ دار ریاوان

ہوا طبع کیا کلیات مذاق ؎ | بہار گلستان شعر و سخن
ہر اک صفحہ ہے غیرت بوستان | کھلے ہین ہزارون گل و یاسمن
ہر اک سطر ہے سنبل مشک سا | ہین بین السطور اسکے نہر لبن

جو تاریخ کا مجکو آیا خیال — ہوی بلبل فکر یون نغمہ زن
کہ شمشاد لکھو یہ مصراع سال — چھپا خوب دیوان رشک چمن

تاریخ مثنوی نغمۂ راز مصنفہ عزیزی مولوی محمد ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی سلمہ

ظہیر احسن کہ با شوق است معروف — بخوبیہاے رنگارنگ موصوف
نوا سنج گلستان فصاحت — ترنم ریز بستان بلاغت
چمن پیراے باغ نکتہ دانی — بہار افزاے گلزار معانی
نہال بوستان خوش مقالی — گلے از گلشن نازک خیالی
چو کرد این نامۂ نایاب تصنیف — کہ ہر دانستہ او صافش ز توصیف
پے سالش دلم شمشاد گفتا — تعالے اللہ کتاب روح افزا

تاریخ تالیف تذکرہ یادگار ضیغم مؤلفہ جناب نواب عبد اللہ خان صاحب بہادر ضیغم حیدر آبادی

تذکرہ جمع کرد بالتصویر — خان ضیغم جناب عبد اللہ
کوست امروز در دیار دکن — شاعر نکتہ دان و کار آگاہ
از نہانخانۂ عدم بوجود — جلوہ گر گشت صورت دلخواہ
گفت شمشاد سال تاریخش — انتخاب لطیف عالی جاہ

ایضاً

داد ترتیب حضرت ضیغم — تذکرہ از براے اہل نیاز
در بیان مراتب شعرا — سحر کر دست نے غلط اعجاز
گفت شمشاد سال تاریخش — انتخاب لطیف دمائیہ ناز

قطعہ در مرثیۂ سیدی جناب مولوی محمد عبد الحی مرحوم

عجبی هست که امروز ز هنگام سحر   یافته حزن والم بردل من استیلا
شیونم میکند آهنگ فلک هر ساعت   آید از دل بلبم شور و فغان و غوغا
میکند تیرگی جهل چو رنگ رویش   مهر را خال رخ لیلے لیل یلدا
کاهش ماه گرفته ست جمال هر فن   نفس علم ست بهمت زغم مرگ آرا
صرف صراف ندارد زر دچون بر ملو   نحو گویاست کنون نقش بر آب دریا
فلسفه واچو کم از فلس درین دور بدید   منطق از نطق برون آمده الکن آسا
از ریاضت کش خود گشت ریاضی مهجور   فلکیات چو افلاک شده بے سر و پا
نیست چون هیچ یکے مستند فقه و حدیث   کے توان گفت فلان گفت فلان حدثنا
مندرس علم کلام ست و معانی و بیان   علم تفسیر و روایات نمانده است بجا
رفت رونق ز سیر دانی و وعظ و تدریس   خوش بیان نیست که تفسیر کند آیه را
علم هیئت چو طبیعی و الٰهی گم شد   هیئت هر همه بگرفت ز سر رنگ فنا
محکمارا که درین عهد وجودیست پدید   دستگیرے نه اگر دست دهد لغزش پا
یعنی این بر همی علم و فنون کامرد رست   هست از رحلت سلطان جهان فضلا
آنکه از جوهر ذاتی و صفاتی میداشت   مثل اجداد ز دنیاے دنی استغنا
همه را بود تعلق بصفات و ذاتش   کیست در دهر که بود از هنرش ناپروا
چون همیشد ز مضامین وی احیاے علوم   فکر عالیش مسیحا بُد و او عیسیٰ زا
با وجودیکه سن و سال بحلی هم نرسید   کرد تالیف و تصانیف برون از احصا
صورت و سیرت عالیش نمیداشت نظیر   اندرین دور مگر بود چو یوسف یکتا
شیرین بکلام و به تبسم نمکین   جان تهذیب و لے بود ظرافت پیرا

از خزائن نگرفتند سلاطین جهان | آنچه بردند ز دستش طلبا و فقرا
لکهنو را همه عزت ز فرنگی محل ست | که همین ست مقام فضلا و علما
مسکن حضرت مغفور همان ست ولے | مسقط الراس گرامیش بدان در باندا
حیدرآباد مشرف بقدوم پاکش | او معزز لبه تاج و زیارات صفا
مدفنش هست بگلزار جناب الوار | هر زر گیست دران باغ مشرف بلقا
وقت تکفین و نمازش ز هجوم خلقت | تنگ بر مور چه هم گشت فضای غبرا
گرچه مصروع ز یک سال بدا ماصد حیف | دور هٔ صرع شد او را لشب مرگ سه تا
آه نگذاشت ز اولاد بجز یک دختر | باد از هر دو لب روز و شبش سلمها
گرچه او ابن اخم بود و اخ زوجهٔ من | بود در عمر و فضائل به بزرگم ما نا
فاش گویم علمش شیخ زمان عبد الحی | خلف دودهٔ انصار رسول دوسرا
رحلت وے شده در سلخ ربیع الاول | شب آخر ز سه شنبه پس اتمام عشا
سنه اش خواسته شمشاد و ندا زد هاتف | عالم و حافظ و حاجی و عزیز دلها
۱۳ ھ

قطعهٔ تاریخ بنائے مسجد

نظم

میر والا جاه سید احمد از فضل اله | رشد حاصل کرد در اقران خود شد لجم
چون کمر بربست بهر انصرام کار خیر | شد بنائے مسجد عالی بدستش دلپذیر
کرد شمشاد از پے تاریخ تعمیرش رقم | قبلهٔ حاجات عالم کعبهٔ رب قدیر
۱۳ ھ

ایضا

میر سید احمد از زهد و صفاے قلب خویش | در میان خلق پیدا کرد رشد و اعتبار
بهر خوشنودی خالق هم کمر بربست چست | مسجدے را طرح نو انداخت و شد کامگار

خامهٔ شمشاد تاریخ بنالیش زد رقم | قبلهٔ حاجات عالم کعبهٔ مردان کار ۱۳ھ

قطعهٔ تاریخ دیوان هذا باعتبار ترتیب بار ثانی

در سال هزار و سه صد و دو | از هجرت خاتم رسالت
کردم دیوان خود مرتب | موسوم به دفتر حقیقت ۱۳ھ
لکن نشد اتفاق طبعش | در لیت و لعل گزشت مدت
در سال هزار و سه صد و چار | بر طبع چو ساختند همت
دادم ترتیب بار دوم | کردم ز کلام نو زیادت
نامش که خزانهٔ خیال است | دارد انجام را رعایت
گفتم شمشاد سال تاریخ ۱۳ھ | گنجینهٔ نقشهای فکرت ۱۳ھ

تمت

تقریظ سخنور شیرین گفتار جناب مولوی غلام قطب الدین صاحب فگار نیازی نظامی غازیپوری خلف جناب شاه فضل کریم صاحب و شاگرد حضرت مصنف دام فیضه

سخن را کجا مبدا و منتهی است | که رنگش محیط همه رنگهاست
ندانم که او را چه نیرنگی است | مگر رنگ او رنگ بیرنگی است

اگر ژرف نگری دانی که سخن است که با دوست - از سما تا سمک جلوه اش عیان - و از ثری تا ثریا پرتوش نمایان آدم صفی الله با دوست - و ابلیس مردود ازو - نوح نجی الله ازان است و فرعون غرقاب بدان - موسی را کلیم الله دیدن و بطور دواندن از اسرار او - و عیسی را روح الله ساختن و بر فلک

رسانیدن اوبی کار او - سخن است کہ سحبان را مشہور جہان نمود - اگر سخن
نبودی ذکر فردوسی کہ شنفتی - ونظامی را مخدائے سخن کہ گفتی - سعدی را بمعراج
عروج کمال رسانید - وحافظ را رنگینی سخن بلبل شیراز گردانید - خسرو بتاج
سخن خسرو ملک شیرین بیانی است - وجامی از خمخانہ سخن سرشار بادۂ معانی
است - المختصر ہرچہ ہست از سخن است - وہرچہ گردید از سخن گردید - لمؤلفہ
سخن را سرودن ثنای خداست ✤ کہ یک حرف کن ہر دو عالم نماست ✤
محمد کزان ہردو لبس مدعاست ✤ انا افصح از وی خود او را ثناست ✤ چون
سخن را این چنین شان است بہ مدح سخنور کرا زبان است - ای دل عنایت
قرین بیدار شو وپردۂ غفلت از چشم خود برانداز کہ کلام سعدی عصر بتو رسیدہ
ورموز نظامی دہر خلعت محرمیت بتو بخشیدہ - نازکن نازکن کہ ناکارہ جگر فگار
بودی اکنون مرہم زخم نصیب گردید - وزمزمہ سرور ونغمۂ سرور رسا کن کہ آوارۂ
گریبان تار تار بودی الحال خلعت ہمہ دانی بتو رسیدہ - ندانی کدام عالی مرتبت
والا مقام سر این گنجینۂ معانی کشادہ انموذجی از پایگاہ رفیعش این است - کہ
شمع شبستان روشن بیانی غازہ وطراز عارض ہمہ دانی جامع کمالات انسانی -
اقلیم سخندانی وجہان جادو بیانی را شاہ کامران است - وچون بنا شد کہ
عروس بلاغت کہ محل سرائے طبع سحبان بود مشاطہ قضا وقدر بکنار
مولانا محمد عبد الاحد خلف اوسط جناب مرحوم ومغفور مولوی محمد عبد الرحیم فرنگی محلی
کرد ونہال آبشار فصاحت کہ بہ ریاض طبع حسان بود باغبان گلزار کون ومکان
تفویض جناب شمشاد شاگرد رشید حضرت قلق لکنوی مغفور وجناب آسی

سکندرپوری مدظلہم بنود لمؤلفہ

زہے افسر ملک علم و ہنر — کہ پشت سخنور بنہادہ است سر
تو در بحر علم و ہنر گوہری — پئے بکر معنی تو شوہری
بہ دیوان تو من چگویم چہاست — بلاغت فصاحت بنام خداست
ہمہ نغز گویان دنیائے دون — بہ پیش تو گشتند شاہا زبون
تو اسکندر ملک معنی شدی — تو ملجائے عالی و دانی شدی
تو شمشاد باغ سخن آمدی — یم فیض ہر علم و فن آمدی
نباشد کسے در جہان زاہل ہوش — ز تو بار منت ندارد بدوش
جوان مردی و پاک و عالی ہمم — چو آبائے خود سرور ذو الکرم
مراہم ز جودت بود برگ و ساز — بکامت جہان باد عمرت دراز
بخلق عظیم شہنشاہ دین — کہ بہر وے آمد زمان و زمین
فلک چاکر و دولتت بندہ باد — دل دشمنانت پراگندہ باد

دیوان اردو کہ از نتائج افکار دست مدحش چہ برطرازم حسن معنی از پردہ مشکین الفاظش ہمچو حسن بتان چین از نقاب حجاب جلوہ ریز و صہبای روح افزاے مضامین دل نشینش ہمچو اقداح راح راحت انگیز — حق این است کہ تا باغبان ازل رنگ گلزار ایجاد ریختہ — گلی بدین رنگ بود در بہارستان وجود نہ شگفتہ — زلف لیلاے سوادش مشک افشان است و بر روے عذراے بیاضش روکش عذار حوران لمؤلفہ

زہے دیوان مملو از بلاغت — گل خوش رنگ گلزار فصاحت

پئے غواص بحر علم و ادراک | شد این دیوانِ نادر گوہر پاک
چہ گویم وصف این دیوانِ پرفن | زبان ناطقہ اینجاست الکن

ی با تمامے فصاحت و بلاغت و جدّت و ندرت۔ و ملاحت و سلاست و لطافت۔ و حسنِ بیان و لطافت زبان و صفای محاورات و لطفِ کنایات ماظ عاشقانہ و معانی عارفانہ خوان بالوان است لمؤلفہ۔۔

سخن سنجان معنی رس بیایند | ز خوان بانمک زلّہ ربایند
چہ خوان بانمک دیوان شمشاد | کہ اہلِ فیضش خوانند استاد
بہار گلشنِ معنی خرد دوست | کہ آب و رنگ گلزار سخن اوست
بباغِ لکھنؤ نشو و نما یافت | ز آبای کرام خود صفا یافت
محلہ را تو میجوئی اگر ہم | فرنگی برمحل سازی مقدم
بعالم شہرتش چون داستانہا | کمالش چون جمالش برزبانہا
بہ خاریسور اسکولی است نامی | بنامِ چشمۂ رحمت گرامی
دران اسکول نامی ہست استاد | حفیظ و ناصرش فضل خدا باد
مرتب کرد دیوان عجب خیز | کہ شد ہر ذی ہنر را فرحت انگیز
بہ وصفش دم زدن این فکر کوتاہ | بہ گز پیمودن آمد چادر ماہ
نباشد تاب توصیفش فگارم | مناسب آنکہ تاریخش نگارم
بہ گوشِ جان من ہاتف بگفتا | مضامینِ نوادر نیک زیبا

۲
۱۲۳ھ

تواریخ دیوان ہذا باعتبار ترتیب بار اول نتیجۂ افکار گہربار شعرائے نامدار

ابلغ البلغا افصح الفصحا فاضل لوذعی عالم یلمعی صدر نشین ایوان سخن شناسی جناب مولانا محمد عبد العلیم صاحب سکندرپوری متخلص بہ آسی ناظم اوستاد جناب مصنف

سراپا نظم شمشادِ روان مین — خداے پاک کی امداد دیکھی
نئی باتین نئی بندش نیا رنگ — نہین یہ قوتِ ایجاد دیکھی
بہت قیدون مین جکڑا ہین پہر بھی — وہ زور آور روش آزاد دیکھی
عدو بیداد گر ہوتا ہے لیکن — زبان اوسکی ہی وقف داد دیکھی
ہجوم معنی دلکش سے ہر بیت — فضاے خانہ آباد دیکھی
قلم مین قدرت تصویرِ معنی — کبہی تونے بہی اے بہزاد دیکھی
زمینین پتہر اور اشعار شیرین — مثال صنعت فرہاد دیکھی
رولا دیتی ہین درد انگیز غزلین — بیان اشک یہ روداد دیکھی
کہا آسی نے جب دیکہا یہ دیوان — بہار گلشن شمشاد دیکھی ۱۲۹۸ھ

جامع فضائل بے عداد جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب آزاد اعظم گڈہی

عجب دیوان نادر ہے عیان ہی مرتبہ جسکا — مصنف کی طبیعت کا حذاقت کا فطانت کا
جو سن ترتیب کا چاہو تو اے آزاد تو ماخذ — بلاغت کا فصاحت کا ملاحت کا وجاہت کا

سخنور باکمال وذی شرف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

مرتب شد چو این دیوان شمشاد — نہال گلشن حسن مضامین
پے تاریخ سالش کلک اشرف — رقم کردہ کلام لذت آگین

مجمع کمالات حسنات طبع وقاد جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب ارشاد وکیل غازیپور شاگرد حضرت مصنف

تاریخ دیوان زیبا

چو شمشاد من اوستاد یگانہ ۔ مرا در ارسد اوستادی مسلّم
موقر مفخر ممیز معزز ۔ مکرم معظم مفخم معمم
بدیوان چنان کرد دیوان مرتب ۔ کہ باشد بدیباچہ دیباے معلم
زہے بندش صاف و لطف ضمیری ۔ فصاحت بلاغت بہم ہر دو منضم
رقم کرد ارشاد سال مسیحی ۔ کنایات دلکش مضامین محکم

جامع معقول و منقول صاحب ذہن رسا سخنور بے ہمتا جناب مولوی حافظ محمد عبدالرحمن صاحب لقا مدرس عربی مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور شاگرد حضرت مصنف مدظلہ

تواریخ عجیب

لقد جاء شمشادنا ذو المعالی ۔ بسفرٍ لہ کل معنی یطیب
بدی الارخ من کل مصراع شعرٍ ۔ سعی جاهداً فیہ فکری المصیب
بیانٌ بلیغٌ صفیٌّ بہی ۔ کلام نظیف بدیع عجیب

ولہ

فاضل مصقع و منطیق و طلیق ۔ شمع بزم شعراے امجاد
موسی طور جمال معنی ۔ پاک دل پاک سخن پاک نژاد
آب و رنگ چمنستان علوم ۔ مرجع خلق جناب استاد
کرد تالیف عجب دیوانے ۔ ریخت در ناطقہ رنگ ایجاد
بسکہ دارد اثر باد مسیح ۔ سخنش روح دمد در اجساد
حبذا دفتر اشعار لطیف ۔ دلکش وامق و قیس و فرہاد

جوے شیرین بود ش ہر سطرے | نقطہا مردم چشم صیاد
بیت ابروے حسینان ہر بیت | خط مسطر دم تیغ جلاد
از لقا زمزمہ تاریخ است | نامہ عشق کلام شمشاد

زمزمۂ دلفریب بسال تاریخ عیسوی

بحسن رائیش و لطافت چو کرد دیوان خود مرتب | جناب شمشاد پاک طینت بہار گلزار نکتہ دانی
برائے تاریخ عیسویش لقا چنین زد نواے دلکش | کلام ابلغ بدیع و اعجب پسند ہر صاحب معانی

ہمپایۂ قدسی و کلیم جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

زہے اوج کمال فکر شمشاد | کہ از ادراک حدش عقل حیران
بنظم و نثر یکتاے زمانہ | بوالا گوہری بیمثل دوران
کنون دیوان نو ترتیب دادند | بآئین نکو شائستہ عنوان
خیال آمد پے تاریخ تسلیم | کہ باشد شیوۂ موزون کلامان
بگوش من دل فکر آشنا گفت | بگو دیوان استاد سخندان

بلبل گلزار شعر و سخن طوطی شکرستان علم و فن جناب مولوی علی حسن صاحب حسن غازیپوری شاگرد جناب آسی سکندرپوری

مرتب شد حسن دیوان شمشاد | زگلہاے معانی گلستانی
نوشتم بہر سالش بے سر بد | کلام شاعر شیرین زبانی

شاعر و شعور جناب شیخ محمد حافظ صاحب حافظ رئیس غازیپور شاگرد حضرت مصنف

چو استاد کامل چہ نازک خیال | فن شعر را افتخر آمد بدو
چنان نظم او شہرۂ عام یافت | کہ صیت کلامش بشد چار سو

ہمہ عقدہاے سخن حل نمود
ہنوزش نہ سر رفت در جیب فکر
باستادلیش دست بر سر نہند
ریاض سخن راست تازہ بہار
بمضمون تازہ بہ ترکیب پاک
زہے نام نامیش عبدالاحد
خدایا بحق نبیٔ کریم ؁
مرتب چو فرمود دیوان خود ؁
پے عیسوی سال کردم چو فکر
بکن سال از روے بہجت رقم

فن شعر آسان بر ذات او
مضامین شدہ حاضرش روبرو
ہمہ نغزدان و ہمہ نغز گو
گل شعر را ہست از رنگ و بو
دہد گوہر شعر را آبرو ؁
تخلص بہ شمشاد موزون بدو
نگہدارش از چشم زخم عدو
بہ حافظ شدایاش تاریخ گو
بمن گفت ہاتف کمن جست وجو
ریاض فصاحت طراز نکو

سخنور نکتہ سنج شیرین گفتار جناب منشی سالگرام صاحب سالک رئیس گردار شاگرد حضرت مصنف

۱۳۰۱ھ

مرتب شد ز فیض کلک استاد
معطر از نسیم خوبے او ؁
رقم زد کلک سالک سال تاریخ

چمن زار گل شاداب معنی ؁
دماغ دانش اصحاب معنی
پسند خاطر ارباب معنی

۱۳۰۲ھ

ولہ

چون بالماس فکر پاک ولطیف
سالک خستہ سال تاریخش

فیض استاد در معنی سفت
چشمۂ آفتاب عشق بگفت

۱۳۰۲ھ

شاعر غرا سخنور بے ہمتا جناب خواجہ محمد باقر صاحب شہید الکہنوی

اپنا دیوان جو شمشاد نے ترتیب دیا | آیا دل مین مرے اوسوقت خیالِ تاریخ
دیکھنا کہتے ہین شیدا اسے اعجازِ سخن | سالِ تاریخ سے پیدا ہوا سالِ تاریخ

۱۳۰۶ھ

ولہ

جب مرتب کیا شمشاد نے دیوان اپنا | مجھسے فرمایا کہ کہدیجیے اسکی تاریخ
دفعتًہ اونسے کہا مینے یہ فقرہ شیدا | اسکی تاریخ سمجھ لیجیے اسکی تاریخ

۱۳۰۶ھ

فاضل بے ہمتا سرآمد شعرا جناب مولوی سید حمزہ صاحب شیدا دہلوی مدرس عربی مدرسہ اشاعۃ العلوم واقع لکھنؤ فرنگی محل

ہست دیوانِ حضرت شمشاد | معدن گوہر خوشاب سخن
خواستم سال ومدحِ مضمونش | گفت شیدا لطف شراب سخن

۱۳۰۶ھ

ولہ

ہوں شیدا مین دیوان شمشاد کا | کہ قمریٔ مضمون ہے وہ بیگمان
کہا بلبل فکر سے سال کو | تو بولی بہار گل نظم جان

۱۳۰۶ھ

مجمع کمالات وفضائل منبع برکات وفواضل یگانہ دوران سخنور فصیح اللسان لوذعی المعی جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی شاگرد حضرت مصنف مدظلہ

نازم کہ زیب وزینتِ ترتیب یافتہ | دیوانِ نو ز حضرتِ شمشاد نغز گو
صوری ومعنوی سنہ اش شوق زد رقم | از ہجرتِ رسول ہزار وسہ صد بدو

۱۳۰۲ھ

ولہ

جب ہوا دیوان جناب شمشاد | ہو چکا جمع لطف زا احسن
شوق نے لکھی تاریخ | ہے کلام شہ اقلیم سخن

کان سعادت جان فن کا جناب سید محمد سلطان حسین صاحب شفا غازیپوری شاگرد جناب آغا غازیپوری

مرتب چو دیوان شمشاد شد
شفا بہر سال مسیحی آن
با حسنت بنواخت چرخ برین
بگو نظم دلکش سرور حزین

جامع فضائل باطن وظاہر جناب حکیم سید محمد ایوب صاحب صابر رضوی موہانی خلف رشید حضرت حاذق مغفور

سرخیل سخنوران عالم
اللہ رے کمال فکر نازک
دیوان کو دی عجیب ترتیب
مطلع ہے ہر ایک مطلع مہر
ہر بحر کے آبدار مضمون
منظوم ہوا سکی کوئی تاریخ
بے روے دریغ میں نے لکھا

شمشاد بلیغ نکتہ پرور
ہے بہر عروس نظم زیور
ہین جس سے عیان سخن کے جوہر
نقطے ہین نجوم چرخ اخضر
ہین رد کش آب و رنگ گوہر
صابر کو رہی یہ فکر اکثر
دیوان ہے بہت نفیس وبہتر

شاعر شیرین زبان ناظم جادو بیان رئیس کبیر مجمع کمالات سید جناب مولوی محمد عبدالصمد صاحب صمد وکیل و اسپشل مجسٹریٹ و وائس چیرمین وممبر ڈسٹرکٹ بورڈ شہر غازیپور

یار روش کلام من شمشاد
چاشنی گیر حسن گلرویان
فتنۂ جان گداز عرصۂ عشق
مصرعہ مصرعہ ز دیوانش
زد رقم سال انظم کلک صمد

نیر روز عالم الفت
بہرہ اندوز عالم الفت
مہر دلسوز عالم الفت
دانش آموز عالم الفت
پردلق افروز عالم الفت

شاعر یکتا و سخنور مشہور جناب مولوی ظہور الحسن صاحب ظہور سکندرپوری برادر و شاگرد جناب آسی مدظلہ

مرتب گشت چون دیوان شمشاد — مصنف را مبارک باد گفتم
ظہور از روے یاری بہر تاریخ — کلام روشن شمشاد گفتم
۱۲ھ

معرکہ سخن را مقدمۃ الجیش جناب منشی شیخ فدا علی صاحب عیش لکھنوی

ناسخ عصر و آتش دوران — غیرت میر و غیرت سودا
خسرو کشور سخندانی — ہین جو شمشاد شاعر یکتا
شاعرون مین نہین نظیر کوئی — ایسا نازک خیال کم دیکھا
گلشن نظم کے ہین خود شمشاد — کیون نہ موزون ہو طبع پاک رسا
جمع اپنا کیا کلام نفیس — تازہ پہولون کا جیسے گلدستا
طبع دیوان کا قصد رکہتے ہین — جلد حاصل ہو مدعا اونکا
ہوئی شہرت جو ختم دیوان کی — بہر تاریخ مجکو حکم دیا
عیش نے سال اختتام کلام — افسر فرق شاعری لکھا
۱۲ھ

برگزیدہ شمائل جناب شیخ محمد سمیع صاحب عاقل غازیپوری شاگرد جناب بقا غازیپوری

سخن سنج شمشاد گلزار فیض — چو دیوان رقم زد بطرز سلیس
پے سال ہجری شش عاقل گفتا — چہ گفتار رنگین بیان نفیس
۱۲ھ

ہمہ لیاقت سراپا تمیز جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب عزیز لکھنوی برادر حضرت مصنف
۱۳ھ

اپنا دیوان بہائی صاحب نے
کرکے کوشش بلیغ شام و پگاہ

جمع فرمایا خوب باصد حسن
دلکش و دلفریب و خاطر خواہ

جسنے دیکھا کہا کلام ایسا
نظر آیا نہین خدا آگاہ

کی ہے کیا کیا بلند پروازی
کوہ کو کردیا ہے اک پرکاہ

کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
کہ ہے سحبان بہی دم بخود واللہ

جلوہ گر شاہد معانی ہین
نکلی ہے جسکے دیکھنے کو نگاہ

تازہ لاکھون گل مضامین ہین
اک چمن ہے کہلا تعالی اللہ

دیکھکر اوسکو اے عزیز مجہے
فکر تاریخ کی ہوئی ناگاہ

بلبل طبع نغمہ سنج ہوئی
کیا ہی گلدستہ سخن ہے واہ
۱۳۱۲ھ

جامع کمالات صوری و معنوی جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب
قیس آروی شاگرد حضرت مصنف

وحید زمان اوستاد زمن
فصیح اللسان جان ہر علم و فن

کہ عبد الاحد نام نامی اوست
بشمشاد مشہور باغ سخن

برامثال خود برد گوے سبق
بنظم مضامین و فکر کہن

چو ترتیب فرمود دیوان خود
شد ایماے سال آن سوے من

چہ خوش نغمہ زد بلبل طبع قیس
گل گلشن طبع کام سخن
۱۳۱۲ھ

ولہ

للہ الحمد بحسن و افسر
شد مرتب چو کلام استاد

قیس تاریخ مسیحی گفتم
نغمۂ بلبل طبع شمشاد
۱۸۹۵

نتیجۂ لیاقت و ذکا صاحب فکر رسا جناب منشی محمد عبدالاحد صاحب قدس خلف اکبر
عالیجناب حافظ محمد عبدالصمد صاحب تعلقہ دار بہرساٹار ضلع بلیا شاگرد حضرت مصنف مدظلہ

چمن یافتہ رنگ حسن ترتیب	این رشک چمن بدیع گیتی
گل کرد ز کلک قدس سالش	گلہائے سخن بدیع گیتی

چراغ بزم فصاحت جناب مولوی سراج الدین صاحب کلفت
شاہجہانپوری شاگرد حضرت مصنف

مذاق جان پرست از آب کوثر	بہ بین شیرینی گفتار شمشاد
پئے تاریخ نظمش کلک کلفت	رقم زد دلکشا افکار شمشاد ۱۳۱۲ھ

سرگروہ ارباب صفا جناب مرزا جلال الدین صاحب میرزا رئیس
عدل آباد ضلع غازیپور نائب تحصیلدار مہریا ضلع بستی

کلام سخن سنج شمشاد ما	مرتب چو شد با نظام بلیغ
رقم زد بتاریخ آن میرزا	پسندیدۂ دل کلام بلیغ

جناب مستطاب معلی القاب معدن صدق و صفا مرزا خداداد بیگ
صاحب مرزا ڈپٹی کلکٹر ضلع فیض آباد دام رفعتہ

ہوا دیوان شمشاداب مرتب	لیے تاریخ مرزا ہو کے دلشاد
ز روئے وجد بولا بے خزاں ہے	بہار دلنواز باغ شمشاد ۱۳۱۲ھ

ولہ

ہوا ختم شمشاد کا کلیات	ہوئی فکر سن مجکو مرزا کمال
کہا مجھسے ہاتف نے لاریب ہے	گلستان شاداب شمشاد سال ۱۳۱۲ھ

نام تاریخی

تحفۂ مجموعۂ شمشاد

بلبل گلزار فصاحت جناب مولوی محمد نعمت اللہ صاحب نعمت شاگرد مصنف

یہ ہے وہ دیوان بابلاغت ہی نکتہ سنجون مین جسکی شہرت
غضب کی فقرون مین ہے حلاوت کہ جسکے صدقے ہے جان شیرین

بہار گلزار خوش بیانی متاع بازار نکتہ دانی
ہے یادگار جہان فانی یہی ہے گنج زبان شیرین

غریق دریاے معنی آئین خوشی سے دیوان لیتے جائین
دُر مضامین کو وہ ہی پائین جو دیکھین ایسا بیان شیرین

ہوئی جو کچھ فکر سالخوانی تو کی یہ نعمت نے دُر فشانی
ہے رنگ و بوے گل معانی بیان اعجب بیان شیرین

افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب فا
لکنوی فرنگی محلی شاگرد جناب صبا مرحوم

چو دیوان شمشاد شد اختتام — کہ مثلش کسے در زمانہ ندید
کلامش مبرا از جملہ عیوب — نہ ایطا نہ تعقیب دروی پدید
نہ گنجید در پیرہن روح من — چو این مژدۂ فرحت افزا شنید
ز ہاتف پے سال تاریخ ختم — وفا رشک دیوان ناسخ شنید

شاعر فصیح اللسان نکتہ پرور جناب میر ذاکر حسین صاحب ہنر
رئیس غازیپور شاگرد حضرت تعلق مرحوم و مغفور

قطعۂ سال دیوان شیوا بیان ہندوستان

دیوان خویش کردم مرتب یگانۂ / ہر نقطۂ کلام بلیغ ست نکتہ خیز
ہر بیت بیت شاہد معنی دلفریب / ہر مصرعے چو ابروی جانانہ تیغ تیز
شد بہر سال نغمہ سرا عندلیب غیب / موج بہار گلبن شمشاد عطر بیز

قطعہ سال دگر از سید ذاکر حسین ہنر

ہست شمشاد مگر سعدی ہند / گو زبانے کہ دہد اورا داد
فکر او ہست بصحراے سخن / از پے طائر مضمون صیاد
شد مرتب چو کلامش امسال / بہر تاریخ بمن کرد ارشاد
بادل شاد مسیحی گفتم / گل مقبول ریاض شمشاد

تاریخ کامل

واہ کیا دیوان ہے صلّ علی صلّ علی / کون اسکی مدح لکھہ سکتا ہی عاجز ہر بشر
وصف ناممکن مگر ہان فکر تہی تاریخ کی / دفعتہً ہاتف پکارا دیر یہ کیسی ہے ہنر
فرض کر لو جی مین جو لفظ آئے اسمین قید کیا / ضرب دو چودہ پر اب اعداد اوسکے جوڑ کر
پہر جو کچہہ ہو حاصل ضرب اوسکی یہ ترکیب ہے / تیرہ اوسمین جمع کرکے دیکہو ہی وہ کسقدر
ہووے جتنا دس پر اوسکو ضرب دو اور اوسکے بعد / تم ہوئے تقسیم کر دو ایکسو چالیس پر
خارج قسمت جو کچہہ ہو ضرب دو دس پر اوسکی / ۱۳۰۲ھ دو پہر اوسمین جمع کر دو چلیے قصہ مختصر

تواریخ انطباع

یادگار شعراے سلف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

کیا ہی عمدہ چھپا ہے یہ دیوان / مونس شاعران کامل ہے

لکھی تاریخ کلکِ اشرف نے | فکر شمشاد شاہد دل ہے ۱

صاحب طبع وقاد و نقاد جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب ارشاد وکیل
غازیپور شاگرد حضرت مصنف

چو شمشاد اوستاد بنظیرے | لقیصر علم مصباح ہدائے
ادیبے فاضلے شیوا زبانے | لبیبے نکتہ سنجے خوش نوائے
بلیغے بذلہ سنجے نغز گوئے | فصیحے گوہر زیبا ضیائے
مہ برج سپہر نکتہ دانی | پے اوج لیاقت منتہائے
پے اقلیم نثاری امیری | بملک شعر گوئی بادشائے
مس قلب و جو طالبان را | نگاہ فیضش آمد کیمیائے
نمودہ خوبتر ترتیب دیوان ۱ | زہے طبع و خے فہم و ذکائے
کنایاتش دل آویز و دل آرا | مضامین دلفریب و دلربائے
بگوش دل بلند آمد پیاپے | ز ہر جانب صدائے مرحبائے
بصد زینت چو آنرا طبع کردند | بیامم داد خوش پیک صبائے
بیا ارشاد برخوان سال طبعش | بہین دیوان ندرت انتمائے ۱۳۱۳

سخنور شیرین گفتار و خوش تقریر جناب منشی محمد بشیر صاحب بشیر خلف
جناب محمد عبد الحلیم صاحب رئیس اعظم سکاکوٹ ضلع بلیا شاگرد جناب شوق نیموی

مطبع والو جزاکم اللہ ۱ | چھاپا تم نے کلام دلکش ۱
لکھا کلکِ بشیر نے سال | چھپا دیوان رشک آتش ۱۳ھ

ولہ

یہ دیوان بمیثل جب چھپ چکا — ہوا دل سے مرغوب ہر نکتہ دان
بشیر اسکی تاریخ مین نے کہی — ہے فخر کلام زبان آوران ۱۳۱۲ھ

سخنگوے و سخن سنج نامور جناب منشی ٹیکہ برن سنگہ صاحب جوہر تخلص
موضع چھتری ضلع غازیپور شاگرد حضرت مصنف

چو شد مطبوع این گنجینۂ فیض — ز فکر اوستادِ رشک سحبان
سے ہے تاریخ طبعش کلکِ جوہر — رقم برزد خیال گوہر افشان ۱۳۱۲ھ

صاحب فکر سلیم جناب منشی محمد مبین صاحب جلیس مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

چو دیوان شمشاد مطبوع گشت — علم شد بہ عالم نشان سخن
جلیس سخنور بے سال طبع — نوشتہ عجب بوستان سخن ۱۳۱۲ھ

سخنور نامی و مشہور جناب شیخ محمد حافظ صاحب حافظ تخلص غازیپور شاگرد جناب مصنف

چھپا شمشاد کا دیوان اول — ہوئی تاریخ کی حافظ کو عجلت
جو دیکھا شاہد معنی ہے ہر بیت — لکھی تاریخ مین نے خوبصورت ۱۳۱۲ھ

جامع علم و فن ماہر رموز سخن سرشار بادۂ ذوق جناب مولوی محمد ظہیر احسن
صاحب شوق نیموی عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف

ہوا مطبوع جب فضل خدا سے — یہ دیوان بہار باغ ایجاد
کہا اے شوق مین نے مصرع سال — تعالی اللہ چھپا دیوان شمشاد ۱۳۱۲ھ

فاضل بے عدیل صاحب طبع سلیم جناب مولوی حکیم فقیر حسین صاحب
عظیم شاگرد جناب دبیر مرحوم لکھنوی

مطبوع سخنوران شد است این — دیوان طبع تازہ ایجاد

حقا کہ بہار دلفریبش | گلزار شگفتہ را دہد یادؔ
ہر بیت ز شاہدان مضمون | چون حجلہ گہِ عروس آباد
شیرین سخنانِ عشق مشرب | دل دادہ بران مثال فرہاد
فیاض مصنفش بعالم | عبد الاحد است فیض بنیاد
الحق کہ برائے مستفیضان | در چشمۂ رحمت است استاد
بنوشت عظیم سال طبعش | دیوان بہار عیش شمشاد

۱۳۱۴ھ

ولہ

جناب مولوی عبد الاحد کاؔ | چھپا دیوان نوایجاد مطبوع
عروسانِ مضامین سے ہر اک بیت | مثال گلشن آباد مطبوع
سخن سنج اسکو گر فرمائین تمثیل | بدل ہو سکے یہ ارشاد مطبوع
کہون دیوانِ غالب پر جو غالب | ہر اک منصف کو ہو یہ داد مطبوع
پسندِ دل ہر اک کو یون ہے جیسے | کلامِ حضرت آزاد مطبوع
لکھا خامے نے سال از رہ انصاف | ہوا گلدستۂ شمشاد مطبوع

۱۳۱۴ھ

فاضل لمعی حافظ قرآن باری جناب مولوی محمد علی صاحب قاری غازیپوری

قطعہ سال طبع دیوان دلجوی عبد الاحد شمشاد لکنوی از محمد علی قاری

۱۳۱۴ھ

زہے دیوان باتمکین لشد چاپ | ملاحت مایہ شیرین لشد چاپ
پس از ترتیب دو سال از احبا | لبا اصرار رشد تااین لشد چاپ
ز سعی نیک شاگرد رشیدش | بحسن خوبی و تزئین لشد چاپ
بشش دانگ جہان افتادہ غوغا | کہ ہان باطرز نو آئین لشد چاپ

بجمتادِ سپاہے داغ بر دل ؛ — بار باب صفا تسکین بشد چاپ
ز شمشاد سخنگوے و سخن سنج — چو زیبا یادگارے این بشد چاپ
بہجری سال طبعش گفت قاری — کلامِ شاعرِ رنگین بشد چاپ ۱۳ھ

سخن سنج عالی تبار جناب منشی محمد عبد الاحد صاحب قدس رئیس پہرساٹار شاگرد حضرت مصنف

چو شد مطبوع این دیوانِ دلکش — گلِ خندان ز باغ طبع شمشاد
رقم زد بہر سالش خامۂ قدس — بہار افروزِ دل افکارِ استاد ۱۳ھ

افضل الفضلا و اکمل الکملا رموز شعر و سخن را کامل و واقف جناب حکیم سید محمد جعفر حسین صاحب کاشف لکھنوی شاگرد حضرت ملک حوم

یارب این شوخیِ گفتار مگر افسون است — کہ غزالانِ فصاحت شدہ رامِ شمشاد
بہر مرغانِ مضامین نبود جاے امان — غیرِ دامان سر رشتۂ دامِ شمشاد
ربط آشفتگی از بندش معنی است جدا — بسکہ در ملکِ سخن ہست نظامِ شمشاد
مژدہ اے انجمنِ صوفیِ صافی طینت — میچکد بادۂ توحید ز جامِ شمشاد
توسنِ فکر رسا را نبود جولانگاہ ؛ — جز بیابانِ فضاے دو سہ گامِ شمشاد
رتبۂ سروِ گلستان بشناسد قمری — کار ہر کس نبود فہمِ مقامِ شمشاد
نیست ہنجار سخن سنجیِ او ر یک رنگ — ہمچو فکر است بہر کوچہ خرامِ شمشاد
قلمِ مانیِ نقاش باین نقش گری — پختہ کاری برد از خامۂ خامِ شمشاد
ہست تا رونقِ گلزار ز شورِ بلبل — ذوقِ شیرین سخنی باد بکامِ شمشاد
ہست تا سروِ چمن متصفِ آزادی — طبعِ موزونِ رسا باد غلامِ شمشاد

ہست تا شمع سخن بزم سماعت افروز — در جہان بیش بود لمعۂ نام شمشاد
تا بقاے غزل و قطعہ رباعی تضمین — باد با مجمع احباب دوام شمشاد
گفتم این مصرع تاریخ رواج سخنش — اید اللہ شدہ مطبوع کلام شمشاد

سخنور دلشعور جناب منشی محمد شفیع صاحب موج وکیل غازیپور شاگرد جناب مصنف

کلام اوستادم شد چو مطبوع — بہار آمد بگلزار فصاحت
پے تاریخ سالش خامۂ موج — رقم برزد طراز عشق و الفت

سخنور با وقار مشہور دیار و امصار جناب منشی محمد نثار حسین صاحب نثار لکھنوی مہتمم پیام یار

چھپا کیا خوب یہ دیوان شمشاد — کہ ہر صفحہ ہے رشک صحن گلشن
نثار اسکی کہی تاریخ مین نے — چھپا شمشاد کا دیوان روشن

شاعر بے مثل و یکتا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب وفا لکھنوی فرنگی محلی شاگرد صبا مرحوم

چھپ چکا دیوان جب شمشاد کا — شیفتہ جسپر ہے ہر برنا و پیر
طبع کی تاریخ لکھی اے وفا — آج یہ دیوان چھپا کیا بے نظیر

تمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ این مجموعہ بیمثال موسوم بہ خمخانۂ خیال دیوان اول سخنور فصیح اللسان شاعر بلیغ البیان جامع کمالات صوری و معنوی جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی بماہ جولائی ۱۸۹۶ء در قومی پریس لکھنو حلیۂ طبع پوشید

غلطنامہ خزانۂ خیال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	آہن مین آہن	آہن مین
۱۳	۰	لیجیے	کیجیے
۱۹	۹	یقصو	تصور
۲۳	۱۲	آعظم	اعظم
۲۵	۳	شیر	سیر
۳۰	۱۷	مجھے	تجھے
۴۶	۶	آہ	رنج
۵۴	۱۸	جیکی	جبکی
۵۵	۴	ملال	ہلال
״	۷	چھکاکر	جھکاکر
״	۱۴	سرائے	برائے
۶۲	۳	آتے	آتسمین
۶۳	۷	سیر	سبز
״	۱۶	قسمت	قیمت
۶۵	۱۷	دیدہ ودل	دیدۂ دل
۷۳	۱۱	آعظم	اعظم
۷۶	۱۹	دیکھین ہین	دیکھی ہین
۷۹	۶	کٹواؤ	کٹواؤن
״	״	کرتے	کرلے
۸۰	۱۷	بےجادگی	بے چارگی
۹۵	۱۵	چالین	چال
۹۶	۶	کھپابا	کھپایا
۹۸	۳	قیلے	تاو
״	۱۳	پہنے گے	پہنین گے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۲	میرے	تیرے
۱۰۴	۳	کس	کسی
۱۱۱	۷	رسائی	رہائی
۱۱۶	۱۹	سامنے	ہاتھ سے
۱۲۰	۶	نیونچھا	نیوچھا
۱۲۸	۱۵	بجھائین تہین	بجھائی تہین
۱۳۹	۴	نوبت تکرار	بدگمانی ورنہ
״	۹	ہت	آہٹ
۱۴۱	۱۳	برگ دکاہ	برگ کاہ
۱۴۲	۱	یہ مرقد ہے	لحد ہے یہ
۱۴۲	۱۳	دیکھین ہیں	دیکھی ہین
۱۴۰	۱۸	تتا	تہی
۱۵۷	۹	سنین ہین	سنی ہین
۱۵۹	۱	وہ	تم
״	״	باعث تکرار	کارگرامی یار
۱۷۷	۱۳	کھپ	کھب
۱۷۸	۹	کچلی	کجلی
۱۸۲	۱۸	بہی	ہی
۱۸۹	۸	سکوک	سلوک
۱۹۱	۱۳	درپے	ڈرتے
۱۹۶	۱۶	بتائین	بنائین
۲۰۴	۸	زیر	ریز
۲۲۳	۱۱	جاھدا	جاھداً

تمت

عمدہ اور جدید کتابین

حضرات! یہ آپ کے قومی پریس کے کتابون کی فہرست ہے۔ ان رسالون کو ضرور منگوایئے اور دیکھیے
پریس کے حسن نفاست اور عمدہ شان سے یہ کتابین طبع کی ہین۔ یقیناً آپ ان کتابون کو بہت پسند کرینگے۔

کلیات مذاق

یہ لاجواب دیوان جسکا ہر شعر دل بیتاب کے ساتھ وہ کام کرتا ہے جو کسی کی ترچھی نگاہ کرتی ہے۔ اور چھپائی
کتابت اور کاغذ کے اعتبار سے بھی کسی کے حسن نظر فریب سے کم نہین۔ قیمت کچھ نہین صرف لاگت ..

ازاحۃ الاغلاط

یہ ایک عمدہ رسالہ مؤلفہ جناب شوق نیموی غلط الفاظ کے بیان مین ہے جسمین سند کے سیکڑون شعر مندرج
نایاب نایاب کتابون کا حوالہ ہے جن حضرات کو غلط الفاظ سے بچنا ہو خصوصاً شعرا و طلبا ضرور اسکی خریداری کرین

اصلاح

اس رسالے مین جو مؤلفہ جناب شوق نیموی ہے ناسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے الفاظ فصحا نے ترک
کیے ہین اور عوام اون سے واقف نہین۔ اون سبکا بیان ہے۔ اسکے علاوہ عمدہ عمدہ فائدے لکھے گئے ہین جیسے
تنافر کر بہ۔ ذم کا پہلو۔ املا۔ تانیث و تذکیر حشو۔ مقدرات۔ وغیرہ اردو نظم و نثر لکھنے والون کے لیے نہایت ہی مفید

دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کی معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی تبیع انشاپردازی کا نمونہ حرفون کے ذریعے سے تصویر کھینچ دینا
دلون پر عمدہ اثر ڈالنے کی محکمی قوت۔ یا اس نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ خوشخط اور مہذب بڑی اہتمام کے ساتھ
نیز مہذب اثر ڈالنے کے لیے طبع کیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد .. ..

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگداز تاثیر۔ ہماری دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ امنگین۔ ایک پاکدامن معشوقہ کا ضبط
ہندوستانی مردون کی جنون انگیز ولولون کی انتہا۔ ہماری عورتون کی بیکسی۔ یا لڈسی یعنی دلچسپ کا دوسرا حصہ "فرض
عشق" نہایت موثر اور پرجوش اردو مین بلکہ زبان مین نازک خیالیون کے نئے پیرایے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے قیمت فی

نغمہ راز

دلون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی بولتی تصویرین۔ دل شکستہ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے چشم مایوس سے ٹپکنے والے
آنسو۔ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جانسوز چنگاریان۔ یعنی مثنوی نغمہ راز مصنفہ جناب شوق نیموی
شب وصل و شب غم نتیجہ طبع جناب شرر نہایت اہتمام سے چھپی ہے۔ ملک کا بڑا حصہ چونکہ شب وصل و شب
سے ہے لہذا اس جوش کے امتحان کے لیے وہ بھی نغمہ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین۔ قیمت فی جلد .. ..

ضرب المثل

اسمین اردو کی اکثر مثلین اور چھوٹے چھوٹے جملے جو عموماً اہل زبان کی زبان پر چڑھے ہوئے ہین۔ بترتیب حروف تہجی جمع کیے
گئے ہین۔ یہ رسالہ ان لوگون کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زبان دانی کا شوق رکھتے ہین۔ قیمت فی جلد

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ..
درخواست کے ساتھ قیمت یا بااجازت ویلیو پے ایبل آنا چاہیے۔ محصول ڈاک ہمارے

لکھنؤ کا عطر! ہر قسم اور ہر قیمت کا!

ہر موسم اور ہر درجے کے آدمیون کیلیے!

یہ خیال غالباً بہت صحیح ہوگا کہ ہمکو اپنے دماغ کی اصلاح کیجانب ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیے۔ ہماری ساری ترقیان ہماری کل اُمنگین دماغی حالت کے درست رہنے پر منحصر ہین جسکے لیے ہم سے اچھا زبردست سیکڑون شاید کسی کے پاس ہیار ہنو۔ یون تو عموماً لکھنؤ کا عطر مشہور و معروف ہے مگر اس کارخانے نے اس بارہ خاص مین ملک کی خدمت کرکے بہت اعلیٰ نیکنامی حاصل کی ہین۔ شاید بہت کم ایسے رئیس ہونگے جو اس کارخانے کی عمدگی اور خوش معاملگی اور اوسکی مدد سے اپنے دماغ سے کام کرسکنے کے معترف نہون۔ گو کہ نمائشگاہ لکھنؤ سے تمغا اور سرٹیفکٹ بھی حاصل ہو چکا ہے مگر یہ کارخانہ اوس سرٹیفکٹ کو زیادہ بیش قیمت سمجھتا ہے جو رؤسائے ملک و قوم کی تعریف اور پسند سے اوسکو حاصل ہوا ہی اور ہوتا رہتا ہی۔ اے رؤسائے قوم! اگر آپ اپنے دماغ کی تقویت اور ترقی چاہتے ہین یا ملکی تجارت مین آپ کو ذرا بھی دلچسپی حاصل ہوتی ہی تو اس کارخانے کو اپنا پرانا اور ملکی خادم تصور فرمائیے۔ ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ آپ خود معاملہ کرکے امتحان کرسکتے ہین۔ آپ کا دماغ ہی آپ کو مجبور کرے گا کہ اس کارخانے سے ہمیشہ معاملہ رکھیے۔

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، سوم [illegible]، چہارم [illegible]، پنجم [illegible]، ششم [illegible]، عطر موتیا قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر سہاگ قسم اول فی تولہ [illegible]، عطر گلاب قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر کیوڑہ قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر گلاب بصرہ فی تولہ [illegible]، عطر [illegible] فی تولہ [illegible]، عطر شمامہ قسم اول [illegible]، دوم [illegible]، عطر چمیلی اول [illegible]، دوم [illegible]، عطر عنبر فی تولہ [illegible]، عطر جوہی فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر روح حسن [illegible]، روح [illegible] فی تولہ [illegible]، عطر اگر فی تولہ [illegible]، عطر حسن قسم اول [illegible]، دوم [illegible]، عطر مولسری قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر چمپا فی تولہ [illegible]، عطر مجموعہ فی [illegible]، عطر [illegible] قسم اول فی تولہ [illegible]، دوم [illegible]، عطر نازبو ایجاد بندہ فی تولہ [illegible]، عطر برگ حنا فی تولہ [illegible]، عطر شمامۃ العنبر فی تولہ [illegible]، روغن حنا قسم اول فی سیر [illegible]، دوم [illegible]، سوم [illegible]، روغن بیلہ جونپوری فی سیر [illegible]، روغن کیوڑہ فی سیر قسم اول [illegible]، دوم [illegible]، سفوف خضاب لاجواب سریع التاثیر فی سیر [illegible]، روغن چمیلی فی سیر [illegible]، زردہ یعنی تمباکو خوردنی خوشبودار معطر و معنبر خوش ذائقہ و لطیف فی تولہ [illegible]۔ لکھنؤ کا ہر قسم کا اسباب یہ کارخانہ بکفایت اور [illegible] روانہ کرتا ہے۔

المشتہر۔ محمد یوسف۔ کارندہ کارخانہ منشی محمد نثار حسین نثار لکھنؤ

پیام یار

یہ اعلیٰ درجے کے شعر و سخن کا رسالہ ماہوار پانچ سال سے شائع ہوتا ہے۔ ملک کی عام زبان نے تمام گلدستون پر اسے ترجیح دی ہے قیمت عام سے مع محصول ایک روپیہ سالانہ۔ اور رؤسا سے پانچ روپیہ لیجاتی ہے بلا محصول قیمت پیشگی کسی نام روانہ نہین ہوتا نمونہ ۲ ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر۔ مہتمم پیام یار لکھنؤ چوک

قومی پریس

قوم کی امیدون پر اور قوم ہی کی اغراض پوری کرنے کے لیے یہ پریس جاری کیا گیا ہے۔ جسکی چھپائی چند روز مین لیتھوگراف کا اعلیٰ درجہ مسلم مان لی گئی ہے۔ ملک اور قوم اپنے قومی خادم سے اوسکے لائق جو کام لیگی وہ حاضر ہے معاملات کا تصفیہ کی تحریرون سے ہوگا۔

المشتہر

مہتمم پیام یار لکھنؤ۔ چوک۔